بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان امیر

معروف بہ اسم تاریخی

مرآۃ الغیب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر شائع ہوا

جزو (باہتمام کسیہ بداس [illegible] سپرنٹنڈنٹ مطبع)

التماس - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست ہر شائق کو چھاپہ خانے سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کتب کلیات و دواوین اردو و کتب کلیات و دواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کلیات و دواوین اردو

نام کتاب	قیمت
کلیات انشاء اللہ خان - بہ نتیجۂ طبع شاعر نامی میر انشاء اللہ خان -	عہ/
انتخاب کلیات ظفر -	٦/
کلیات نعتیہ مجید -	عہ/
کلیات نظیر اکبرآبادی کلان -	۶ٓ/
دیوان وقار -	۱۰/
کلیات صفدر -	عہ/
بہارستان اشعار -	۳/
دیوان میر حسن -	۸/
گلدستہ حفیظ اللہ خان -	عہ/
کلیات صنعت -	و/و پائی
کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا	

نام کتاب	قیمت
مرزا رفیع السودا -	عہ ۱۲/
کلیات نظیر اکبرآبادی -	۶/۶ پائی
کلیات ترات - مجموعہ جسمین چند کتاب ہین ۱ - دیوان - ۲ - مثنوی عاشق صنم ۳ - ٹھمریان - ۴ - شجرۂ قادریہ	۱/۳ پائی
کلیات ناسخ - طبعزاد سخنور نامی شیخ امام بخش ناسخ معاصر آتش لکھنوی -	۱۲/۹ پائی
کلیات تسلیم - جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہی - نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد نسیم دہلوی -	۱۴/
کلیات میر تقی - استاد مستند مسلم الثبوت کا	ۓ/
کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلدمین - ۱ - جلد اول و دوم یکجائی - جلد سوم و چارم یکجائی -	عہ ۱۲/
ایضاً - کاغذ سفید گن...	۱۵/

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

دیوان امیر

معروف بہ اسم تاریخی

مرآۃ الغیب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر دام ملکہم واقبالہم مشتمل بر مناظرۂ دانش ووہم

تخت کاغذ پہ ہوا صدر نشین شاہِ قلم
دائرے طبل کی صورت ہین الف شکل علم

ہین جو یہ عرصۂ کاغذ پہ حروف و حرکات
یہی لشکر ہی یہی فوج یہی خیل و خدم

ہی فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہی ندیم
وزرا معتمد و دبدبۂ و جاہ و حشم

منتخب ہین جو مضامین تو معانی ہین لطیف
ہین وہی گنج و خزائن وہی دینار و درم

اہلِ دفتر نے ہی کی کھول کے بستونکو نشست
گردن منشی گردون ہوئی تسلیم کو خم

کبھی منصب کبھی تقسیم مین ذات جاگیرین
شقے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم

وقت دربار ہوا جمع ہوے مجرائی
عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم

سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام
مژدہ یا تھا جو ادب کا وہ پکارا پیہم

روبرو خسرو جمجاہ فلک فر کے نگاہ
تا ابد سلطنت پشت و پناہ عالم

ہوئی مجرے سے بخوبی جو فراغت حاصل
مسند حکم ہوئی مطلع انوار قدم

روبرو دستخطِ خاص کو لایا کاغذ
عرضیان گذرین خلائق کے برآئے مطلب
بعد اخبار کے پرچون کی جو نوبت آئی
کہ ملازم ہین جو سرکار کے دٓو دانش و وہم
بحث اک بات کی دونون مین پڑی ہی ایسی
حکم عالی یہ ہوا جلد کرو حاضرِ بزم
حاضرِ بزم ہوئے وہ تو ہوا یہ ایما
عرض دانش نے یہ کی روز ابد تک قائم
بندۂ خاص نے دیکھے ہین ہزارون انسان
ایک حاکم ہی فلک جاہ خردمند زکی
نام ہی **کلب علیخان** بہادر جمجاہ
علم مین حلم مین جود و کرم و ہمت مین
جسمین جو بات ہو کیونکر اُسے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم نے باور نہ کیا
کہ کمالات کا حصر ایک مین ہی نا ممکن
کیسے کیسے نہین گذرے ہین جہان مین نامی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کسکو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چار سو ہمت حاتم کا ہی آوازہ بلند
تو جو کہتا ہی کہ ان سب سے ہی بڑھکر کوئی
مین یہ کہتا ہون ہین مجھ سے عین ہون اپنے صادق

حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہوے لعل فشان کھل گئے ابواب کرم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش اُسدم
درِ دولت پہ ہی ہنگامہ لڑے ہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورتِ خطِ توام
دیکھین کیا کہتے ہین جو دونون ہین ہم ہونگے حَکم
کیون لڑے کیا سببِ جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانانِ زمانہ رئوسا سارے عالم
صاحبِ علم و ہنر معدنِ اخلاق و کرم
جسکے خُدّام ہین ہم مرتبۂ قیصر و جم
ہی وہ یکتاے زمانہ سرِ اقدس کی قسم
پیش انصاف گزین حق کا چھپانا ہی ستم
بلکہ مارا رہِ انکار مین منکر نے قدم
کارخانہ ہی خدا کا نہین خالی عالم
خواجگانِ عربستان و صنادیدِ عجم
سارے آفاق مین کسریٰ کی عدالت ہی علم
حلمِ نادر ہی عیان جلوہ نما عشرتِ جم
شش جہت پر ہی عیان سب پہ جری تھا رستم
زعم باطل ہی فقط مانتے ہین کب ایسے ہم
ہین دلائل جو ہون گوشِ شنوا گوش اصم

کچھ یہ سنتا نہیں انکار پہ باندھے ہی کمر
ہو گیا حکم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل مین پہلے ہی کلام
فی البدیہہ اُسے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدلِ رسولؐ
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چُپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا مین نے
ہنس کے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ ہی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
بیش ازین نیست کہ دعوت مین کیا کرتا تھا خرچ
میرے ممدوح کی کشور نہ خزاین کی ہی حد
اتنے سائل تھے قبیلے مین نبیؐ کے کہان
روز پاتے ہین زر و گنج ہزارون سائل
کرتے ہین صاحبِ زر ہو کے غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
کس جوان مرد نے مانا نہین تو یا اُسکا
سنکے اس بات کو دانش کو ہوا کچھ جو سکوت
شاہنامہ تمھین کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ گمنام سا [illegible]
میرے ممدوح کی جرأت تھی جہان مین کہان

گفتگو سے طرفین آپ مین ہو کے بہم
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لا ہو کہ نعم
نام کسریٰ کا ہی انصاف و عدالت مین علم
جاہ بے آب بھی پاتا ہی کہین رتبۂ یم
عدل کسریٰ مین ضلالت کے طریقے منضم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہی یہ جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اُسمین جتنے ہون میسر اُسے دینار و درم
گوسفند و بز و میش و شتر و اسپ و غنم
سب وہ حصہ ہی خلائق کا زہے جود و کرم
جمع اُسکی درِ دولت پہ ہی سارا عالم
ہر تہیدست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہی کہ ہین اِسکے گدا تک حاتم
نطق ہو بند تو مُنہ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائلِ جرأتِ رستم ہی عرب تا بعجم
مین بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہی ستم
آپ کہتا ہی یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنا یار ستم
رخش سے اُسکے صفین ہوتی ہین درہم برہم

اب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان
اُسپہ پڑجائے صفِ فوج عدو مین بھاگڑ
اسمین بھی بند ہوا وہم تو لی اور ہی راہ
کی یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکرِ نبرد
جام جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سُنکے دانش سنے کہا خوب کہان تجکو تمیز
فرض کردم کہ مُہیا ہون سب اسباب نشاط
آپ ہی ہین جو نہو اُسکو ہو حاصل کیا خاک
اگلے لوگون مین کہان تھی یہ تراش اور خراش
پیرہن رشک چمن بوقلمون رنگ برنگ
خوبصورت و حسین ماہ جبین پیش نظر
کبک و طاؤس کی رفتار تو چیتے کی کمر
رقص وہ جس سے سراسیمہ ہو طاؤس فلک
جام جم سے اگر آئینہ تھا احوالِ جہان
طرح مین وضع مین ترصیع مین ایجادون مین
نہ چلی وہم کی اسمین بھی تو بولا مجبور
حکم نادر کا فلاطون کی ہی حکمت باقی
کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہی
آنکھین کسکی نہین نادر نے نکالین بجرم
کسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغ جفا

نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل نہ بم
سرِ میدان جو ڈکارے صفتِ ضیر اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کسنے آراستہ کی بزم طرب صورتِ جم
جس سے تھا پیش نظر آئینہ حالِ عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطرب و ساقی و نقل و می و اصوات و نغم
لذّت سامعہ و ذائقہ و قوتِ شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شمیم
نہ یہ زیورون مین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خم بخم زلف رسا آئینے زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوے غزالانِ حرم
کان زہرہ بھی پکڑ لے وہ مزامیر و نغم
راز کونین سے آگاہ یہان دل ہر دم
متاخرین سراسر قدما سے اقدم
خیر قائل ہون پر اِک فارق انوار و ظلم
فرق انکا بھی سُنون کون سوا کون ہی کم
لائقِ مدح ہی ممدوح وہ ہین قابل ذم
وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
شُہرہ ہے دوشنی چشم ہی یان خاکِ قدم
گردنین سیکڑون احسان سے اسکے ہوئین خم

اور حکمت مین فلاطون کا ہی کیا ذکر کہ وہ / بیٹھکر خم مین ہُوا راہی اقلیم عدم
یہ وہ دریا کہ خمِ چرخِ جہان ایک حباب / پھیل کر قطرہ نہ دریا سے کبھی ہو اعظم
طرفہ حکمت کہ نبیؐ کا بھی وہ قائل ہوا / دل صفا سے ہی یہان مطلعِ انوارِ قدم
کفر و ایمان مین بڑا فرق ہی لازم ہی تمیز / وہ اگر ہیمۂ دوزخ تو یہ ہی سرِ ارم
جب سُنے ایسے براہین یہ ہُوا وہم کا حال / خم کیا سر کو لیے دوڑ کے دانش کے قدم
چشمِ الطاف سے دانش نے بھی کی اُسپہ نظر / بہرِ تفہیم کہا سُن کہ تو ہی نیک شیم
یہ تو تھے تیرے سوالات کے ای وہم جواب / وصفِ ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتے ہین ہم
علم مین حلم مین الطاف مین دانائی مین / ایک ہی فرد ہی یکتا ہی وہ فخرِ عالم
ہر سحر مشغلہ فریادرسی دادرسی / میہمان سیکڑون ہر شام سرِ خوانِ کرم
جتنے جس شہر سے آتے ہین مسافر مہمان / کیمیا کرتی ہی اُنکو نظرِ فیض شیم
اِس جگہ چاہیے موزون ہون کئی مطلعِ صاف / گھر مین بیتون کے لگین آ سُنے قدِ آدم

مطلع

وقت رفتار ہی زر ریز عجب فیض قدم / نقشِ پا راہ مین بنجاتے ہین دینار و درم
درِ دولت کی وہ عظمت ہی کہ جس سے ہر دم / لو لگائے ہوے ہی لام ہو یا واوِ قسم
تنگدل وہ ہی عدو نام جو اُسکا ہو رقم / ساحتِ لوح یہ سمٹے کہ ہو میدانِ قلم
چشمۂ فیض سے اِسکے جو شجر ہون سیراب / عوضِ برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم
دلمین وہ سخت دلون کے بھی جگہ کرتا ہی / سنگ پر جیسے پیمبر کے پڑے نقشِ قدم
ہی تواضع کا نتیجہ کہ ہی سب پر غالب / کسرِ نفس اُسکو نہ کس طرح کرے فتح سے ضم
عفوِ ایسا کہ خطاکار سے بھی ہی اغماض / صاف پی جائے جو کھائے کوئی جھوٹی بھی قسم
زائرِ در جو رہِ شوق مین ہوتے ہین رواں / حسرت آنکھون کو یہ ہوتی ہی ہوے ہم نہ قدم
بینیِ دولت والا نے یہ پامال کیا / کہین ڈھونڈھے نہین ملتا ہی نشانِ سر گم

مرکز کاف کی شمشیر سے کٹتا سر میم
درمیان مین جو نہوتا قدم راے کرم

وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا
ق
کیا عجب روک کے بیٹھے جو قضا راہِ عدم

صور سے کہدے تو وہ بھول بھلیان نبجائے
کہ بھٹکتا ہی پھرے اُسمین سرافیل کا دم

فیض سے اُسکے وہ کرتے ہین دوشالے تقسیم
کملیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین موے غنم

قہر رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب اُسکا ہی
آنکھ دکھلائے جسے اُسکا ہو دم عین عدم

صرصرِ قہر چلے اُسکی تو ہستی کیسی
چار ارکان ہون نگونسار گرین ہفت خیم

سود خوردہ ہی عدو کیون نہ زمین پر لوٹے
ق
عدمِ ہضم غذا ہی سببِ دردِ شکم

عہد مین اُسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہی ہزا
کہ ستم ہی حق معشوق مین عاشق پہ ستم

اثر اُلٹا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون
پڑھکے لیلی جو کرے سورۂ جن قیس پہ دم

بُت پرستی کا مٹا عہد مین اُسکے یہ رواج
قابلِ حد ہوے اطفال بھی کھیلے جو صنم

بسکہ پابند شریعت ہی وہ مقبولِ خدا
اسقدر کی ہی شریعت کی بنا مستحکم

کہ کسی راہ کے چلنے مین کسی رہرو کا
سر حد شرع سے باہر نہین پڑتا ہی قدم

آپ عابد ہی وہ کرتا ہی نصیحت سبکو
غافلو راہ عبادت مین نہو سُست قدم

تمسے ہوتی ہین شب و روز نمازین جو قضا
دیکھو ماتم مین اُنھین کے ہی سیہ پوش حرم

اُٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین
ق
بند دروازۂ بتخانہ ہی وا باب حرم

ہوتے آذر بھی تو پابند شریعت ہوتے
سجدہ گاہین وہ بناتے جو گھڑتے بھی صنم

تن پہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہی فروغ
خود ہی مشعلۂ طور زرہ رخت حرم

ہی سپر پشت مبارک پہ کہ حمزہؓ کی سپر
ذوالفقار پہ اسد اللہ کہ شمشیر دودم

حملہ ور فوج عدو پر وہ اگر ہو دمِ جنگ
ق
باندھکر چست کمر کھینچ کے شمشیر دودم

کھیت کشتونکا نہ طیار بھی ہونے پائے
ہو چکی تیغ و قضا مین برضا بیع سلم

تھا سیہ رو جو عدو اُسکو کیا خون مین تر
کیا تماشا ہی کہ اسود کو بنایا ارقم

نثر مین نظم مین سب طرح کی رنگینی ہی
کیون نہ عالی سخن اُسکا ہو کہ ہی استعداد
یہ حکومت یہ ریاست یہ ایالت یہ شکوہ
تاج کہتا ہو کہ ہی تاج سکندر کیا مال
تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہی دعوی چتر
اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھولون
تیغ کہتی ہی کہ مجسے دلِ مریخ ہی آب
مدح ممدوح بہت تجھسے ہی دشوار امیر
روک لے روک لے رہوار طبیعت کی عنان

ق

ہی ورق ہاتھ مین گلزار تو طاؤس قلم
بیت محکم ہی وہی جسکی بنا ہی محکم
واہ کیا نظم ہی جسکا ہی ثنا خوان عالم
تخت کہتا ہی نہین تخت سلیمان سے مین کم
سبز بختون سے ہون سرسبز یہ ہی قول علم
فیل کا عزم سر چرخ پہ رکھدون مین قدم
نیزہ کہتا ہی کہ مجھسے سر بہرام ہی خم
آتشین ہی یہ رہ تخت تو چوبین ہی قلم
کر دعا حق سے کہ اے خالق انوار وظلم

نور اقبال رہے اُسکی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ حصۂ اعدا سے وژم

ایضاً قصیدۂ مدحیہ

تا کجا کوتہی اید ست ہوس کر جھوٹ
جیتنا ہو جو سوارانِ سخن سے میدان
یہی گو ہی یہی میدان یہی معنی یہی لفظ
پی چکے گو کہ مۓ صاف سخن کو مے نوش
خم ہین میخانے مین ایسے بھی کہ ٹوٹی نہین مُہر
دو قصیدے جو سُنے مُصحفی و انشا کے
سخت پتھر سے جو تھے قافیۂ نامانوس
ذائقہ ہی تو فقط گرمی و بیبا کی کا
ہمتِ فکر نے باندھی جو کمر پھر جواب

پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے اُلٹ
پھینکنا چاہیے رہوار قلم کو سرپٹ
اپنی اپنی ہی دمِ معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ
رہ گئی ساغر و مینا و سُبو مین تلچھٹ
کھول منھ بھر کے صراحی کو لے پیا غٹ غٹ
واقعی سلسلۂ رائج ہین ولیکن سلپٹ
کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اُنکی اُچٹ
پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ چل دور ہو ہٹ
اوّل اوّل تو طبیعت کو ہوئی گھبراہٹ

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا
کر لیا تازہ مضامین کا علاقہ کورٹ

لو سنو گوش توجہ سے ذرا نظم فصیح
وہ مئے صاف نہین نام کو جسمین تلچھٹ

مطلع

شب دو شنبہ جو لی خواب مین مین نے کروٹ
آئی اک حور لقا پاس الٹ کر گھونگھٹ

کچھ عجب فتنہ کہ اُسکی جو نظر جائے پلٹ
ساتھ ہی چرخ پھرے لے یہ زمانہ کروٹ

شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت
شوخ عیّار غضب قہر چھلاوا نٹ کھٹ

رحم دکھلائے جو منھ دور سے پھر جائے نگاہ
شرم آجائے تو آنکھین کہین چل دور ہو ہٹ

گر پڑے جان پہ دیوں کی چمک سے بجلی
کھینچ لے دل کو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ

وہ نگاہین غضب آلود وہ مژگان کی صفین
لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے گھونگھٹ

لے کے انجم کا جو لشکر اُتر آئے مریخ
کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ

پختہ کار اُسکو جو دیکھین طمع خام کرین
ثمر پیش رس حسن مین وہ گدرا ہٹ

طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت
دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ

آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر حد سے بڑھے
توسن ناز کو پوئی سے وہ پھینکے سرپٹ

مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ
بے چھوے گاہ لجالو کی طرح جائے سمٹ

پتلیان آنکھونکی در پردہ اشارون سے کہین
ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہان کا گھونگھٹ

مانگ لے مانگ دکھا کر کبھی عشاق کے دل
باندھ لے گاہ گلا کھول کے وہ زلف کی لٹ

رخ و گیسو پہ مرے اتنے مسلمان ہندو
مقبرے ہو گئے تعمیر پھرے سب مرگھٹ

فتنۂ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ
لا چھپیٹے مین اسے دیر نہ کر دوڑ جھپٹ

طاق کاکل وہ پھنکیتی مین کہ سر کی کوئی چوٹ
روک لے مڑ کے تو وہ جھک کے لگائے پالٹ

ہاتھ چھو جائے جو گیسو کو تو کھا کے یون پیچ
جسطرح کاٹ سکے کالا کوئی جاتا ہی پلٹ

دیکھکر ابروے پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان
پہلوان دو ہین کہ کشتی مین ہین ہو ہین غٹاپٹ

جلوہ گر مردم چشم وصفِ مژگان سے یہ صاف
پھیر کر آنکھ کہے آنکھین ہین نرگس کی پھٹی
چوری چوری چمنِ رُخ مین جو آجائے نگاہ
وصف لکھے لبِ شیرین کا جو کوئی کاتب
بڑھ کے گلبرگ سے بھی وہ عقِ رنگین نازک
آرزو دہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
استخوان تن مین نہین ایک یہ ہوتا تھا گمان
کس طرح ہو نہ گلا کیفِ مئے حُسن سے مست
سینۂ آئنہ شفّاف شکم چشمۂ حُسن
شورِ خلخال سُنائے جو روان ہو دو گام
غرض اس شکل کی معشوقہ کیا جسکا بیان
شوق دل نے یہ کہا مست ہے یہ سرو سہی
ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ پیچھے سرکی
چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
ہنسکے ظاہر مین کہا واہ ری ٹھنڈی گرمی
چُپ رہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد
ہوش مین آؤ ذرا خیر ہے کیسا ہے مزاج
مین وہ ہون جسکی ہے دُس مین ہین ہزارون نامی
زہرہ بالا سے فلک کشتۂ شمشیر نگاہ
مُرغِ دل سیکڑون شہباز نظر کے ہین شکار
ذوق وصلت مین ہوے گور کنارے کتنے

حور بیٹھی ہے درِ خلد پہ کھولے ہوئے پٹ
دہن تنگ نہ سے مُنھ کہ ہے غنچہ مُنھ پھٹ
زلفِ مشکین کی رسن باندھ لے مشکین جھٹ پٹ
صفحہ سے صفحہ عذوبت کے سبب جا لئے چمٹ
غنچے ہین اُنگلیو نکی کیون نہ بلائین چٹ چٹ
کہین جوشن کیطرح جاؤن مین بازو سے لپٹ
گُلِ مخمل کی طرح تن ہے غضب نرماہٹ
پی ہے نشّے مین صراحی کی صراحی غٹ غٹ
موج دریائے لطافت شکم صاف کی بٹ
مُردے اُٹھ بیٹھین تہِ خاک یہ ہو گھبراہٹ
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ
عشق پیچے کی طرح جائیے مستی مین لپٹ
سر قدم تک بھی نہ پہونچا کہ گئی دور وہ ہٹ
تازیانے سے نہین کم وہ پڑے تیغ جو پٹ
آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جھنجھلاہٹ
تھی ملاقات کہان کی کہ یہ تیزی جھٹ پٹ
خفقان سے تو طبیعت مین نہین گھبراہٹ
سیکڑون مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ
حلق مریخ کو پھانسی ہے مری زلف کی لٹ
خال وہ زاغ سیہ ہے کہ کلیجے کیے چٹ
شوقِ دیدار مین کتنون کی گئی آنکھ اُلٹ

ہند سے روم تلک جتنے کہ ہین شہزادے
صبح تا شام ہی اُنکا مرے در پر جمگھٹ

پانوٗن کتنون کے گھسے مثل ہبوسر پھوڑے
بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ

ناطقہ خانۂ دولت ہی مرا نام صفت
مین مکین ہون تو مکان جائے زر و سیم سے پٹ

ملہمِ غیب نے بھیجا تو مین آئی ترے پاس
ہو گران تجھکو جو آنا ابھی جاؤن ہین پلٹ

وصف تو کرتا ہی جسکا مین اُسی کی ہون صفت
دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو اُلٹ

راے انور سے اُسی کے مری آنکھون ہی نور
خلق اُنکا مرے گیسو مین ہی خوشبو کی لپٹ

صفِ مژگان سے عیان پنجۂ پُرزور کی شکل
عزم اُسکا مری شاہین نگہ کی ہی جھپٹ

اُسکی جور استی طبع وہی قد میرا
دامن فیض کا لٹکا و مری زلف کی لٹ

مصحفِ رُخ کو جو دیکھو تو نمایان وُہی شان
کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اُسی کی چوکھٹ

کون وہ کلب علیخان بہادر جمجاہ
دیتے ہین جسکو تلک عالمِ بالا کی رپٹ

مطلع

حاکمِ خلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپٹ
کر لیا سارے گلستان کا علاقہ کو رٹ

کیا شگفتہ ہی بہارِ چمنِ نزہتِ طبع
سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا اکرکٹ

بزم مین زمزمۂ حسن ہی یا نغمۂ عشق
اُنھین لوگون کا رہا کرتا ہی اکثر جمگھٹ

شمع و پروانہ سے ہر شب وہ سنا کرتا ہی
لن ترانی کا ترانہ اَرَنی کی ترو ٹ

طرفہ محفل کہ پے رقص یہان آتا ہی
سر پہ طاؤس چمن رکھ کے کنہیا کا مکٹ

واہ کیا قصرِ حکومت ہی رفیع اور وسیع
جسکے دروازے کے ہین جرأت و ہمت دو پٹ

فیض مقدم سے تونگر فقرا ہوتے ہین
بخت خفتہ کو جگاتی ہی قدم کی آہٹ

شیخ سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح
کعبہ ان چار مصلون سے ہی اُسکی چوکھٹ

جزر و مد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف
بڑھ کے کوثر چہ زمزم ہو اگر جائے سمٹ

دمِ بخشش اُسے دیکھا ہین بکھیرون موتی
کہو نیسان سے کہ جگنوان کا تکھ لے چرمٹ

کسقدر نام ہی شیرین جو زبان پر آجائے
منھ مین بیمار کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

بزم مین لیتا ہی بندوق کا توتا ہی نام
بزم مین طوطیِ مینا کو اُسی کی ہی رٹ

اسی معجون سے طبیعت نے بشاشت پائی
دل کی اِس حرزیمانی سے گئی گھبراہٹ

عدل وہ ہی کہ زمانے مین نہین ہوے فساد
ہو تہتک جو پھکیتون مین کبھی ہو کھٹ پٹ

درِ دولت ہی عجب فیض کی چوپڑ کہ جہان
کبھی پڑتا نہین پانسا کسی تقدیر کا پٹ

آگے ہمت کے ہی یہ دولتِ دنیا کیا مال
لعل و گوہر کو سمجھتا ہی وہ کوڑا کرکٹ

دی عجب پنجہ و بازو مین خدا نے طاقت
امتحان چاہے اگر کوئی تو دے کو وہ اُلٹ

گو رستم سے کہ کیا جان کے مُنھ چڑھتا ہی
یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ

نگہِ قہر کرے سنگدلون کو جو رنگ
یہ وہ شمشیر نہین جائے جو پتھر پہ اُچٹ

کب عدو کو ہی چہِ پستیِ قسمت سے نجات
آنکھین دو لاب ہین سر اُسکا ہی چکّر سے رہٹ

برق جا کر جو جلاتی ہی عدو کے خرمن
بولتا ہی وہین اُس تیغ سے رعد آکے رپٹ

زشت کیا دشمنِ کافر ہی کہ ہے اُسکی جگھہ
زیست مین خانۂ زندان بس مُردن مرگھٹ

اس جگھہ سے ہین کرون ہو کے مخاطب تعریف
چاہیے شاہدِ معنی کی بدل دون کروٹ

غائبانہ ہی اگر نصف خطابی بھی ہو نصف
ایک دروازے کی خاطر ہین مناسب دو پٹ

مطلع

ہین ترے بابِ حکومت کے دو عالم دو پٹ
ملکے یہ چار کڑی ایک بنی ہی چوکھٹ

تب دنی اس سے ترے خاکِ قدم کی اکسیر
چرخ نے ماہ کو شق کر کے کیا جب سمپٹ

کیا ترے قہر کا وادی ہی تماشے کی جگھہ
پیچ کھاتے ہین بگولے کہ کلا کرتے ہین نٹ

ہر کہاری ہی ہوا دار کی صورت مین پری
تختِ جم لے کے یہ پریونکا چلا ہی جھمگھٹ

زیرِ فرمان رہے ہر دم جو کہے تو وہ کہے
زالِ دنیا کو مناسب نہین اب تریا ہٹ

حق تو یہ ہی کہ ترے قبضۂ قدرت کے سوا
مال جو غیر کے قبضے مین ہی وہ ہی تلپٹ

جسکا تو دوست ہوا اُسنے خزانہ پایا
خط لکھا جسکو اُسی شخص کی ہنڈی گئی پٹ

حکم تنگیِ دہنِ تنگ سے جائے جو نکل
سارا آفاق ہو ذرّہ وہ یہ زمین جائے سمٹ

وسعت طبع جو وسعت کا سُنائے فرمان
ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ

عاجزون کو جو ملے عدل سے تیرے قوّت
شیر کو دُنبے لگائے شکم گاؤ کی بٹ

سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
کر دیا کیا تری چُٹکی نے مسل کر سلپٹ

تار ہی اُسپہ تری راے منور کا چراغ
بنگئے چوب شجر طور سے آئی ڈیوٹ

سب رئیسون سے ریاست ہی تری بالاتر
معتبر جیسے ہوا اخبار مین اخبار گزٹ

حُسن وہ جائے اگر قاف مین کھنچکر تصویر
جتنی پریان ہین لین تیری بلائین چٹ چٹ

چین آتا نہین جبتک کہ عروس دولت
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ اُٹھاکر گھونگھٹ

کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہی حُسن شباب
کیا مزہ دیتا ہی میوے مین جو ہو گدراہٹ

تجکو ساقی سے مے صاف ملی روز ازل
آگئے خسرو و جمشید تو پائی تلچھٹ

تھام رکھین نہ اگر تیری اعانت کے ستون
ہو ابھی حصن فلک گر کے زمین پر چوپٹ

ہین پھکیتی مین چٹیلے یہ ترے ارض و سما
سر کی چوٹ انسے نہ رُکتی ہی نہ اُنسے پالٹ

خُلق سے کیون نہ معطر ہو زمانے کا دماغ
مشک نافے سے سوا آئین ہی خوشبو کی لپٹ

علم وہ جسکو دقایق ہین کتب کے آسان
کوئی مشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کٹ

ہی یہان تذکرہ معنی و تفسیر و حدیث
اہل منطق سے کھولائے کہان کا جھنجھٹ

تجسے ہمسر ترا دشمن ہو خدا کی قدرت
زاغ بُلبل سے مقابل ہو ہما سے کھوسٹ

فیل گردون کرے دونون کو مسلکر پامال
سیار سینگی اُسے دے لا کے جو گیدڑ پا کھٹ

کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
خوف ہنگام سخن ہی کہ کہین جائے نہ کٹ

آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
جسطرح بیٹھ رہے جام مین مے کے تلچھٹ

پر یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہی ٹھیک
برج آبی مین ستارون نے کیا ہی جمگھٹ

کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
روحین پیاسونکی ہوگئین جمع سمجھکر پنگھٹ

ایک دم مین صف اعدا کو کیا دو ٹکڑے
سیکڑون بار چلی پر نہ پڑی یہ کبھی پھٹ

حصنِ تن کے لیے ہی چال قیامت اِسکی
ایک ٹھوکر مین ہی یہ قلعۂ تن در چوپٹ

پاٹ کر لاشون سے میدان کو لیتی ہی جو دم
ملک الموت سے کہتی ہی کہ بول آکے ریپٹ

جسکو تاکے وہ کبھی جان نہ چھوڑے اُسکی
ہو سپر چشمۂ حیوان تو کہے دور ہو ہٹ

وصف رہوار سبکرو کا کرے کیا کوئی
چال دُلدل کی تو ہی رخش کی صورت جیوٹ

شبِ مہتاب سے کم مُنھ پہ نہین اندھیاری
بلکہ زیبا ہی اگر کہیے دولھن کا گھونگھٹ

دامنِ شاہدِ کنعان ہی ہر اک دامنِ زین
سر پہ کلغی کہ کنہیا کا ہی یہ مور مکٹ

شرق سے غرب مین پھر غرب سے آئے سوے شرق
دم مین سو بار جو راکب کا سے پھینکے سرپٹ

وقتِ رفتار کبھی رہروِ خفتہ کی طرح
ہو نہ راکب کو خبر راہِ سفر جائے کٹ

ورق گنجفہ سان ساتھ پھرین لیل و نہار
گشت کے وقت کرے یہ جو اُلٹا اور پُلٹ

ایک ہی ٹاپ مین ہو جائین دو عالم برہم
ملکے چودہ طبق ارض و سما ہون غٹ پٹ

فیل خرطوم مین لیکر جو زمین کو پھینکے
آندھی آجائے سیہ جائے فلک گرد مین اٹ

دمِ رفتار اُسے خضر بھی دیکھین تو کہین
دستِ صرصر سے گیا پردۂ ظلمات سِمٹ

زور ساز ور ہی کچھ پاؤن مین اُسکے جو پڑے
عرش آئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ

کمرِ کوہ سے کیونکر ہو تحمل اِسکا
پانوٴن رکھدے یہ اگر گاو زمین لے کروٹ

ہی کشادہ دہن اِسکا کہ درِ باغ ارم
دونون دندان ہین کہ موتی کے ہین گویا دو پٹ

اس جسامت پہ کہ ہی صورتِ اندیشہ جسیم
چشم سوزن سے نکلجائے اگر جائے سمٹ

لیلۃ القدر رکھا اب نام قصیدے کا امیر
کہ یہ خامہ سے کہ مصروفِ دعا ہو جھٹ پٹ

ملک و دولت کی ترقی ہو آلٰہی ہر روز
سجدہ گہ سارے زمانے کی رہے یہ چوکھٹ

حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمّاتِ جہان
درِ دولت پہ رہے اہلِ غرض کا جمگھٹ

نفسِ چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
انھین قدمون تلے جائین بڑے لُطف سے کٹ

قصیدہ دیگر

فصل گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان
بڑھکے رضوان سے ہین اندنون دلباغ باغبان

ہر طرف گلہاے رنگارنگ گلشن مین کھلے
جیسے صبحِ عید یکجا ہون حسینانِ جہان

خم نہین شاخین درختون کی ہوا سے خاک پر
کر رہے ہین سجدۂ شکرِ خداے انس و جان

قم باذن اللہ کہتی آئی گلشن مین بہار
جی اُٹھے جو ہو گئے تھے مُردہ دل وقتِ خزان

جھوم کر آیا ہی ابر کوہساری باغ مین
رقص مین ہین ہر روش طاؤس ہوکر شادمان

لالہ کہتا ہی کہان موسی ہین آکر دیکھ لین
صاف جلوہ ہی چراغِ طور کا مجھسے عیان

جھومنا مستون کی صورت ہی درختون کا بجا
نکہتِ گل مین بھی ہی کیفِ شرابِ ارغوان

لالۂ احمر نے یاقوتی کی ڈبیا کی درست
نرگسِ شہلا نے رکھی میفروشی کی دُکان

داربستِ تاک مین خوشے نظر آنے لگے
جس طرح جھرمٹ ستارون کا فرازِ آسمان

سیر غنچہ کیون نہ بیحد ہو زرِ گل بیشمار
رکھتی ہی اکسیر کی بوٹی بہارِ بوستان

ہر روش پر بیٹھی ہی بزازہ بنکر خُرمی
جس طرف دیکھو کھلی ہی سبز مخمل کی دُکان

فیض شبنم نے دیے اشجار کو آبی لباس
بر مین ہی مردم گیا کے جامۂ آبِ روان

نوعروسانِ چمن کو ہی جواہر کا جو شوق
نیچے فیروزہ آیا ہی چمن مین آسمان

یون ہی جنبش مین ہوا سے ہر نہالِ سایہ دار
ہو خرامان جس طرح کوئی حسین دامن کشان

ہی مبارک فال کوئی ہونیوالی ہی خوشی
ہر چراغِ لالہ جوشِ رنگ سے ہی گلفشان

جان پھولونمین پڑی زندہ ہوئی خاکِ چمن
ہی دمِ جان بخش عیسیٰ یا نسیمِ بوستان

قمریون کا قول ہی ہم ہین طیورِ باغِ خلد
سرو کہتا ہی کہ مین ہون طوبیِٔ باغِ جنان

صحنِ گلشن مین نزاکت نے جمایا ہی یہ رنگ
مرغِ بو کا آشیان ہی شاخِ گلبن پر کہان

ہی بلندی و درازی اسقدر ہر شاخ مین
ہی محیطِ مشرق و مغرب برنگِ کہکشان

پائے گر سورج کمی کے سایہ مین تھوڑی جگہ
بھول جائے مہر جنبش مثل قطب آسمان

چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہو
چادرِ مہتاب ہو فرشِ فضاے بوستان

سیر کو جو آئے اُسکا نافِ آہو ہو مشام
گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہی عنبر فشان

دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہی
خواب مین کرتا ہی سبزہ سیر گلزارِ جنان

ہی تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار
نوک کی لیتے ہین کانٹے یا چبھوتے ہین سنان

جس طرف دیکھو زرِ گل باغ مین انبار ہی
شکل فوارہ اُگلتی ہی زمین گنجِ نہان

غنچہ و سوسن سے کیا ہو شکرِ احسانِ بہار
وہ زبانِ بیدہن ہی یہ دہانِ بیزبان

اسقدر جوشِ طراوت ہی عجب کیا ہی اگر
یاسمین پیدا کرین گر گر زمین مین استخوان

قطرۂ خون کے عوض نکلین گل و یاقوت و لعل
نشترِ فساد اگر کھولے رگِ سنگِ گران

ہی عجب فیض ہوا پیکان کے غنچے کھل گئے
تر ہی چوبِ خشک ناوک بارور شاخِ کمان

مصر کا بازار کہیے باغ کے بازار کو
گل ہی یوسف گرد اُسکے بلبلون کا کاروان

ق مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین
عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رایگان

جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب
اُن مکانون مین ہی پوشیدہ یہان ہر سو عیان

آئنہ خانہ ہی گلشن آئنہ ہی برگ برگ
جلوہ گر ہی ہر طرف رنگِ بہارِ بیخزان

گرچہ صحنِ باغ مین ہر سال آتی ہی بہار
اور آتا ہی نظر رنگ زمین و آسمان

ہی سبب اسکا کہ ان روزون ہو مسند نشین
سروِ گلزارِ ریاست صاحبِ بخت و جوان

منبع جود و سخاوت معدنِ لطف و کرم
ماہ اوجِ چرخِ قدرت مہرِ اوجِ کن فکان

انتخابِ صنعِ حق عالی نسب والا حسب
روحِ جسمِ انس و جان فخرِ زمین و آسمان

نام نامی وہ کہ ہی جسکے نگین دل پہ نقش
نامور کلب علیخان بہادر نوجوان

اُسکے وصفِ پاک کا دل نے ارادہ جب کیا
بے تکلف آگیا مطلع یہ بالاے زبان

مطلع ثانی

مطلع ثانی

شش جہت مین ہی جو یہ خورشید یکتاے جہان — گرد پھر پھر کر فدا ہوتے ہین ساتون آسمان
حبذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب — حبذا وہ سر جو ہو صرفِ سجودِ آستان
ای خوشا وہ سرزمین جائین جدھر اُسکے قدم — ای خوشا کشور پھرے جسکی طرف اُسکی عنان
مرحبا اُسکو جو صبح و شام ہو اُسکا مطیع — آفرین اُسکو جو روز و شب ہو اُسکا مدح خوان
ہو وہی دل جسمین ہو اُسکی محبت کا مقام — ہو وہی سینہ ہو جسمین اُسکی اُلفت کا مکان
رستمی مین رشکِ رستم زور مین افراسیاب — ہمتِ عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان
طفل مکتب ہو ارسطو وہ جہان ویدہ درسِ علم — رُوبرو اُسکے فلاطون عامی رکج مج زبان
شان دارائی کرے نظارہ دارا سے کہو — شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر ہو کہان
فی الحقیقۃ ختم ہو اُسپر رعایا پروری — واقعی ایسا شریفون کا کہان ہو قدردان
دستگیری کی ضعیفون کی قوی بازو ہوے — حق یہ ہو محنت نہین جاتی کسی کی رایگان
شہرۂ بخشش سے خلقت ہو درِ دولت پہ جمع — جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سُنکر اذان
آکے اُسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر — ڈھونڈھتے تھے جو بہم طفلی سے جو بخت جوان
قلب روشن ہو وہ آئینہ کہ جسمین مثلِ عکس — صاف آتے ہین نظر اشکال اسرارِ نہان
شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ — سب ہین خالی در پہ اُسکے جمع ہو سارا جہان
دامنِ لطف و کرم جبتک نہ تھا اُسکا دراز — تھا سفینہ آرزوے خلق کا بے بادبان
خاک کو اُسکی نگاہِ مہر کر دیتی ہو زر — جیسے نخلِ تازہ اعجازِ نبی سے استخوان
عہدِ نصفت مہد مین سرکش نظر آتے نہین — خوف کے مارے ہو آتش سنگ و آہن مین نہان
جسطرف چاہے اِسے پھیرے اُسے ہو اختیار — ابلقِ ایام کی ہو دستِ قدرت مین عنان
زورِ بازوے توانا سے کبادہ ہو گئی — پہلوانون سے نہ کھچ سکتی تھی جو مطلق کمان
ہمتِ عالی سے ہین لہاے عالم مطمئن — ہو عصا سے پیر جرنیہ طفل شمشیر جوان

ذکر خط کیا خط پیشانی کو پڑھ لین کم سواد
بہر کحلِ چشم لیجائین جو خاکِ آستان

کیا ہی شمعِ راے روشن کی تجلی مین کلام
جب زبانہ بھی نہ شمعِ طور کا ہو ہمزبان

بزمِ عالی روضۂ جنت سے ہرگز کم نہین
ہی نصیبِ خلق گلگشتِ بہار بیخزان

ہو جسے جس چیز کی خواہش ملے اِس بزم مین
ڈھونڈھے گر عاشق تو پان معشوق کا پلٹے دہان

حکم ہی عالی دماغی کا شبستان مین یہی
نکہت گل بن کے نکلے شمعِ محفل کا دھوان

ہی رواجِ شرع ایسا عہدِ نصفت مہد مین
پوست کھینچا جائے مے کھینچے اگر پیرِ مغان

دست و پا گم کردہ ہیبت سے فقط سطرنہین
خشک یہ باجے ہین تن مین پوست ہی یا استخوان

بتکدے تھے جس جگہ اُسجا بنی ہین مسجدین
جس جگہ ناقوس بجتے تھے وہین ہی ابِ اذان

قلزمِ ہستی سے ایسی رسمِ ایذا اُٹھ گئی
خار ہین جزوِ تنِ ماہی بجاے استخوان

صرف گر اُسکے تصدق مین ہو ہنگامِ صبح
پھر گلِ خورشید مین ہی کون شاخِ زعفران

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغِ دہر مین
ہی بہار اُسکی عنایت قہر ہی اُسکا خزان

اور اک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہی یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو دورِ جہان
تابعِ حکمِ معلی ہین زمین و آسمان

آستان تیرا ہی اے عالی مکان وہ آستان
بہر سجدہ جس جگہ جھکتا ہی فرقِ فرقدان

کاتبِ قدرت نے تب تیرا خطِ ہستی لکھا
دے لیے انجم کے نقطے جب براے امتحان

کلکِ قدرت نے کوئی کھینچی نہین ایسی شبیہ
گو کہ تصویرین ہزارون ہین مرقع ہی جہان

…ین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
یہ وہ گلشن ہی کہ خود جسکا خدا ہی باغبان

دیدۂ حق بین ملے ہین تجکو گوشِ حق شنو
دل ہی دریا ظرف عالی طبع صافی نکتہ دان

وصف رُخ روشن بیانون سے بھی ہو سکتا نہین
شمع کی صورت فقط کہنے کو رکھتے ہین زبان

دونون رخسارونکی لکھین ہم جو کاغذ پر صفت
ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان

ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کسکی چلے
جھک گئی ہی تیغ پر خم تیر ہی شکلِ کمان

دونون آنکھین دیکھ لین جسنے سعادت کی حصول
مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران

چاہتا ہی غنچہ توصیفِ دہن پر کیا کرے
نطق ہو سکتا نہین جب بھول جاتی ہی زبان

کیا قد و رخسار سے تیرے مقابل ہو سکین
گل گریزان مثل بو ہر سرو ہی سروِ روان

ساعدِ سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
یہ سراپا مغز ہی اور وہ سراپا استخوان

مہر و مہ کو ہی قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
سر جھکاتے ہین زمین پر پانوٴن پڑتا ہی جہان

حُسن مین تجسے سوا وہ ماہ کنعان کو کہین
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان

تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کیونکر کلام
خال لب اُسکا ہی خجلت کے سبب مہر دہان

کیا ہوا اگر تو زمین پر ہی فلک پر آفتاب
وہ سُبک پلہ ہی تیری حُسن صورت کا گران

کسقدر دریا تری دریا دلی کا ہی وسیع
مثل نیلوفر نظر آتا ہی جس مین آسمان

کون عالم مین جمالِ پاک پر عاشق نہین
مال و زر منعم فدا کرتے ہین مفلس نقد جان

حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہی رونق پذیر
باغ کو آراستہ کرتا ہی جیسے باغبان

رزق تو نے اسقدر سب اہلِ عالم کو دیا
اُٹھ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم پہرزان

تھی جو بہر رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
آسیا کرتی نہین اب دہر مین کار فسان

ہو گئے منعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
تھا غنیمت جن غریبون کو زمستان کا دھوان

کوئی عالی منزلت تجسا زمانے مین نہین
چرخ ہفتم ہی ترا ایوان زحل ہی پاسبان

ہی عجب تیری مسیحائی کی مسجد جانفزا
صبح اُٹھکر مرغ بسم اللہ دیتا ہی اذان

خلق پر تو مہربان ہی خلق تیری خیرخواہ
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہی درمیان

ق

جو ترا دشمن کہ کرتا ہی عداوت بیخرد
مثل شیطان ہی وہ مردودِ خدائے انس و جان

کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ دانے کی طرح
پیس ڈالیگی اُسے خود آسیائے آسمان

شامتِ اعمال سے جلتا ہی نارِ قہر مین
تیرہ بختی اُسکی ہی اُسکو جہنم کا دھوان

کون ہی تجسا دلاور مرد میدان روز جنگ — روح رستم مانگتی ہی آجتک جس سے امان
تیغ تیرے ہاتھ مین وہ برق آتشبار ہی — جسکا لوہا مانتے ہین سب شجاعانِ جہان
چشم عزرائیل سے جوہر نہین کچھ اسمین کم — ہی طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان
دشمنون کے سر گرانی ہی تری شمشیر یون — نخل سے جھڑتے ہین پتے جیسے ہنگام خزان
رعشہ ہی مریخ کے تن مین رُخ خورشید زرد — رنگ دہشت سے بدلتا ہی وہ ترکِ آسمان
حشر برپا جنگ مین جسدم کرے آوازہ تیغ — صور اسرافیل اور اُٹکر ملائکے ہان ہین ہان
کسطرح دم مین سر و گردن کا جھگڑا چک بجاے — جب قدم اس تیغ کا مثل حکم ہو درمیان
تیر چھوٹا شست سے جب موت کا آیا پیام — ہی درِ ملکِ عدم گویا کہ کھنچے مین کمان
جان دشمن خاک نیزے کی سنان سے بچ رہے — ہی دم ہیجا زبانِ اژدرِ آتش فشان
تیزی اسپ سبکرو آے کیونکر عقل مین — تنگ ہی ہنگام جولان عرصۂ کون و مکان
ہاتھ راکب کا جو ہل جائے یہ ہو صرصر قدم — تازیانے سے نہین کم اسکو تحریکِ عنان
تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر — دو کرے یہ ربع مسکون شش جہت ہفت آسمان
تابکجا طول سخن اب ہی مناسب اختصار — کس سے ہو سکتا ہی اوصافِ معلّیٰ کا بیان
جبتلک روشن رہین افلاک پر خورشید و ماہ — جبتلک گردش کرے روے زمین و آسمان
جبتلک ہو سنگ سے پیدایش یاقوت و لعل — جبتلک شاخون سے غنچے گل ہون غنچون سے عیان
مثل گل احباب تیرے اس چمن مین سرخرو — روے دشمن زرد یا رب صورتِ بادِ خزان

قصیدۂ مدحیہ مشتمل بر مناظرۂ شانہ و آئینہ

مژدہ اے اہلِ تماشا کہ ہی ہنگام نظر — بزم عشرت مین ہوے جمع حسین رشکِ قمر
صرف آرایش زینت ہین حسینانِ جہان — بدلے جاتے ہین لباس اور مرصع زیور
بدھیان پھولون کی ہین زیب فزاے ہر دوش — دست و پا مین ہی حنا سرمہ ہی منظور نظر
کُرتیان ہین تنکم صاف پر اونچی اونچی — بند انگیا کے کسے زلف رسا تا بہ کمر

اسقدر مست مئے حُسن کہ سر ہے سر بردوش
شانہ ہوتا ہی طلب آئینہ آتا ہی حضور
شانہ و آئینہ ہین بسکہ مصاحب دونون
آئینہ شانے سے کہتا ہی کہ سر چڑھ نہ بہت
دیکھ مجکو کہ جگہ گو کہ ہی زانو پہ مری
مرتبہ جو ہی مرا تجکو وہ حاصل ہی کہان
کونسی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
آبداری کا مرے سامنے دعویٰ جو کرے
یمن ہی اہلِ جہان کو مرا نظارۂ رُخ
صافیِ قلب سے پایا ہی یہ رتبہ مین نے
آب و نان مجکو نہین ہی کسی جہان سے عزیز
نہین یہ کہتا ہون لگی حال بدونیک مین کچھ
مجُھ سے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کُھلتا ہی
بزم عالم مین فقط وجہ سے میرے ابتک
مجلسِ خاص نبیؐ مین تھی رسائی میری
وہ صفائی مجھے حاصل ہی کہ ہر دل ہون عزیز
ہاتھ سے دامن دولت نہ کسیدم چھوٹا
اہلِ تنجیم کی آنکھون مین بھی ہی قدر مری
بولتا ہی مری تائید سے طوطی اسکا
خاکساری ہی ان اوصاف پہ مجھ مین ایسی
ایک تو ہی کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور

آرہا ڈھل کے دوپٹہ نہین اتنی بھی خبر
بنتے ہین گیسو و رُخ کرتے ہین جو بن پہ نظر
ایک سے ایک نے باندھی ہی رقابت پہ کمر
مُنھ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر
حیرتِ حسن سے مُہرے کی طرح ہون ششدر
صاف طینت ہون صفائی کا ہی مجھ مین جوہر
خانہ بردوش ہون پر دلمین امیرون کے ہی گھر
روبرو صاحبِ انصاف کے جھوٹا ہو گُہر
دیکھتے ہین مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر
چاندی سونے کا دیا ہی مجھے اللہ نے گھر
دشمن و دوست کے مُنھ پر ہی کشادہ مرا در
صاف کہدیتا ہون آتا ہی جو کچھ پیش نظر
جم کو دیتا ہی اگر جام زمانے کی خبر
نام روشن ہی چراغ لحد اسکندر
ابتدا سے مرے طالع کا ہی روشن اختر
جتنے اصحابؓ تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر
اہلِ دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
[illegible] طوطی مین کہان ہی کوئی سُرخاب کا پر
غازۂ چہرہ نہین اور بجز خاکستر
زحل آسا ترے طالع کا سیہ ہی اختر

پارۂ چوب جگر چاک دنی بے قیمت　　چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہلِ ہُنر
بال بیکا ہو حسینون کا تو توڑین ترے دانت　　دانت دینے لگین ایذا تو شکستہ بہتر
قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی　　پیش جائے نہ تری ایک کرین زیر و زبر
پنجۂ شل سے نکلتا نہین ہرگز کوئی کام　　خشک ہو شاخ تو اُس سے نہین اُمید ثمر
بال یون منھ مین ترے ٹوٹ کے رہجاتا ہی　　جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر
ہر کری تیزیِ دندان سے ہوئی اور تری　　جسمین دندانے پڑین تیغ ہی وہ بے جوہر
کشمکش نے تری کانٹون مین گھسیٹا ہی مجھے　　پہلوؤن مین ہین ترے خار اِدھر اور اُدھر
سو زبانین ہین ترے منھ مین تو حاصل کیا ہی　　گُنگ کی طرح سے خاموش ہی تو آٹھ پہر
اس لیاقت پہ یہ دعویٰ تجھے کیا مال ہی تو　　کہ چڑھے لالہ رخانِ سمن اندام کے سر
تجھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے　　ایسی ذلت سے تو ہی خاک مین ملنا بہتر
صاف صاف آئنے نے بڑھ کے کیا جب یہ کلام　　غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہُنر
کھپ گیا شانہ ملامت کا فشانہ ہو کر　　موے تن راست ہوے تیر کی صورت یکسر
ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سرِدست　　مُنھ بنا چاہیے عاقل کو تعلّی سے حذر
رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سُن مجھ سے　　منحصر ہی صفتِ عقدہ کشائی مجھ پر
ہی حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے　　کوچۂ زلف مین میری ہی جگھ آٹھ پہر
راتدن خندۂ شادی سے عیان میرے دانت　　اپنی تقدیر کو روتا ہی تری آنکھ ہی تر
میری ہی شکل سے مقبول دلِ عالم ہی　　پنجہ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر
کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر　　اُسکو آنکھون پہ جگھ دیتے ہین اربابِ نظر
ہی جو لبریز عسل شانۂ زنبور عسل　　اس غدویت کا سبب نام کا میرے ہی اثر
لی ہی تشدید نے پیدا جو شباہت میری　　لفظ اللہ مین شامل ہی وہ کر خوب نظر
شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی　　شانہ مین دیکھتے ہین فال تو پاتے ہین ظفر

صاحبِ ریش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
اُسمین بھی لفظ ہی شانے کا زہے عز و شرف
تو نما نے تو نہ مانے مجھے کیا پروا ہی
سُوجھ تو دل مین ذرا عیب ہین تجھ مین کتنے
سوجھتا خاک نہین کوردلی سے تجھکو
روبرو اور ترا حال ہی غیبت مین کچھ اور
چشمۂ آب تو ظاہر مین ہی باطن ہین سراب
خودنمائی کے سوا تجھ مین نہین کچھ بھی صفت
صاف ہین ہی من الناس کہ شبِ کور ہی تو
نہ بجے پر نہ جمے شکل جو ہو ذہن نشین
قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
آئینے کا تو رُخِ صاف طرفدار ہوا
لشکرِ روز تو زیرِ علم خسرو رُخ
اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتوِ مہر
سپہ سنبل و شبو طرفِ زلف سیاہ
پیر گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
بیچ مین پڑ کے کہا خوب نہین ہی یہ فساد
حق مین دونون کے یہ اولیٰ ہی کہ پاس اُسکے چلو
کون وہ کلب علی خان بہادر نامی
نقش پا تاج شرف بہر سر چرخ بلند
فکر کی اسپ معلّٰی ہین جو میرے دل نے

ہو نہ حاصل شرفِ پیرویِ پیغمبر
جَل شانہ ہی جو توصیف خداے اکبر
عیب مین جو ہی اُسے کب نظر آتا ہی ہُنر
سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بدگوہر
سخت جان تیرہ درون اصل ہی تیری پتھر
صاف عالم کی دورنگی کا ہی تجھ مین بھی اثر
دھو کے پیاسون کو دیا کرتا ہی تو شام و سحر
سادہ لوحی کے سوا تجھ مین نہین کوئی ہنر
شبِ تیرہ مین تجھے کچھ نہین آتا ہی نظر
نہ مٹے پر نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر
تھے جو ان دونون کے حامی انھین پہونچی یہ خبر
باندھ لی زلف نے شانے کی حمایت پہ کمر
فوج شب بادشہِ گیسوے پرچین کی سپر
اک طرف شام ہوئی ایک طرف نورِ سحر
لشکر لالہ و گل جانبِ روے انور
اب کوئی آن مین ہوتا ہی جہان زیر و زبر
صلح اس جنگ سے ہر ایک طرح ہی بہتر
صاحب حکم جو ہی مہر عدالت گُستر
منبع جود و سخا زیب دہِ علم و ہُنر
خاک پا سُرمۂ بینائی چشمِ اختر
آگیا مطلع ثانی بھی زبان کے اوپر

مطلع

حلم اُسکا جو کرے پیش حفاظت کی سپر
عود آتش مین سلامت رہے پانی مین شکر

جس چمن مین نہ ہوا اُسکی حفاظت کی چلے
شاخ اَرَہ ہو درختون کے لیے برگ تبر

پرتوِ مہر سے اُسکے ہو زمین چشمۂ مہر
شعلۂ قہر سے اُسکے ہو فلک خاکستر

چرخ کہتے ہین جسے ہی درِ دولت کی زمین
عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہی کرسی زر

کاہ فربہ اثرِ لطف سے ہو صورتِ کوہ
قہر سے کوہ بنے کاہ کی صورت لاغر

دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہان
لعل کہسار مین باقی ہی نہ دریا مین گہر

پائون جنگگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست
سرو قدر روز وغا ہی علمِ فتح وظفر

ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ مُنھ موڑے
دل جو سہراب کا رکھتا ہی تو رستم کا جگر

صاحبِ علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
سب وہ مشتق ہین فقط ذاتِ معلّٰی مصدر

وہ کرے مُہر تو فرمان قضا ہو جاری
دستخط اُسکے ہین طغراے منشورِ ظفر

ذرّہ صحراے عنایت کا ہی ربعِ مسکون
قطرہ دریاے لطافت کا ہی چرخ اخضر

صاحبِ تخت جو رکھتا ہی جُدائی اُس سے
مثل طاؤس جدا سر سے ہی اُسکے افسر

ابھی کرنے لگین دیندار پرستش اُسکی
بُت جو سنگِ درِ عالی سے تراشے آذر

بخشش عام کی توصیف ہی دریا دریا
ہمتِ خاص کا آوازہ ہی کشور کشور

فیض کہتے ہین اُسے جس سے جو مانگا پایا
گل دیے اُسنے زمین کو تو فلک کو اختر

سیکڑون وصف ہین کس کس کا بیان کوئی کرے
ایک شمہ نہو کاتب جو لکھے سو دفتر

راے روشن نے جہان سایۂ عالی ڈالا
جرم خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در

لوگ کہتے ہین کہ ہی مہر کے پہلو مین ہلال
تیغ ہوتی ہی کسی روز اگر زیبِ کمر

دستِ ہمت مرے ممدوح کے ہین دو چشمے
اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اُسکو کوثر

واہ جان بخش ہی کیا مجلسِ عالی کی ہوا
طرفِ صحنِ گلستان ہو اگر اُسکا گذر

گوشِ گل مین ابھی ہوجائے سماعت پیدا
وہی حق بین ہی جسے اُس رُخِ روشن کی ہی دید
پھولکر دے جو کوئی اُس دُرِ دندان سے مثال
سایۂ قد مین ہی آرام سے سب خلقِ خدا
اُسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامِل
شست سے تیر جو چھوٹے تو ہون نسرین شکار
اُسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدائشِ خلق
ملکِ دانش مین ہو کیا جہل کے یاجوج کا دخل
تیغ ایما سے ہوا بند ہر ایکسر تیغ کا دم
ہو شرر مورد آفت جو جلائے پنبہ
حال احرام یہ ہی رائے منور کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برقِ اجل
جنگ مین کرتی ہی یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
ہو جدا و بچی تو کرے شیرِ فلک کو چورنگ
اسطرح جنگ مین سر تن سے گراتی ہی یہ تیغ
دو ہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
تیز وہ صورتِ خورشید ہی توسن کہ جسے
دامن زین نہین اڑتے ہین ہوا سے دمِ سیر
تیز تر ماہی دریا سے میانِ دریا
آب نرمی مین تو گرمی مین وہ آتش سے سوا

دیدۂ نرگسِ شہلا کو ہو یارائے نظر
وہی حافظ ہی جسے مصحفِ رب ہی از بر
لعل آسا رُخ گوہر ہو خوشی سے احمر
ہی علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابشِ برق کی جا ابر سے ہو بارشِ زر
سرِ مریخ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
کہ چمکتا ہی کہین رنگ عرض بے جوہر
قوّتِ عقل سے کھینچی ہی سدِ اسکندر
تیر فرمان سے ہوے قطع ہر اک تیر کے پر
شمع روشن جو بجھائے ہو معاتب صرصر
جیسے ذرّات زمین عاشقِ مہرِ انور
عمرِ مے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر
قتلِ کفار کا جسمین ہی ازل سے جوہر
جس طرح چرخ پر انگشتِ پیمبر سے قمر
ہو جو بچی تو کرے گاوِ زمین کا پیکر
نخل سے گرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر
چار حملون مین مسخر ہوے ساتون کشور
باختر سے ہی طریق دو قدم تا خاور
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھولے شہپر
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

گردش دیدۂ راکب اُسے چلنے مین عنان ۔۔ تازیانہ دمِ رفتار اُسے تارِ نظر
بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنانِ خامہ ۔۔ عذرِ تقصیر ہی لازم دمِ اظہارِ ہنر
پانون اس راہ مین قاصر ہین سرِ عجز نگون ۔۔ مدح ممدوح حقیقت مین نہین حدِ بشر
ہاتھ اُٹھا بہرِ دعا جلد کہ ہی وقت دعا ۔۔ وا فرشتون نے کیے دیر سے ابواب اثر
جبتلک لالہ و گل سے ہی گلستان کی بہار ۔۔ جبتلک چرخ پہ ہی جلوۂ خورشید و قمر

نخل امید مین یارب گل مقصد پھولین
مہر اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتملبر تقریر بطرز تازہ و روش دلپذیر

ہوا جو شاہدِ ماہ آسمان پہ جلوہ فروش ۔۔ عزیزِ ہالہ پھر اگر دکھول کر آغوش
سوادِ شب مین نظر آئے اس طرح انجم ۔۔ اٹے ہون گرد مین جسطرح طفل بازی کوش
وہ چاندنی کہ ہوا قلزمِ ضیا موّاج ۔۔ بسانِ رعشۂ اندام رند ساغر نوش
نہ شورِ مردمِ بازار تھا نہ بانگ درا ۔۔ کہین کہین جو رہا بھی تو پاسبان خروش
جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پر ۔۔ برنگِ صورتِ دیبا پڑے ہوے خاموش
گلوے ناطقہ مین مرسلہ سکوت کا طوق ۔۔ عذار سامعہ پنہان بزیر پردۂ گوش
نماز پڑھکے عشا کی جو مین نے خواب کیا ۔۔ تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثل سروش
جگا رہا ہی مجھے کہہ رہا ہی مجھسے یہ بات ۔۔ شتاب اُٹھکے روانہ ہو کھول دیدۂ ہوش
ہوئی ہی آج مرتب وہ بزم اہل کمال ۔۔ کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش
حکیم و شاعر و نثّار و عالم و فاضل ۔۔ صفین درست ہین بیٹھے ہوئے ہین دوش بدوش
طلب سے تیری بھی جلدی ہی دیکھ سُن چلکر ۔۔ زہے رسائی تقدیر چشم و طالع و گوش
یہ مژدہ سُنکے مین خوش خوش اُٹھا روانہ ہوا ۔۔ قبا عمامہ عبا کر کے زینتِ سر و دوش
ہوا جو داخلِ محفل عجب سمان دیکھا ۔۔ درِ مکان تھا کہ کھولے ہوے تھی حور آغوش

عجیب فرش عجب روشنی عجب شب ماہ — ہر ایک جھاڑ سے فوارہ ہاے نور کا جوش
بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین — ملک خصال فرشتہ جمال و خرقہ پوش
خدا شناس خدارس ادھر ادھر کچھ لوگ — زبان پہ ذکر خدا دل ہین معرفت کا جوش
جو لوگ سامنے بیٹھے تھے سب وہ صاحب علم — وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش
یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا مین رعب سے زرد — کہ سمجھے سب کوئی وارد ہو زعفرانی پوش
سلام کر کے ہوا مین شریک صف لیکن — ہوے حواس سراسیمہ صورت مدہوش
کمال مجکو پریشان و مضطرب پاکر — کہا یہ مجسے مرے ہمنشین نے گوش بگوش
کہ ہی یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم — زمین ہی تاج سر آسمان تہ پا بوش
فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا — تمام اہل معارف ہین جسکے حلقہ بگوش
یہ راست چپ جو ہین بیٹھے ہوے ملک صورت — مرید خاص ہین اسکے شراب عرفان نوش
یہ روبرو جو ہی صف انہین سب ہین اہل کمال — بغور دیکھ ذرا ان مین کھول دیدہ ہوش
یہ ہین ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی — یہ ہین نظامی و جامی جو بیٹھے ہین مدہوش
یہ شیخ سعدی ہی جسنے کہ چشم روشن کو — کیا ہی نظم گلستان کی بیت مین چسپ روش
منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت — غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
طلب ہوے ہین جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہی — زر سخن کسی کابل کا ہوگا زیور گوش
مرید ایک ہی اس مقتدا کا خاص الخاص — وہ مست بادہ عرفان یہ پیر بادہ فروش
مہینہ تاجور شہر مصطفے آباد — مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ — جو آنکھ اسکی ہی حق بین تو گوش عذر نیوش
سحاب فیض غبار قدم ہی ہاتھ تو کیا — جو کوس فوج ظفر موج ہی وہ رعد خروش
صداے ضربت شمشیر وہ کہ سنکے جسے — کھڑے ہون کان ہزبرون کے صورت خرگوش
بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ مین — طبق زمین کا ہی خوان آسمان سرپوش

چمن مین ہر گل تر اُسکے فیض سے خندان
وہ نثر خدمت مرشد مین اُسنے بھیجی ہو
نہین ہو دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین
سُنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا مین
جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا
ملا جو اذن تو کھولی زبان سحر بیان
نکل کے طفل مضامین زبان قاری سے
زبان کا قصد کہ جائے فلک پہ شورِ ثنا
کہا کسی نے خوشی مین کسی سے لانا ہاتھ
اُچھالے دست زبان نے یہ اُسکے وصف مین پھول
اُچھل پڑے گلِ مضمون نو پہ فردوسی
کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر
بھرے ہوے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت سے
وہ فربھی نہ رہی سُنکے وہ سخن سرسبز
خفا پسند ظہوری خطا مقر طغرا
کہان جلال جلالا و شان بر خوردار
قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان
جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین
ہوا خوشی مین جو دریاے مرحمت مواج
جو پارسے کوئی پوچھے تو ایک سوا اڑتیس
زیادہ اسپہ کیا تحفۂ دعا سرِ دست

فلک پہ ماہ ہی ہالے سے اُسکے حلقہ بگوش
کہ نیش اہل حسد کو ہی منصفون کو ہی نوش
نہین سگے کان جو اہر دم سماعت گوش
لگا کے تکیۂ دیوار مطمئن خاموش
لئے ہوے کئی اجزا ورق ورق گلپوش
پڑھی وہ نثر مقفیٰ کہ سب کے اڑ گئے ہوش
در آئے دیدۂ حساد مین ہیچ پاپوش
پکارتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش
جو سر سے سر تو لڑے جھومنے مین دوش سے دوش
زمین تو کیا قفس آسمان ہوا گل بوش
اُٹھایا لطف کہ جامی بھی گر پڑے مدہوش
بیان کے نور نے کی شمع انوری خاموش
یہ رشک سے ہوے لاغر کہ گھٹ گیا تن و توش
دوا ورم کی ہی جیسے گیاہ مرزنجوش
وحید فرط غلط شوکت انکسار فروش
زبان گنگ تھی جو یاسے گوش عذر نیوش
کہ ہی سخن کے قلمرو مین ایک دست فروش
ثنا و مدح مین گویا کیے لب خاموش
منگائی کشتی خلعت جو تھی جواہر پوش
کہین قبول کے اعداد جنکو صاحب ہوش
دیا وہ حامل خط کو کہ جاے مثل سروش

جو شر کا ہی مصنف اُسے کرے تفویض
کہ دولت ابدی پاے وہ نیاز فروغ
اُٹھا جو نامہ رسان بزم ہو گئی برخاست
یہ واقعہ ہو آمیر اپنے غوق کا سر جوش
خداے پاک رسول کریم کا صدقہ
صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش
جہان ہمیشہ رہے اُنکی ذات سے روشن
چراغ دولت علیا کبھی نہ ہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مدام سر بکف دست و غاشیہ بر دوش

قصیدہ مشتملبر مضامین تعزیت

سیاہ اشک کی آنکھون نے کی ہی تیاری
کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری
ہجوم غم کا ہوا نیند ہو گئی پامال
وہ آئی آنکھون مین طالع مین تھی جو بیداری
نگاہ دل مین ہی یون صورت جہان سیاہ
کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری
زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہی
کہ جانتا ہی سبب فخر کا دل آزاری
پڑین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے
کہے کہ نہر روان ہی جو اشک ہون جاری
عدم کو جاتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا
یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہی جاری
ہر اک سوار ہی پا در رکاب عالم مین
سمند عمر مین کتنی ہی تیز رفتاری
جو دن کو مرتے ہین ہر شام اُنکے ماتم مین
پہن کے آتی ہی شب جامۂ عزاداری
اجل سے روح رہے تن مین کس طرح محفوظ
نہین ہی قلعۂ آہن یہ چار دیواری
بجا ہی گرم کچہری جو ایسی موت کی ہی
کیا ہی منشیِ تقدیر نے قلم جاری
اُمید زال جہان سے عبث ہی اُلفت کی
یہ ہند جانتی ہی شیوۂ جگر خواری
اُٹھا ہی آب دم تیغ مرگ کا طوفان
جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہی باری
اِدھر تو تیر اُدھر تن پہ تیغ پڑتی ہی
کہان کہان کی بھلا ہو سکے خبرداری
اِدھر مکان بنا اُس طرف مزار کھدا
اِدھر لباس اُدھر ہی کفن کی تیاری

سحر ہوئی ہو کھلا ہی سرا کا دروازہ	مسافرون سے کہو کوچ کی ہو تیاری
وہ خوشخرام ہوسے خاک جنکے ماتم مین	زمین پہ سر کو پٹکتے ہین کبک کہساری
وہ برق وش ہوسے آزار کھینچکر معدوم	کہ جنکی خاک پہ روتا ہی ابر آذاری
لحد مین اُنپہ پڑا بوجھ سیکڑون من کا	کسیکی جن سے نہوتی تھی نازبرداری
زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا	لحد نہین یہ ہی زنبیل بہر عیاری
کہان وہ تاج فریدون کی تھی جو آرایش	کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری
کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہی مصر	کہان وہ حضرتِ یوسفؑ کی گرم بازاری
لہو کہ آئین نہ اسکے فریب مین عاقل	کہ باغ سبز دکھاتا ہی چرخ زنگاری
یہی حقیقتِ دنیا ہی تو ہی کیا دنیا	کسی سے کی نہ کریگی کبھی وفاداری
ہوئی تھی جنکے لیے خلقتِ زمین و زمان	وہی جہان سے گئے پیش حضرتِ باری
مسافر اسمین روانہ ہین آنکھ بند کئے	عدم کی راہ مین دیکھو ہی کتنی نہمواری
اگرچہ پڑتے ہین دُنیا مین حادثے دن رات	نشست گور ہی آخر اُٹھا کے بیماری
مگر ہواے خزان آجکل ہی ایسی گرم	کہ صحن باغ ہوا جامۂ عزاداری
فسردہ ہوگئے دونون گلِ ریاض جہان	بہار عمر کی اک دم مین مٹ گئی ساری
یہ ایک سال مین دو حادثے پڑے ایسے	کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری
جہان مین کون ہی جسکو ہوا نہ یہ ماتم	ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری
جگر یہ حضرتِ آقا سے نامدار کا تھا	کہا یہ داغ اُٹھا کر جو مرضیِ باری
جناب کلب علیخان بہادرِ ذیجاہ	کہ جس سے امن مین ہی خلقتِ خدا ساری
لکھون بطرزِ مخاطب یہان کوئی مطلع	سنے جو اُسکو تو نیسان کرے گہرباری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سبکساری	کہ بُت سے کر نہین سکتا ہی شیخ دل بھاری

مٹا ہی نام یہ علت کا دور مین تیرے
سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آذاری

ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوت دل
نہو سکے کبھی لیلےٰ کی ناز برداری

رواج صدق کو مدحت گذر گئی اتنی
کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہاے عیّاری

کیا یہ دفع ضرر کو کہ تا بکو حشر زخم
نہو سکا گذرِ بوے مشک تاتاری

نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہی صحت کو
چھپی ہی دیدۂ نرگس مین جا کے بیماری

وہ رعب ہی جو یہ چھایا رہے قیامت تک
دہانِ صور سے نکلے صدا بدشواری

وہ عدل ہی کہ ہپنچے وار موے مژگان پر
کرے جو نرگسِ محبوب مردم آزاری

بدون مین بھی یہ اثرات ہی حسن نیکی کا
بکین گُناہ تو توبہ کرے خریداری

عدو نے لذتِ دُنیا مین مفت کھوئی جان
مگس کو شہد ہوا باعثِ گرفتاری

جو وقت نزع بھی پانی ترا عدو مانگے
زبان پہ اُسکے ہو پانی کی بوند چنگاری

ق
پہونچ کے دیدۂ دشمن مین درد کہتا ہی
یہان ہی مجکو سزا وار مردم آزاری

خوشی یہ اُسکو ہی ہولی کے کھیلنے مین فقط
لہو ہی رنگ تو ناسورِ چشم پچکاری

جو سرکشونکی سزائین یہ ہین عجب کیا ہی
کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری

نہین یہ غار زمین نے جو کی ہی سرتابی
پڑے ہین زخم تری تیغ قہر کے کاری

ہوی شدید یہ ہین مجرمون پہ گر تہدید
یقین ہی چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری

کسی دیار مین ہو ستدرہ جو حکم ترا
جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری

دہن ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو
سخن جو رنگ کو بگڑے سمجھ کے بیکاری

حباب ڈالین ابھی پانے موج پر چھالے
ٹھہر جو اُسکی ہو ساحل کو تیز رفتاری

یہ باغ دہر مین نثر مردگی ہوئی پامال
خزان بہار تک آئی تو بنکے زنہاری

بجا ہی مدح جو عارض کی ہو نئی ہر بار
کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری

لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی
تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

ہوا ہے فیض سے تیرے ہو گلستان گلخن | بنے وہ کرمک شب تاب اُڑے جو چنگاری
علوِ مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا | کہ فخر ہی شہِ خاور کو کفش برداری
وہ خلق نکہت خوش جس سے عاریت لیکر | صبا نے باغ مین رکھی دُکان عطاری
لباس خاص گنہگار کی خطا پوشی | طعام خاص ہی خلقِ خدا کی غمخواری
پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا | دکھائے جوہر آئینہ شان ستاری
گہر فشان ہی خلائق پہ بسکہ دست کرم | برس رہا ہی عجب ابر رحمتِ باری
جو دام عشق مین تیرے ہین ہونگے دولتمند | یہ قید حضرتِ یوسف کی ہی گرفتاری
ہوا ہی بسکہ زمانہ ملازم سرکار | عدم مین خانہ نشین ہو گئی ہی بیکاری
نہین ہی باغ مین ہر شاخ پر شگوفۂ گُل | نکل نکل کے ہوے ہین یہ جمع درباری
امیرِ مدحتِ ممدوح ہو سکے کیونکر | نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہی بیماری
ترا یہ حال ہی اب تو کہ آسمان تجھسے | کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری
گلہ عبث ہی دعا کر کہ ہی یہ وقت دعا | اُٹھا کے ہاتھ بدرگاہِ حضرتِ باری
رہے یہ دولت و اقبال حشر تک قائم | ہر اک مہم مین ہمیشہ کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہی کیا بلکہ جن مسخر ہون
مطیع حکم معلّے ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیۂ رحمت ولی نعمت دام اقبالہ

عالمِ خواب مین پہونچا مین عجب باغ مین کل | شجرِ طور کو جس باغ کی کہیے کونپل
خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو وانکا دیکھے | خواب ہو طالعِ خوابیدہ کا خوابِ مخمل
سامنے اُسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر | گلشنِ خلد بھی مجکو نظر آیا جنگل
اک شگوفہ تھا اُسی باغ کا باغِ عشرت | ایک غنچہ اُسی گلزار کا گلزارِ امل
ساغرِ عشرت کونین وہین کے دو پھول | میوۂ مقصدِ دارین وہین کے دو پھل

واہ رے نشو گل و لالہ اگر عکس پڑے
خون لعل آئے رگ کوہِ بدخشان سے نکل

سخت حیران ہون کہ دیوار کو دون کس سے مثال
کہون آئینہ تو آئینہ مین اتنا نہین دل

دستِ مژگان سے سنبھالے جھین نگہ کو آنکھین
پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل

لالہ آتا تھا نظر یون پسِ دیوار چمن
جس طرح شیش محل مین کوئی روشن مشعل

خطِ گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر
نقش ثانی ہی یہ فردوس ہی نقشِ اول

طوبی و سدرہ کی شاخین پئے تسلیم ہین خم
عرش تک فرش سے ہی بادِ بہاری کا عمل

ہی یہ تاثیرِ نمو ہاتھ جو مجرم کے کٹین
صورت دست چنار آئین نئے سر سے نکل

قوتِ نامیہ کا تھا یہ تعلی سے کلام
طارم پست ہی اس باغ مین چرخ اول

سبزہ کاہکشان غنچۂ پروین کیسا
خوشۂ تاک رگِ تاک سے آیا ہی نکل

اور شاخون کا تو کیا ذکر یہ ہی فیضِ نمو
نکلے گر پات مین بھی شاخ تو پھولے کو پل

خواب مین دیکھے اگر ترک فلک یانکی بہار
شب ہی مین گلشن انجم کو کرے مستاصل

کچھ بھی دکھلائے اگر بادِ بہاری نیرنگ
گل ہون گلدان مین انگارے و روغن منقل

ٹکڑے بدلی کے نہ تھے ہندوے سوسن کے لیے
بھر کے آیا تھا وہان چھاگلو مین گنگا جل

نوجوانانِ چمن دھوپ سے کیا کمھلاتے
چتر کھولے ہوے پھرتے تھے ہوا پر بادل

ہر روش سبزے پہ وان عکس گل و لالہ نہ تھا
سیج تھی پھولون کی بالائے بساطِ مخمل

مور تھے رقص مین بصورت برنگِ بطِ مے
جھومتے پھرتے تھے مستونکی طرحسے بادل

سینے تانے ہوے پھرتے تھے چمن مین طاؤس
اس تمنا مین کہ لگجائیے گلے سے بادل

لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کہین پاے نسیم
غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل

چمنِ دل مین جو عارف کے چلی وانکی نسیم
گلِ صد برگ نے غنچۂ اسرار ازل

سوے بتخانہ جو پہونچی تھی ہواے جان بخش
کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزا و ہبل

کیا عجب دانۂ اسپند ہو جلکر پھر سبز
کہ دھوان اُٹھتے ہی بنتا ہی ہوا پر بادل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
قوتِ نامیہ کے جوش سے آئینے مین
تخم تخم اُسکا شجر بنکے نیا پھل دیتا
پانی دیتا صفتِ دامنِ تر وقتِ فشار
گردِ گلزار کے ہوتا تھا تصدق خورشید
نقش پا تھا صفتِ جامِ لبالب مے سے
گلِ نسرین پہ تھا یون بعکسِ شعاعِ خورشید
غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہی گل ہی کھِلتا
ایکدم بُلبلِ سرمست جو ہوتی تھی خموش
دل سے کلفت کو مٹایا یہ صفائے گل نے
آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
آبدار ایسی تھین نہون کہ مقابل ہو اگر
نکہتِ گل سے ہر اک موج جوابِ رگِ گل
شہد کی نہر روان مثلِ جنان ہوتی تھی
ہوگیا لوٹ مین سامان یہ آیا جو نظر
لے اڑی ہوش مرے حیرتِ نظّارۂ باغ
متحیر تھا کہ یارب ہی یہ کیسا گلزار
گوشِ گل مین ہی ہوائے طرب انگیز بھری
قمریون کو نہین کوکو سے مجالِ گفتار
تھا اسی فکر سے دریائے تحیر مین غرق
ناگہان طرفِ چمن مین نظر آیا اک نور

نخلِ مومی کو بھی لے آتے تو لے آتا پھل
کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئے نکل
ٹوٹ جاتا جو کہین گر کے زمین پر کوئی پھل
تھا یہ تر سایۂ دیوارِ چمن کا کمّل
چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل
رنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا اُبل
جیسے سونے کو کرین ساغرِ الماس مین حل
عقدۂ گیسوئے خوبان جو وہان ہوتا حل
جام منقار سے آتی تھی مےِ نغمہ اُبل
زنگ آئینے کا جس طرح مٹا دے صیقل
سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پانون پھسل
آب مین چشمۂ خورشید کے آجائے خلل
پرتوِ گل سے حبابِ لبِ جو رنگ محل
پھول پر بیٹھ کے اڑتی تھی جو زنبورِ عسل
پانون کس طرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھسل
آگیا غش مجھے بیہوش گرا سر کے بھل
غنچہ ہی تنگ دہن کس سے معمّا ہو یہ حل
کون سُنتا ہی جو پوچھون مین کہ کیا ہی یہ محل
بُلبُلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل
کہہ رہا تھا کہ نہ ہے صنعتِ صنّاعِ ازل
آنکھ نے دل سے کہا دیکھ کے اسکو کہ سنبھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
دیکھتا کیا ہون کہ ہی بیچ مین اک حور لقا
گل کھلا فیضِ طراوت سے ہوا کے تازہ
حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے حور
فرق سے تا بقدم پیکرِ انداز و ادا
گرمیِ حُسن سے رخسار بھبوکا ایسا
چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان
ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو تند خرام
چھا گلون کے یہی دو حکم تھے وقتِ رفتار
جو کڑی آہوے مشکین کو ختن مین بھولے
قطرے گنتے تھے پسینے کے رخِ گلگون پر
لبِ نازک پہ جمائی تھی بلا کی مستی
ہاے رے ناز لچکتی تھی نزاکت سے کمر
پتلیون کا جو اُن آنکھون کی تماشا دیکھا
تیر پر تیر پڑے دل پہ لگا ہین جو لڑین
اور کی عرض کہ اے عشوہ گر و غمزہ فروش
رخِ روشن کی طرح آئنہ تو مجکو کیا
کونسا باغ ہی یہ کون ہی تو مین ہون کہان
متبسم ہوا سپہلے تو وہ سرمایۂ ناز
سر اُٹھا پاؤن سے یہ بے ادبی خوب نہین
ہوش مین آ نہین یہ قسم نباتات سے باغ
کھل گیا دیکھتے ہی اُسکو مرے دل کا کنول
کچھ حسین گرد مین آ گئے ہی فروزان مشعل
پھول سوسن کا بنا اُٹھتے ہی دو دو مشعل
مُضطرب نعرہ زنان خاک بسر آ کے نکل
غمزہ و ناز سے ڈالے دلِ عاشق کو مسل
شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جائے پگھل
چرخ پر شل زمین جس سے پڑے اک ہل چل
ہی یقین جائے زمین پاؤن کے نیچے سے نکل
زندہ مر جائین پڑین مردۂ صد سالہ اُچھل
بال کھولے جو حلب مین وہ دکھائے چھل بل
جوش کھا گرمیِ حسن آئی ہی چہرے پر اُبل
اور آنکھون مین لگایا تھا غضب کا کاجل
کچھ جو کاندھے سے ڈوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل
دلِ نادان مرے پہلو مین گیا اور مچل
نیم جان پاؤن پہ اُسکے مین گرا سر کے بل
رحم کر رحم بس آ گے دلِ مضطر کو نہ چھل
اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدون کو بھی حل
تجھ سے وحشت نہین یہ اور ہی حیرت کا محل
پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل
اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل
ہی سراپا چمنِ صنعتِ خلّاقِ ازل

انس کچھ آج نیا تجکو نہین ہی سب مجھسے
کھا چکا چوٹ مرے حُسن کی تو روز ازل

نہ پری ہون ہین نہ انسان نہ غلمان ہون نہ حور
پر لطافت مین نزاکت مین ہون اُنسے افضل

باغ نقشہ ہی صفات حسنہ کا اُسکی
حُسن فطرت مین جو یوسف سے کہین ہی اکمل

ہاتھ پھیلائے ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
اور کاسہ ہی کہ سونا ہی کیا اسمین حل

ہی یہ نکتہ کہ فقیران جہان کی صورت
سائل اُسکے در دولت پہ ہین ارباب دول

ہاتھ پھیلائے جو شاخین زرگل دیتی ہین
ہی یہ مطلب کہ دہش مین ہی وہ بیمثل و بدل

اشرفی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضرب مثل

رمز یہ ہی کہ پھلے پھولے ہین نخل امید
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل

قطعہ

نظر آتی ہی چہکتی ہوئی طوطی جو تجھے
ذوق مستی مین عنادل سے جو سُنتا ہی غزل

یہ اشارہ ہی کہ ہر عضو بدن حضرت کا
ہی نوا سنج سپاس کرم عز و جل

بار ور آتے ہین تجکو جو نظر یہ اشجار
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ سب نخل امل

جوش رحمت کا ہی اُس بحر کرم کے شمہ
اس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل

دیکھتا ہی جو روان نہر مین پانی شفاف
چشمۂ فیض یہ اُسکا ہی نہین گنگا جل

پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری ای نادان
طبع نازک ترے آقا کی ہون ای عبد اقل

مین زلیخا ہون وہ ہی یوسف کنعان کمال
گرم ہی آٹھ پہر شاہد مضمون سے بغل

نازنین ہین جو مرے گرد اِدھر اور اُدھر
یہ قصیدہ وہ مخمس ہی یہ قطعہ وہ غزل

جسکو سب کہتے ہین وہ سوخت شرارت ہی مری
مثنوی سمجھے ہین جسکو ہی مری اک چھل بل

شجر سیب و انار و چمن خلد برین
ہین مری لذت گفتار کے آگے حنظل

اک ادا مین دل عالم کو مین چھل جاتا ہون
آہوے چین و ختن مین یہ کہان ہی چھل بل

محو ہیبت تیری ہی در پردہ مجھے مد نظر
روز سُنتا ہی مرے فیض سے تو تازہ غزل

سیر ہو عالم برزخ کی مبارک تجکو
ہوئی تقدیر رسا دن گئے کلفت کے نکل

تازہ تر ہونیکا باعث ہی یہ اس گلشن کے
شجر عیش کی پھوٹی ہی نئی اک کونپل

خلعتِ خاص پنھانے کو ترے آقا کے
آج کلکتے سے آئے ہین گورنر جنرل

ہوئی افزایش ملک اور بڑھے منصب بھی
جشن کا روز ہی غافل نہین حیرت کا محل

سر اُٹھا خواب تغافل سے ذرا ہوش مین آ
حل ہوے جتنے کہ عقدے تھے ترے لاینحل

تہنیت مین تجھے لازم ہی قصیدہ کہنا
آیا مین تیری مدد کے لیے قصہ فیصل

پڑھ کے دربار گہر بار مین اشعار مدیح
صلۂ مدح سے ممدوح کے بھر جیب و بغل

الغرض کان مین میرے جو یہ مژدہ پہونچا
کھل گئی آنکھ ہوے جمع حواسِ مختل

مستعد ہو کے لکھا مطلع روشن ایسا
جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آجائے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے مین یہ بیٹھا ہی عمل
بچہ آہو کا ہی اور شیر نیستان کی بغل

ناخنِ کبک بنے سیخ کبابِ دل باز
صید گہ مین یہ ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

قطعہ

عام ہی فیض ترے حفظ کا یہ عالم مین
امن آباد ہی اب شہر کی صورت جنگل

شب تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے
دیدۂ شیر کے ہی سامنے روشن مشعل

چارسو امن رعایا ہی تری شکر گذار
نام باقی نہین شکوے کا جہانتک ہی عمل

مل گئے زخم کے مانند شگافِ در کوہ
نرہا چاک گریبان کو وہان بھی مدخل

پھنک اُٹھے دشت مین ہر جادہ فتیلے کیطرح
پرتو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل

رخش گردون کی طرح گاؤ زمین چل نکلے
مُنھ سے تیرے کہین اتنا جو نکلجائے کہ چل

موجۂ حکم کا پائے تری ایما گر سیل
اُلٹے پانْون سوے کہسار پھرے سر کے بل

دیر ہی مُنھ سے نکلنے کی نہین تو سر قاف
گرد سے شہپر عنقا کے ہو تیار محل

تیر ہو چلہ نشین جا کے کمان کے گھر مین
دم پیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل

شکل منقار ہون دونون لبِ سوفار بہم
حرف لا مُنھ سے ترے جائے جو دو بار نکل

زلف لیلی سے بہے قیس کا دل خون ہوکر
شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھائے یہ مثل

گر ترے مرکب اقبال و سعادت کا ہو قصد
کہ مٹادے بجے کواکب سے نحوست کا خلل

جسطرح لالے کی آنکھون مین چمن ہی مشہد
یون ہی مریخ کی آنکھونمین فلک ہو مقتل

جسطرح داغ ہی آغوش مین لالے کے یوہین
ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل

پیح سے شق ہو سرِ خامۂ فولاد کیطرح
سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالائے جبل

ہی یقین شاخ سرِ کار و زمین پر ٹھہرے
کہین دو ہو کے مین پڑے میان سے تیرے جو اُگل

جان غمگین ترے دشمن کی بدن سے نکلے
نالہ جیسے دل پُر درد سے آتا ہی نکل

پھل نہ پائے ترا حاسد کبھی ٹھلا کے درخت
اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل

جیسے گر جاتی ہی دستار سرِ سرکش سے
کاسۂ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل

کشت دل مین جو مخالف کی ترے جا نکلے
جوہرِ تیغ سے لے مور کو دانے کی بدل

رنگ اڑ کر رخِ دشمن سے پرِ ناوک ہو
گر اشارہ ہو ترا ناوک بے پر کو کہ چل

چشم بد دور سرِ مردمک دیدۂ فتح
چشم دشمن مین جسے دیکھکے آجائے سبل

کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط
وسعتِ خلق کا یہ دور مین تیرے ہی عمل

پانؤن مین خار کرے ناخنِ تدبیر کا کام
چاہیے لطف ترا پھر تو مین سب عقدے حل

ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماکِ رامح
تجکو پائے جو طرفدار سماک اعزل

گر تری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے
پر نکالے صفتِ مور ہر اک حرفِ زل

گرد اُڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہی
زہرہ آنکھون مین لگاتی ہی سمجھکر کاجل

زلف جوزا کو ہی جاروب کشی کی خدمت
ہی اک آزاد غلام حبشی تیرا زحل

فیض سے تیرے ہندسِ صنعتِ مہر فلک
ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر محل

رگِ گل بنتا ہو لب تک ترے آتا ہی جو شعر
بوئے گل بنکے معانی وہین آتے ہین نکل

برقِ صرصر سے جو توسن کو ترے دون تمثیل
جتنے عاقل ہین کہین ہوش ہین اسکے مختل

دور ہی عقل سے تشبیہ سکون و سرعت
سحر و اعجاز کی نسبت سے ہوا ایمان مین خلل

سبقت اندیشہ ہی ہر عضو سے عضو آخر
پیچھے رہجانے کے باعث سے ہوا داغ کفل

قطعه

وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے
کر کے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل

لفظ کیا نقطے بھی دیوان سے یون اُڑ جائین
دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل

لالے کے پھول کو آغوش صبا مین دیکھا
نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل

قطعه

آئنہ نعل کا اُسکے ہو جو بنکر تیارہ
اور آنکھ اُس سے مقابل ہو تو دیکھے چھل بل

حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے
اور نا کام ہی آخر کو گرے ہو کر شل

جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے وہ اُن مین ہر فرد
سخت سُم تُرم دُم آگندہ سُرین پہن کفل

فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد
عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر اک افضل

ایک ہتھنی مگر اُن سب مین جو سب سے ہی بلند
اُسکی تعریف کرون نام ہی اُسکا چنچل

فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جائے دہل
دانت پائے کی جگہ اُسکے ہین خرطوم زحل

اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہی ابھی
مار خرطوم ہی دندان ہین درخت صندل

پا بزنجیر ہی ہر چند مگر ہی آزاد
نالے کی طرح سلاسل سے وہ جاتی ہی نکل

عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اُسکی بیان
مشکل ہو گئی ہی قدرت خلاق ازل

ہی در قلعۂ گردون کی کلید اُسکی کجک
فیلبان اُسپہ کہ سیمرغ ہی بالائے جبل

سُبکی طرفہ ہی رفتار مین با اینہمہ شان
غیر ممکن کہ سر مور کہین جائے کچل

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فطرت
ہمنے مانا کہ نہین پانون قلم کا ترے شل

پر کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید
گر زبان بند نہین ہی یہ تعلّی کا محل

شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اُسکا
خلق ذاتی سے چھپا دیگا خطایا و زلل

قدر دان سخن و اہل سخن ہی ممدوح
ہاتھ اُٹھا بہر دعا پیش خداوند اجل

اور یہ کر عرض بصد عجز و خلوص و زاری
کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

سُرخرو رنگ سعادت سے ہو جب تک نہ بہرہ ۔ رو سیہ داغ نحوست سے ہو جبتک کہ زحل
حُسن کو ناز رہے عشق کو جبتک کہ نیاز ۔ رہے معشوق کا جبتک دل عاشق مین عمل
جب تلک مہر سے پُر نور رہے سارا عالم ۔ جب تلک ماہ کی روشن ہو فلک پر مشعل
پرتوِ مہ سے کتان کا ہو جگر جبتک چاک ۔ گرمیِ مہر سے تا موم کا دل جائے پگھل
جب تلک شہد کے حصے مین رہے شیر ینی ۔ تلخکامی رہے جبتک کہ نصیبِ حنظل
نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار ۔ لے مزہ بیٹھ کے ہر پھول پہ زنبور عسل
سرو کے گرد کرے فاختہ جب تک کوکو ۔ گل کے آگے پڑھے تا بلبل شوریدہ غزل
مست جبتک رہین فدا ساقی دریا دل پر ۔ شور طاؤس کرے دیکھ کے جبتک بادل
جتنی امیدین ہین بر آئین مرے آقا کی ۔ خلد کی طرح سے شاداب ہے باغ محل

ملک و اقبال کو یارب ہو ترقی ہر دن
یہ کٹیہر تو ہو کیا ہند مین ہو جائے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ غم نہین جو پیش ہی دفترِ قصور کا — عنوانِ نامہ نام ہی ربِّ غفور کا
کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا — دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا
ہمت ہی شرطِ راہ خدا ہی کھلی ہوئی — پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہِ دور کا
محروم اُسکے خوانِ تجلی سے کون ہی — حصہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہی نور کا
کہتے ہی یا کریم اِدھر سے اُدھر گئے — لطف و غضب مین فاصلہ تھا کتنی دور کا
مین خاک بھی ہوا تو ہوا اُسکی خاکِ در — چھوٹا نہ دستِ عجز سے دامن غرور کا
وہ صاف دل ہون مردمکِ چشم کی طرح — میرے سیاہ خانے مین عالم ہی نور کا
مے اعتقاد صاف کی آئین رہے مدام — مینا سے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا
زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغِ زہد — جھوکا نہ آنے پائے ہوا سے غرور کا
دیکھین کہ کیا دکھائے قیامت مین شوق دید — در پیش مرحلہ ہی شہود و ظہور کا

حاضر ہے عرسے ہتاز سے پہ ہون سب ملائکہ
سایہ ہو سر پہ مثلِ سلیمانؑ طیور کا

کیا ڈر جو قصرِ عفو مقام بلند ہے
زینہ لگا کے پہونچونگا عُذرِ قصور کا

دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو
ارشاد ہو علاج دلِ ناصبور کا

عاشق کیا ہے شوق نے تیرے حبیب پر
یارب امیدوار ہون عفوِ قصور کا

دیکھا نہین ہے تجکو مگر شوق دید ہے
مشتاق غائبانہ ہون تیری حضور کا

مرکر ملے نجات لحد کے فشار سے
صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا

ق

پھیلا کے پانون چین سے سوؤن مزار مین
تکیہ نصیب سر کو ہو زانوے حور کا

یارب اکیلے رہنے کی عادت نہین مجھے
جمگھٹ رہے مزار مین غلمان و حور کا

محشر کے روز ساقیِ کوثر کا واسطہ
اِک جام تشنگی مین شرابِ طہور کا

عُریان اُٹھون تو دامنِ رحمت مین دے جگہ
ڈھکجائے اِس طرح سے بدن تیرے عور کا

اُلفت امیر آلِ محمدؐ سے فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

نام عاصی داخلِ فردِ شفاعت ہو گیا
خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہو گیا

مرغ عصیان اُڑ کے صیدِ بازِ رحمت ہو گیا
دنگ شاہین ترازو سے عدالت ہو گیا

زرد رو تھا وقت پُرسش پر رہا سرسبز مین
فرش استبرق مجھے صحنِ قیامت ہو گیا

گرمیِ خورشید محشر سے ہوئی حاصل نجات
شامیانہ سر پہ میرے ابرِ رحمت ہو گیا

آلِ احمدؐ کی محبت کا چُبھا تھا دلمین خار
بڑھ کے محشر مین کلیدِ بابِ جنت ہو گیا

جم گیا تھا دلمین جو مشقِ معاصی سے غبار
سُرمہ بہرِ دیدۂ عینِ عنایت ہو گیا

واہ ری رحمت جو رکھا پانون بالا سے صراط
دستگیری امن نے کی خوف رخصت ہو گیا

جس علم کے نیچے پائی فیض احمدؐ سے جگہ
میری بیجرمی پہ انگشتِ شہادت ہو گیا

دفعتاً صورت بدل کر بنگئی امید یاس
خار زار رنج فرشِ خوابِ راحت ہو گیا

راستہ تھا اولِ منزل جو نا ہموار پیش
رفتہ رفتہ نردبانِ بامِ رفعت ہو گیا

قصرِ یاقوت وزمرد کی ہوئی آسان خرید
باغِ جنّت کا قبالہ داغِ محنت ہو گیا

تشنگی مین کوثر و تسنیم کے چشمون پہ ہم
اسطرح پہونچے کہ رضوان غرقِ حیرت ہو گیا

صبحِ محشر جلد چھٹکارا ملا ہمکو امیرؔ
مہر کیا چمکا کہ تابان نجمِ قسمت ہو گیا

نہین سودا فقط یوسف کو اُسکے دامان کا
گدا ادریس بھی ہی کوچۂ چاکِ گریبان کا

مزہ عاشق کے دلسے پوچھ حُسنِ شعلہ دیان کا
تماشا دیکھ پروانون کی آنکھون سے چراغان کا

یہ تیری تیغ نے رد کاہونا کا شہرا مکان کا
کہ چھاپا ہی قضا کے ہاتھ پر خونِ شہیدان کا

دلِ پُر داغ پر یہ حسرتون کا خون ہوتا ہی
لہو بنکر ٹپک جاتا ہی رنگ اپنے گلستان کا

زبانِ حال سے کہتا ہی خنجر میان سے کھنچکر
کہ گھر بیٹھے بہلتا ہی کوئی جی مردِ میدان کا

مرے ہی سامنے دامن اُٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلہ اُلٹا مرے چاکِ گریبان کا

تکلّف حسن کا ہر موے خطِ یار مین پایا
نظر آیا مجھے ہر مور مین جلوہ سلیمان کا

بہارِ تازۂ دل دیکھ اگر شوق تماشا ہی
بہشت اِک پھول مُرجھایا ہوا ہی اِس گلستان کا

نہو گا بند جبتک نقدِ جان باقی ہی قالب مین
سخی کے گھر کا دروازہ ہی چاک اپنے گریبان کا

بہارِ کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھون
نہ بیل اچھی نہ بوٹا خوشنما ہی اِس گلستان کا

لکھے یکدست یہ مضمون ترے دستِ حنائی کے
مخمس جو مرے دیوان مین ہی پنجہ ہی مرجان کا

نہ گھبرا اے دلِ وحشی سوادِ شامِ فرقت سے
کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہی اُس زلفِ پریشان کا

خیالِ عیش کر لینگے فلک نے گو پھنسایا ہی
تصور قید ہو سکتا نہین ہی اہلِ زندان کا

ہمارا بھی قفس لے ساتھ جاتا ہی جو گلشن کو
اکیلا سیر کرنا لطف کیا دیگا گلستان کا

معاف اے شوخ دھوکے مین اُڑائین دھجیان مین نے
ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا

اُچھلتا ہی کلیجا ڈوبتا ہی دل خدا حافظ
سمندر پیرنا ہی جھیلنا شبہاے ہجران کا

نہ پوچھے کیا طول محشر ہمسے غمناکو نکی آنکھو نمین
ازل سے تا ابد پہلا پہر ہو روز ہجران کا

وہانِ گور سے آواز یہ کانون مین آتی ہو
نہین ہو کام اس گھر مین کسی ناخواندہ مہمان کا

تڑپکر دم نکلجائے مگر کھلنا نہین ممکن
تری دلکی گرہ تا نکا ہو میرے زخم پنہان کا

جگر کو دوان کہ دلکو دون بتا اے ناوکِ قاتل
کہ دو پیاسو نمین ہو یہ ایک قطرہ آبِ پیکان کا

امیر آئین گے کیا کیا شمع رو راتون کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہوگا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر درکار ہو رنگین تمھین تکمہ گریبان کا
لگا دُ لعل اِسمین قطرۂ خونِ شہیدان کا

اسیرِ عشق ہو کر زمزمہ سُن طائرِ جان کا
چہکتا ہو قفس مین جا کے بلبل اس گلستان کا

کنارہ مرکے ہاتھ آیا ہو ہمکو ملک ایمان کا
بڑی مشکل سے دروازہ ملا شہر خموشان کا

تمھارے بانکپن کی شان کچھ اِسمین نکلتی ہو
کھنچے تو دوڑ کر منھ چوم لون شمشیرِ بُران کا

دُھوان اُٹھتا ہو داغ آتشینِ سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہو بدلی مین ہلال ابرِ گریبان کا

خیال خط مین اے گل جا نکلتا ہون جو گلشن مین
لگا تا ہو ہزارون برچھیان سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ جو نے ہوتے رنگ گئی وحشت
اُٹھائی اُسنے چلمن ہو گیا پردہ گریبان کا

جہان معشوق ہو عاشق لکھا جاتا ہو نکلا پنا
شبیہ طوقِ قمری ہو دھوان سروِ چراغان کا

یقین ہو بنتے بنتے دلبا لہ خونِ حسرت سے
اگر کاسہ بنائین کاسہ گر خونِ شہیدان کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہِ بے اثر دیکھو
درخت بے ثمر ہو یہ اسی اُجڑے گلستان کا

دلِ سرگشتہ پیدا دیکھکر یون وہ پری بولا
یہ دل کا ہیکو ہو کوئی بگولا ہو بیابان کا

کہان سلمان تھا وحشت مین کہ نامہ یار کو لکھتا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑ کر میرے گریبان کا

رہے شوقِ شہادت امتحان گاہِ محبت مین
قدم بڑھتے ہی ہاتھون پر ملیا دل شمشیرِ عریان کا

دم رقص اُس پری نے دی جو گردش اپنے دامن کو
مری آنکھون مین عالم پھر گیا تختِ سلیمان کا

تفوق رکھتی ہو سرگشتگی نخوت فروشی پر
کہین کچھ اس سے ہوتا ہو مقام اونچا گریبان کا

وہ دیوانے ہین آنکھون کے ذرا ایما اگر کر دین
نکالے شیر پر آنکھین غزال اپنے بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتاب حشر کہتا ہی
وہ اک اُترا ہوا پھاہا ہی اپنے داغ ہجران کا

نئی تقریب پریون کے بلانے کی ہی دیوانو
کسی صحرا مین عرس اکدن کرین چلکر سلیمانؑ کا

ہوئی ہین بسکہ آنکھین لوٹ اُسکی جامہ زیبی پر
نگاہین کھیلتی ہین گیند اُس گوے گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
دہان زخم سے ہم چوم لیتے مُنھ نمکدان کا

بڑے نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اُس سے
اجل تو نام ہی اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہی مجکو اک پردہ نشین کے گوشۂ دامان کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاک گریبان کا

نظر آتا ہی دلمین رنگ کیا کیا حُسن خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک غنچے مین گلستان کا

چھپا ہی عیب عریانی سے رخت جسم انسان کا
مرا داغ جنون پیوند ہی میرے گریبان کا

کہین ضبط فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لب خاموش سے پیدا ہی صدمہ درد پنہان کا

صدایہ قلقل مینا سے میخانے مین آتی ہی
کہ بخت سبز اک طوطی ہی مستون کے گلستان کا

مگر اُڑتی ہوئی پریان پھنسانیکا ارادہ ہی
ہوا پر جال پھیلایا ہی کیون زلف پریشان کا

جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہی گل صد برگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہار درد دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ درد ہجران کا

خیال طرہ بند ہو جائے دکیونکر چور کی صورت
کھلا یہ پھر رہا ہی آنکھ مین خواب پریشان کا

عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسیر
دہان یار دروازہ ہی کیا شہر خموشان کا

تمھارا پنجۂ رنگین چڑھا جب سے نگاہون پر
جما یا رنگ اُترا دل سے اپنے پنجہ مرجان کا

ترا ممنون ہون اے ضعف پردہ رہگیا میرا
چھڑایا تو نے دامن دست وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے
کتابہ خط کوفی مین لکھو گور غریبان کا

تعجب کیا کمال شوق مین لپٹا جو مین اُس سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسی کے جسم عریان کا

اِسے کہتے ہین پاس رازِ اُلفت دیکھ اِی قاتل
سیا ہی مُنھ ترے تارِ کمر سے زخمِ پنہان کا

زنخدان پر جو انگشتِ حنائی یار نے رکھی
تو مین سمجھا کہ ہی سیبِ ذقن پھل شاخِ مرجان کا

مزاج آگئے تو دیوانون سے یون برہم رہتا تھا
اثر ہی اِی پری یہ صحبت زلفِ پریشان کا

کہان جلیئنگے اُڑکر یہ پری رو میری جالون سے
مجاور مین ہنونگا جا کے درگاہِ سلیمانؑ کا

نصیبِ دشمنانِ قاتل کو سکتا ہو گیا شاید
کہ بسمل آئنہ دکھلا رہے ہین چشمِ حیران کا

ہوا سے زلف مین اک حور کے سودا یہ چمکا ہی
بیاضِ صبحِ جنت ہی سوادا پنے بیابان کا

اَمیر ایسا شگفتہ ہی ہجومِ داغ سے پہلو
کہ ہر ناسورِ دل رخنہ ہی دیوارِ گلستان کا

دکھانا چاہیے کچھ بانکپن سودائے مژگان کا
بہت اب نوک کی لیتا ہی ہر کانٹا بیابان کا

نہ چھوڑا تار باقی دستِ وحشت نے گریبان کا
دیا ہر چند مین نے واسطہ یوسفؑ کے دامان کا

جواب روضۂ رضوان ہی تختہ کوے جانان کا
قضا چھڑکاؤ کرتی پھرتی ہی خون شہیدان کا

ستمگر نے نہین کنٹھے مین اپنے گوکھرو ٹانکا
نکل آیا ہی جوہر صاف شمشیرِ گریبان کا

بنا کر آئنہ پیرہون کو یون خود بین نہ کرنا تھا
سکندر کچھ تو تجکو پاس لازم تھا سلیمانؑ کا

زمین ہی ایک مشتِ خاک صحرائے محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میدان ہی دل کے بیابان کا

تردد کیا ہی تمکو یہ تو دو ٹانکون مین اچھا ہی
عدو کا زخمِ دل کیا چاک ہی میرے گریبان کا

دبستانِ جنون مین جو سبق تھا درس مین تیرے
وہ اِی مجنون برآوردہ ورق ہی میرے دیوان کا

نہ بھولے آپکو بھولے جو دُنیا کو تو کیا بھولے
یہ منت ہو اگر پوری تو بھریے طاقِ نسیان کا

کسی عارض کا آئینہ ہی اپنا دیدۂ حیران
دلِ صد چاک شانہ ہی کسی زلفِ پریشان کا

در آیا ہنگے پُتلی دیدۂ خورشیدِ محشر مین
اگر اونچا اُڑا ذرّہ کوئی اپنے بیابان کا

لبِ بام اُس پری نے بال کیا چہرے سے سرکائے
اُٹھا کر ابر کے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ مین کیون پھوٹ بہتے ہو تم اے چھالو
اِسی سے چھیڑتا ہی تمکو ہر کانٹا بیابان کا

گھٹائین غم کی چھاجاتی ہین دلپر تیرہ بختون کے
بلا ہی رخنہ کھلنا آپ کی زلفِ پریشان کا

ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے اُس گل کے ہاتھ اپنا
یہ باعث ہی کہ شل حق نے بنایا پنجہ مرجان کا

اُترتا ہی نہین غصہ کسی دم چشم و ابرو سے
پریرویون پہ کیا تمغا ہی سرکارِ سلیمان کا

خیالِ زلف و رخ ہی اندنون آنکھون مین پھرتا ہی
اُجالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا

مرے غم مین وان آنسو ہین آنکھون سے حسینون کی
کہ ماتم ہو رہا ہی گھر مین پریون کے سلیمانؑ کا

انا الحق بولتی ہین قمریان حق سترہٗ کیسا
جسے کہتے ہین دار اک سرو ہی اپنے گلستان کا

کتاب لوح محفوظ ای امیرؔ اسکا ہی دیباچہ
سواد خامۂ کن خاتمہ ہی اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا
ہونا جو تھا وہ ای بتِ عیار ہو چکا

ترغیب دی شراب کے پینے کی کیون اُسے
حق تو یہ ہی مین پہلے گنہگار ہو چکا

اٹکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شوخ
فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا

بالین پہ میرے کس لیے آیا ہی او طبیب
تجھ سے علاجِ دردِ دلِ زار ہو چکا

آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح
سو بار مین فریب سے بیمار ہو چکا

زنجیر پا ہی ضعف سے ہر موج بوریا
شاہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا

افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب کھلی
جب آفتابِ حشر نمودار ہو چکا

اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہی
امید عفو مین مین گنہگار ہو چکا

جب آستانِ یار پہ حاضر ہوے ہم
دربان سے یہ سنا ہی کہ دربار ہو چکا

باقی ہزار شوق خطِ شوق ناتمام
قاصد کمر کو باندھ کے تیار ہو چکا

کافی ہی زلف جال بچھاتا ہی کس لیے
صیاد سے کہو مین گرفتار ہو چکا

دنیا مین کون غم ہی نہین جسکے بعد عیش
آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا

دل راہ چلتے چھین لیا مجھ سے یار نے
یوسف کا فیصلہ سرِ بازار ہو چکا

میرا سوال سنکے جو خاموش ہو رہے — مین خوش ہوا کہ وصل کا اقرار ہو چکا
اب لب پہ لائین کیا ارنی صورت کلیم — محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہی کسکو حوصلہ اخفاے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

واعظو حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا — روز کا تمنے لگا لا ہی یہ جھگڑا کیسا
دیکھین حورین بھی تو بیہوش ہون اٹھتے روتے — سیر کیسی ترے کشتے کا تماشا کیسا
مے پیو شوق سے خالق ہی رحیم اور کریم — میکشو خیر ہی اندیشۂ فردا کیسا
آشنا ذکر سے رہتی ہی فقط اپنی زبان — دوستانہ بھی کسی دوست سے شکوا کیسا
جاے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین — نہین معلوم کہ ہی عالم بالا کیسا
نبض دیکھی تو حرارت سے جلے دست مسیح — تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا
نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے — گوشہ گیری سے ہوا شہرۂ عنقا کیسا
آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی — اے جنون گھر مین یہ سامان ہو تو صحرا کیسا
کبھی دیوانۂ الفت نہ تمھارا سمجھا — لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیسا کیسا
شک نہین آہین کہ ہو مصرع موزون قد یار — پر کمر بیچ سے غائب ہی یہ سکتا کیسا
جوش وحشت ہمین اس دشت مین لایا کہ جہان — آہو ہے قیس نہین ناقۂ لیلی کیسا
کہتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف — دیکھین اس فن مین ہی تمکو ید طولا کیسا
تیری تصویر خیالی بھی نہ آئی مرے پاس — رہ گیا کھول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہی یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جائیگا جو وطن سے نکل گیا — بیکار ہی جو دانت دہن سے نکل گیا
ٹھہرے کبھی کجون مین نہ دم بھر بھی راست رو — آیا کمان مین تیر تو سن سے نکل گیا

خلعت پہنکے آنے کی تھی گھر مین آرزو
یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ اے درد کر تلاش
مُدّت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مُرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گُل
کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اُڑا دیا
کافور ہو کے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا
پانی اُبل کے چاہِ ذقن سے نکل گیا

سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے
انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا

کانٹون نے بھی نہ دامنِ گلچین پکڑ لیا
بُلبُل کو ذبح کر کے چمن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یادِ سگِ یار نے کیا
ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا

اے سبزہ رنگ خط بھی بنا ابتو بوسہ دے
بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا

منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پر
قمری کا نالہ سرو چمن سے نکل گیا

مدِ نظر رہی ہمین ایسی رضائے دوست
کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ
روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی تجھے خوش چشمونکی تلاش
کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا

خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف
جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شعر پڑھ کے بزم سے کیا اُٹھ گیا امیر
بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا

وعدہ نہین ہے حشر کے دن کس سے دید کا
حصّہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا

اللہ رے انقلاب جہانِ پلید کا
خونِ حسینؑ غازہ ہے روے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان
کیون تیغ نے گلے کو دیا خطر رسید کا

کچھ لیگئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ رہا
لاش اپنی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا

کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہون مین
آئے جسے ہو ارادہ خرید کا

ہان ای کلید دار قضا کھول قفل بخت
الجھا اسمین گھس نہ جائیگا ناخن کلید کا

کشتونکا کھیت کاٹ کے کہتی ہی تیغ یار
جامہ مجھی پہ قطع ہی قطع و برید کا

کیا جانتا ہی کوئی نقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہی مُرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہی خاک یزید کا

کیا جانے رہروون کا ہوا کیا عدم مین حال
ابتک تو ایک نے نہ لکھا خط رسید کا

ای ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا
اُچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جسدم بُت پرست
ناقوس غل مچائے گا ہل من مزید کا

دل میرا اُسکے روے مخطط نے چھین کر
جھوٹا بنا لیا ہی قبالہ خرید کا

آب کی بہار سے مجھے آتی ہی بوے خون
آیا ہی لالہ بھیس بدل کر شہید کا

کیونکر کھنچون نہ مین طرف قرب حق امیر
پھندا مرے گلے مین ہی حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلّی کی دید کا
ہی کوہ طور ڈھیر تمھارے شہید کا

آنکھین ہین اور لطف ہی اب اُسکی دید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا

دو دو شب فراق کا نقاش مجھ سے لے
نقشہ جو کھینچنا ہو بعینہٖ یزید کا

مسجد سے سوے میکدہ ای شیخ یون نہ دیکھ
بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کیسی سزا کہ رعب سے قاتل کے روز حشر
نالہ گلے مین پھنس کے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین رہن مے
خرقہ نہ پیر کا ہی نہ جبّہ مرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اُٹھا ذرا نہ ذائقہ گفت و شنید کا

وہ یاد ابن ساقی کوثر مین ستے یون
شامی کباب بھن کے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجھ سے خنجر قاتل گلے ملا
دیکھا ہی چاند تیسری تاریخ عید کا

عکسی شبیہین کھینچی رُخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپنا ہی کلام مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہان سے جوابِ خط
بھیجا ہی نامہ بر نے خط اپنی رسید کا

اس غمکدے مین کٹ گئی یون اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جائے عید کا

پوچھو نہ کچھ مرے دلِ زخمی کا مجھسے حال
اِنشا قتیل کی ہی یہ دیوان شہید کا

کس دن نہین ہین چار گدا چار میہمان
رزق اپنا اے امیر ہی توشہ فرید کا

مجکو محب سمجھ کے حسینِ ؑ شہید کا
کرتا ہی تنگ قافیہ تک بھی یزید کا

یہ شوق ہی جو خلق کو قاتل کی دید کا
جائے شہاب خون بکے گا شہید کا

ہوتے ہین تر پسینے سے آغوش مین حسین
پھولون سے مجکو ڈھب ہی عرق کی کشید کا

اِتراتے ہین جو لوگ پہنکر لباس نو
ہنستا ہی چاک پیرہنِ صبحِ عید کا

بُت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ پیری بیٹھ
ہوتا ہی آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پر نہین خط ہی رسید کا

کرتا ہی شل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو پیر کا وہ چلن ہی مُرید کا

گردن تو کیا نہین مرے اعضا کو خوف تیغ
بل ایک ایک رگ کو ہی حبل الورید کا

کھولین گے لات مار کے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیسا جواب خط کہ ہُوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہی یہ خط کی رسید کا

نازک ہی دل مین وعظ کی مجلس مین جاؤن کیا
مُژدہ ہی مجکو ذکر عذابِ شدید کا

پیرِ مغان نے مجکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہی اپنے مُرید کا

باطن مین غم ہی عشرتِ دُنیا سے ظاہری
پہنے ہوے لباس محرم ہی عید کا

مہندی کی ٹٹیان نہین پر میرے باغبان
کیون اپنا ہاتھ صاف ہو قطع و برید کا

فاقے سے ہون تو صاحبِ غیرت نہ رُخ کرین
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

اُٹھ اُٹھ کے بیٹھنے سے ہوئے کُشتہ ہم امیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقاتِ عید کا

ہی دل کو شوق اُس بُتِ قاتل کی دید کا — ہولی کا رنگ جسکو لہو ہی شہید کا
مُژدہ ہو میکشو کہ ہوا چاند عید کا — محتاج قفل میکدہ تھا اِس کلید کا
یارب ہے وہ چاہِ ذقن خط سے حفظ مین — گھیرے نہ اس فُرات کو لشکر یزید کا
جی چاہے جس حسین کا وہ لے ہمسے جنس دل — سرمایہ کریم ہی توشہ فرید کا
دُنیا پرست کیا رہِ عقبیٰ کرینگے طے — نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا
وہ مست ہون کہ مین نے شبِ قدر کی دعا — روزے تمام ہون کہین دن آئے عید کا
کس گلبدن نے ہاتھ میرے لگا دیا — پھولون کی سیج ہی جو جنازہ شہید کا
ہونے نہ پائے غیر بغلگیر یار سے — اللہ یون ہی روز گذر جائے عید کا
اُنہی کہین کہ اُسکی سُنین وقت نزع ہم — درد اکہ وقت تنگ ہی گفت و شنید کا
سارا حساب ختم ہوا حشر ہوچکا — پوچھا گیا نہ حال تمہارے شہید کا
یک یک کے روز کھاتے ہین واعظ مرا دماغ — سمجھے ہین شاید اِسکو بھی توشہ فرید کا
لوٹے گی لذتِ لبِ شیرین مری زبان — قفل دہن پر اُسکے ہی دانت اس کلید کا
شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جُدا — اُلٹی ہی بات پیر ہے پیرو مُرید کا
ضائع نہ جائے دل پہ جو کھایا ہی داغ غم — یارب چراغ ہو کسی قبرِ شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
یان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

اللہ رے مکر صاحبِ بخلِ شدید کا — گاڑے تو زر مزار بنائے شہید کا
گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا — ڈورا جو باڑھ کا ہی وہ حبل الورید کا
اُس کوچے کے گدا ہے تہیدست ہین وہ ہم — رضوان سے ہی ارادہ جنان کی خرید کا

کرتی ہین دل کو خون اُن آنکھون کی پُتلیان
ان غنچون کو ذوق ہے مے کی کشید کا

کیونکر نہ مثل قفل کھلے گا دہانِ یار
اِک دن کرے گی کام یہ بیشک کلید کا

تخفیف دردِ دل کا کرونگا جو مین سوال
نکلے گا جملہ جفر مین ہل من مزید کا

ہو اُس سے بوسۂ لبِ شیرین کی کیا اُمید
شربت پہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خطِ عذارِ یار کا کیا وصف کیجیے
نوروز کا یہ زائچہ خطبہ ہے عید کا

باتین مری سُنین تو یہ مُنھ پھیر کر کہا
تار اِس کمند مین نہین دل کی کشید کا

صحرا و کوہ کشتۂ اُلفت کہان نہین
ہر لالہ ہے چراغ مزارِ شہید کا

لیتی ہے بوسے عارضِ محبوب کے وہ زلف
کافر کو بھی ادب ہے کلامِ مجید کا

حجّام میرے دل کا دکھا دے جو آئنہ
آئنے زیادہ دون اُسے انعام عید کا

کندن سا رنگ یار دکھائے جو رُخ ہو زرد
زر سے ارادہ چاہیے زر کی کشید کا

کتنا ہے سخت قلبِ رقیبِ سیاہ رو
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

مقتل سے کم نہین ہے قلمدان مرا امیر
ہر کلک ہے گلوے بُریدہ شہید کا

خطِ عارض نے دلِ اہلِ رقم توڑ دیا
بیت ابرو نے ہلالی کا قلم توڑ دیا

اس کڑی کا متحمل تھا کہان شیشۂ دل
وہ کہی بات کہ دل تو نے صنم توڑ دیا

اہلِ محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے درِ باغِ ارم توڑ دیا

باندھتے غیر کو جوڑا تراہم دیکھ سکین
رشتۂ اُلفت کا ترے سر کی قسم توڑ دیا

دل نے اک آہ مین نابود کیا انجم کو
سب جتھا کھینچ کے شمشیر دو دم توڑ دیا

حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی دروازے پر
آسرا تو نے غریبون کا صنم توڑ دیا

صفحۂ دہر پہ صورت گر قدرت نے امیر
اُسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

ہمسرِ زلف قدِ حور شمائل ٹھہرا / لام کا خوب الف کے مقابل ٹھہرا
دیدۂ تر سے جو دامن مین گرا دل ٹھہرا / بہتے بہتے یہ سفینہ لبِ ساحل ٹھہرا
کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا / مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا
نکہتِ گل سے پریشان ہوا اُسکا دماغ / خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا
نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کی طرف / دیر تک گوش بر آوازِ سلاسل ٹھہرا
حُسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعثِ قتل / جسنے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا
خط جو نکلا رخِ جانان پہ ملا بوسۂ خال / یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا
علم اک نقطہ جو مشہور تھا ای جوشِ جنون / غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا
دور جبتک تھے تڑپتا تھا مین کیسا کیسا / پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا
کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا / زینتِ باغ نہ آرایشِ محفل ٹھہرا
دوڑتا قیس بھی آتا ہو نہایت ہی قریب / اک ذرا ناقے کو ای صاحبِ محمل ٹھہرا
دم جو بیتاب تھا مُدت سے مرے سینے مین / تیغِ قاتل کے تلے کچھ دمِ بسمل ٹھہرا
ہم بڑی دور سے آئے ہین تمھارا ہی یہ حال / گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا

ابتک آتی ہو صدا تربتِ لیلیٰ سے امیر
ساربان اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جُدا ہوا / اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا
سمجھے کفن نصیب جو بعد فنا ہوا / سرکارِ عشق سے ہمین خلعت عطا ہوا
دریاے معرفت سے جو دل آشنا ہوا / ترکِ خودی سفینۂ اہلِ فنا ہوا
بختِ سیہ نہ ضعف مین ہمسے جُدا ہوا / قسمتِ خمیدہ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا
مین ہٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ مٹ گیا / سائے سے خوب حقِ رفاقت ادا ہوا
پچھتا رہے ہین خون مرا کرکے کیون حضور / اب اسپہ خاک ڈالیے جو کچھ ہوا ہوا

چلا کیا ن تو دیکھو مجھے قتل کر کے خود
اوروں سے پوچھتے ہین یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوے عشق
تصویر مین بھی رنگ ہی رُخ سے اُڑا ہوا

ہی دل کا سرد مہری معشوق سے یہ حال
جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہین عضو تن
کیا کیا ورق کتاب سے اپنے جُدا ہوا

یادِ کمر مین بھول گئی دل کو طرز آہ
کاسے مین اپنے بال پڑا بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دلِ عشاق کھنچ گئے
گیسو کا حلقہ بھی دہنِ اژدہا ہوا

یہ ضعف سے سبک ہون کہ نقشِ قدم مرا
پڑتا تو ہی زمین پہ لیکن مٹا ہوا

آئینہ اُسکو کسنے دکھایا غضب کیا
جلاّدِ خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ بت
قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلا ہوا

خالی قدح دکھائے مجھے کیون نہ دور سے
ساقی کا دل ہی میری طرف سے پھرا ہوا

شاید خط اُس ہتھیلی کے حلقے تھے جال کے
آتے ہی قید طائرِ رنگِ حنا ہوا

ڈھونڈھا نہ کب بہانہ مرے دل نے بہر رنج
ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہ ذقن کو چاہ مہِ مصر کیا کہون
مضمون ہی یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا نہ ہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے
آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہی رشتۂ اُلفت کا توڑنا
یون قتل کر کہ کچھ نہ رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہی ای ترک کچھ خبر
آتا ہی ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آٹھون پہر ہی جلوۂ معشوق سامنے
ہی مدتون سے بیچ کا پردہ اُٹھا ہوا

انسان کی مرگ و زیست نہین ہی کسی کے ہاتھ
آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اُس گلِ گلزار حُسن تک
دم مین پہونچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

حور آگئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لی
سودا سا ہی امیر کو کیا جانے کیا ہوا

فراق یار نے بیچین مجکو رات بھر رکھا — کبھی تکیہ اِدھر رکھا کبھی تکیہ اُدھر رکھا
شکستِ دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا — لکھا اہلِ وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا
برابر آئنے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی — اِسے زیرِ قدم رکھا اُسے پیشِ نظر رکھا
مٹائے دیدہ و دل دونون میرے اشک خونین نے — عجب یہ طفل ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا
تمھارے سنگ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا — عزیز ایسا کیا مر کر اُسے چھاتی پہ دھر رکھا
جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاؤنگا ناصح کو — سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہی حضرت نے کر رکھا
نہ کی کسنے سفارش میری وقتِ قتل قاتل سے — کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا
غضب برسے وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہی — جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا
بڑا احسان ہی میرے سر پہ اُنکی لغزشِ پا کا — کہ اُسنے بے تحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا
زمین مین ہو انہ گندم صدف مین ہم ہوے گوہر — ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو ور رکھا
ترے ہر نقشِ پا کو رہگذر مین سجدہ کرنے تھے — جہان تونے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگونِ مے کیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابرِ رحمت جائے مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہی جب کسی سرسبز گلشن کا — تو بجلی طوف کر جاتی ہی پہلے میرے خرمن کا
وہ ہون جانبازِ مقتل بدگمان ہی مجکو گلشن کا — ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولنا رن کا
ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جائے — کہ یہ غمزہ ترا ہی سفاک حق ہی میری گردن کا
نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا — کیا نرگس کی آنکھون سے تماشا سارے گلشن کا
بہار آئی ہی اے دستِ جنون یا عید آئی ہی — گریبان سے گلے ملنے چلا ہی چاک دامن کا
کبھی خورشید تاکیگا کبھی مہتاب جھانکے گا — کھلا رہنا نہین اچھا ترے کمرے کے روزن کا
بصیرت ہو تو انسان منہ نہ مجھے چشم و مژگانکی — لیے ہین چلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا
کبھی کعبے کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجکو — ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا

مین اک پردہ نشین صاحبِ عصمت کا زخمی ہون
مرے زخمون مین لازم صوف ہی یوسف کے دامن کا

دھڑی مسی کی ہونٹون پر جمی ہی خیر ہو یارب
کرینگے سیرِ گلشن رنگ اُڑیگا آج سوسن کا

یہ شمشیرِ قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجکو ہوش گردن کا

ملون کفار مین جاکر شکستِ کفر کی خاطر
بتون کو توڑنا ہی بھیس بدلون مین برہمن کا

مرے دیکھون ہی یارون کو کہان گاڑین کہان تو ہین
جہان وہ پاؤن رکھدین ہی ٹھکانا میرے مدفن کا

نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون رو دیتے
تمھین کو بلبلو آتا نہین اندازِ شیون کا

لبِ جان بخش پر مستی نہین اُسنے جمائی ہی
ہوا ہی چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اُسکی تجلی ہی
یہ خاکہ ہی جوانی کا وہ نقشہ ہی لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون رستہ روک کر اُس شوخِ پُرفن کا
وہ رہرو ہون کہ آگا باندھتا ہون جاکے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اُس صراحی دار گردن کا
پڑا پھندا گلے مین گر گئی مے ڈھل گیا من کا

موے پر شرمِ عصیان حرز بازو ہوگئی مجکو
سمٹ کر گنبدِ مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھتی ہی بجلی بھی جو آتی ہی
ہنسی سمجھا ہی گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اُٹھالون سختیان لاکھون کڑی بات اُٹھ نہین سکتی
مین دل رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہا سے تیغ بران نقدِ جانِ اہلِ جرأت ہی
بہت ہی تیز بازارِ اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاقِ شہادت ہون کمی جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ بڑھکے تسمہ میری گردن کا

تصور ہی سمن رویون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہی یا کمرہ ہی کوئی کنجِ گلشن کا

مسی مالیدہ لب سے کی ہی کلی جس جگہ اُسنے
قیامت تک اُگیگا اُس زمین سے پھول سوسن کا

وہ محوِ دردِ الفت ہون کہ مجکو سیرِ گلشن مین
چٹکنے مین ہی غنچون کے مزہ بلبل کے شیون کا

کرم فرما جو ہو ابرِ کرم میری زراعت پر
بنے برقِ تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا

یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین دور آخر ہی
کہ غل ہی میکشون مین خاتمہ ہی آج ساون کا

تہ بھلے پھولے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجکو — کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کے جوبن کا

امیر آیا نظر جب چودھوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہی نقشہ اُسکے جوبن کا

سیر اگر ہم سے سیہ خانے کی موسیٰ کرتا — جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا
آبرو گرد یتیمی مین جو پیدا کرتا — گوہر اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا
ہاتھ رکھے مین اُٹھا زخم گلو پر دم حشر — مجھ سے ہوتا کہ مین جلاد کو رسوا کرتا
تو وہ بُت ہی تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ — کبھی فرعون خدائی کا نہ دعوی کرتا
جب تلک گنبد دوار کا ہوتا اک دور — گردشین لاکھ ترا بادیہ پیما کرتا
نور آنکھوں مین نہین نام کو نرگس کی طرح — خاک اِس گلشن ہستی کا تماشا کرتا
خط پشت لب جانبخش نہین جلوہ عجیب — خضر سے کیون نہ ملاقات مسیحا کرتا
اے اجل دن ترے آنے کا جو ہوتا معلوم — کچھ مین سامان تری دعوت کا مہیا کرتا
غم اٹھانے کو بہت تھے ترے بندے یارب — کیا کمی تھی اگر اک مجکو نہ پیدا کرتا

وہ جو اُمید بر آری پہ امیر آجاتے
پہلے مین ترک تمنا کی تمنا کرتا

غبار اُسکے لب بام تک بلند ہوا — ہوا سے تند کا جھونکا تجھے کمند ہوا
جہان کسی کا دُکھا دل مین دردمند ہوا — جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا
کھلا ہی باب اجابت دعا تو کر غافل — در کریم سُنا ہی کبھی کہ بند ہوا
برنگ اشک ندامت گرا جو آنکھ سے مین — خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا
گلا وہ ہی جو تری تیغ کو ہوا مقبول — جگر وہ ہی جو ترے تیر کو پسند ہوا
کیا وفور معاصی نے حوصلے کو یہ پست — کبھی نہ شرم سے دست دعا بلند ہوا
پڑا دل مرا ہی کہ جسمین خیال یار ہی نقش — کبھی سُنا ہی کہ عکس آئینے مین بند ہوا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو
کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا

تمھاری آنکھ کی دوری نے دِل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ اُسے کمند ہوا

چھڑک کے آئے وہ زلفِ سیاہ پر افشان
شبِ وصال ستارہ مرا بلند ہوا

نہ پوچھ الفتِ خالِ سیاہ کا باعث
پسند اپنی ہی مجکو یہی پسند ہوا

کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشق زار
جو گرم ناز ہوا مین نیاز مند ہوا

مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھاکر
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا

برنگِ شمع جلا پایہ سوز الفت نے
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا

کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا
بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا

لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشمِ حیران کا
ہزار بند لفافہ کیا نہ بند ہوا

امیر پاے طلب جب سے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالیں گے تہِ شمشیر ارمان حوصلہ دل کا
دہانِ زخم سے ہم چوم لین گے ہاتھ قاتل کا

تڑپنے مین دکھا جاتی ہی کچھ انداز بسمل کا
مگر کھایا ہی چرکا برق نے بھی تیغ قاتل کا

عجب کیا ہی اگر گردون تہیدستون سے کھنچتا ہی
محلہ چھوڑ دے مُمسک جو ہمسایہ ہو سائل کا

سفر مین یاد اُسکے مصحفِ عارض کی ایسی ہی
کہ ہر منزل پہ دھوکا ہی مجھے قرآن کی منزل کا

بھرا کشتون سے کیونکر دامنِ مقتل مین حیران ہون
نہین نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھ قاتل کا

یقین ہی دیکھتا عالم یہین سے شکل حورونکی
درِ جنت مین آئینہ اگر ہوتا مرے دل کا

کیا تو آب و دانہ ترک راہِ عشق مین لیکن
بہت دشوار روزہ رکھ کے طی کرنا ہی منزل کا

فساد اُس ترک کو عشاق مین مدِ نظر ٹھہرا
نئی سوجھی گلا بسمل سے کٹواتا ہی بسمل کا

بھلا کر یار تنگ کی اُلفت کیا برباد آنکھون نے
ٹھگون نے مجکو مارا راستہ بھٹکا کے منزل کا

نہو جبتک کہ حکم اُسکا کرے وہ قتل کیا ممکن
کہ عزرائیل اک جلاد ہی سرکار قاتل کا

حسینون کا گھٹایا رتبہ ایسا حُسن نے تیرے
گُمان مجنون کو ہو اب خیمۂ لیلیٰ پہ محمل کا

اثر ہو ناتوانی کا یہانتک بعد مرنے کے
کہ رُستم بنتے بنتے زال بنجائے مری گِل کا

لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کھلا دل کا

مدوای سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہو
کوئی دم اور چھاتی سے لگالون پاؤن قاتل کا

رہِ اُلفت مین بے آبی ذقن کی دلکو آفت ہو
مسافر کی قضا ہو چاہ اگر ہو خشک منزل کا

آمیر ایسا کیا بیتاب شوقِ قتل نے میرے
کہ ہو اُس ترک کے خنجر پہ عالم مرغ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون جو سر تھامے بسمل کا
نگاہِ یاس بس کر دل بھر آتا ہو قاتل کا

نشان اے نامہ بر کیا پوچھتا ہو قصرِ قاتل کا
لگا ہو آئینہ ہر ایک در مین چشم بسمل کا

فرشتون پہ عیان ہو سحر اُس زہرہ شمائل کا
خطِ چاہِ ذقن ہو یا دھوان ہو چاہِ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہو برہم میرے قاتل کا
چُھری دیکر پکڑ رکھتا ہو بازو مرغ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہونا
اُڑایا ڈھنگ چاکِ آستین نے دستِ قاتل کا

نکیرین اِک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بٹھلا کر بلایا ہو جو غیرون کو
جُدا وحدت سے رہنا چاہیے افراد باطل کا

زبان پر تذکرہ اُس تیغ ابرو کا جو ہو ہر دم
صدا میری کہ نالہ ہو گلوے مرغ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہو سختی راہِ محبت نے
کہ چلنا دو قدم کرنا ہو طی دو لاکھ منزل کا

وہ گریان ہون رہے بے آب خود لبریز پانی سے
بنائین کاسۂ گرداب اگر کوئی مری گِل کا

جوانی مین نکر غفلت سفر کرنا ہو پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہو ساماں دن کی منزل کا

الٰہی بعد مُردن بھی رہے مشقِ ستم مجھ پر
لگائین تیر جب تو وہ بنائین وہ مری گِل کا

کسی نے نقطۂ بے نقط کب عالم مین دیکھا ہو
نہو تا کس طرح نقطہ رُخِ محبوب پر تل کا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تو اُٹھا لُطف یارون کو
تمہاری سرمہ چھری نے جلایا رنگ محفل کا

ترقی حد سے بڑھ جائے تو ہوتا ہی زوال آخر
سوا ہی ایک شب سے کب زمانہ ماہ کامل کا

وہ ہی خونریز عالم تو جو رکھدے ناز سے انگلی
تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا

کڑی ہی آتنی نکرر سوا کریگی کیا قیامت مین
کہین ای سخت جانی ہاتھ جھوٹا ہو نہ قاتل کا

الہی اشک بھر آتے تھے انکی سرد آہون پہ
تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اُنسے مرے دل کا

نئی معراج پائی ہی غبار گور مجنون نے
بگولا جو اُٹھا قبہ بنا لیلیٰ کے محمل کا

امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہی کھینچے شوق منزل کا

اُسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا
زد پہ تیر نگہ ناز کے آ رہنا تھا

سرخروئی تھی جو منظور تو مانند حنا
دل کو اُس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا

ہوگیا بند در میکدہ کیا قہر ہوا
باب توبہ کی طرح اُسکو کھلا رہنا تھا

شوق پابوس حسینان جو تجھے تھا اے دل
نقش پا بنکے سر راہ پڑا رہنا تھا

چشم نرگس نہ ملی دیدۂ آہو نہ ملا
اے حیا تجھکو انھین آنکھون مین کیا رہنا تھا

بھولنا تھا نہ بہار چمن ہستی پر
رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا

آئے بتخانہ سے کعبے کو تو کیا بھر پایا
جا پڑے تھے تو وہین ہمکو پڑا رہنا تھا

ملکے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا
اپنے عالم مین ہمین سب سے جدا رہنا تھا

تھی اگر برق تجلی کو نمایشس منظور
بنکے شوخی تری چتون مین بنا رہنا تھا

کیون گیا کوچۂ گیسو مین جو آفت مین پھنسا
میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

تیغ اُسکی جو رہے مجسے کشیدہ تو رہے
دامن یار کو مجھ سے نہ کھنچا رہنا تھا

شاید اُس ترک کے توسن ہی کو رحم آجاتا
نیم جانون کو سر راہ پڑا رہنا تھا

لن ترانی ارنی گو کو بھی کہنا تھا ضرور
عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا

تھا اگر فتنۂ محشر کو دو بالا ہونا
قامت یار کے سایے مین پڑا رہنا تھا

شل ہوے شل عصا محتسب شہر کے پانون
دست ساقی مین صراحی کا گلا رہنا تھا

ساز تھا مجھ سے جو آہ دل سوزان کو امیر
ابر غم بنکے مری گور پہ چھا رہنا تھا

کچھ نہ پوچھو دلربا مجھ سے جُدا کیونکر ہوا
دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا

آشکارا راز حُسن کبریا کیونکر ہوا
رہکے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا

اے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے نا اُمید
تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا

وجہ حیرت اہل دُنیا مین ہی اپنا حال دل
ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہوا

ہوش مین آ بدحواس اتنا نہو روتا ہی کیون
نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا

اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہی پھر محتاج بھی
تجھسے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا

ناز اُٹھلائے مین نے پالا مین نے حضرت کون ہین
دل اگر میرا نہین ہی آپ کا کیونکر ہوا

پوچھ لے قاتل زبان تیغ سے سب سرگذشت
کُشتے کس مُنھ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا

جیتے جی برسون مین تڑپا تب لی تمنے خبر
مر گئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا

مین نہ مانونگا کہ دی اغیار نے ترغیب قتل
دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا

خط لکھا تھا مین نے میرے ہاتھ کرنے تھے قلم
نامہ بر میرا سزاوار سزا کیونکر ہوا

لوٹنا دیکھا نہین جاتا بنے ہو نرم دل
ذبح کرتے وقت اِتنا جی کڑا کیونکر ہوا

دل اگر ہی صاف کچھ مشکل نہین دیدار یار
دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا

مین نہ مانونگا یہ آئینے کا ہی سارا قصور
خود بخود وہ خودپسند و خودنما کیونکر ہوا

اُسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا
خلق یہ کیون پوچھتی ہی ماجرا کیونکر ہوا

چاٹتی ہی کیون زبان تیغ قاتل بار بار
بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر ہوا

داور محشر کو بھائی میری اُسکی چھیڑ چھاڑ
چھیڑ کر پوچھا مکرر کیا ہوا کیونکر ہوا

اُلفت گیسو بلا تھی مر گیا پھنسکر امیر
ہی بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلہ کیونکر ہوا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل مین تیرے تیر کا
رہ گیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا
چلدیا صیاد چھپا چھوڑ کر نخچیر کا

زخم دل ہمکو نیا دیتے ہین تیرے تیر کا
دام ہی نقش قدم بھاگے ہوے نخچیر کا

مجھ سے وحشی کا کھنچے مانی سے نقشہ دخل کیا
رنگ صفحے پر نہین جمتا مری تصویر کا

ہون وہ مجنون جھاڑتا ہون اُٹھکے مین ہر ایک صبح
رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب تھکا گردون مرے دل نے اُٹھایا بار عشق
بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا

ہون وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ
صورت بسمل پھڑک جاتا ہی دم شمشیر کا

رات دن پہلو مین ہی کوئی نہ کوئی سیم تن
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہی کوئی اکسیر کا

دشت وحشت مین چبھے ہین خار ایسے ہر قدم
پاؤن شانہ بنگیا ہی گیسوے زنجیر کا

جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈھے نہ ہو کیونکر خراب
حال ہوتا ہی پریشان خاک دامنگیر کا

اہل دولت سے سوا ہی صاحب جرأت کی قدر
سیم و زر سے تیز ہی نرخ آہن و شمشیر کا

حشر مین پائیگا خوش چشمون کی ایذا سے سزا
پوست کھنچا جائیگا صیاد آہو گیر کا

پھونکتی ہی مجکو اُس گیسوی افشان کی چمک
دل ہی پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہ ہی ناوک فگن تیرا بہک جائے جو ہاتھ
آپ اُڑکر تھام لے نخچیر پلہ تیر کا

حلقۂ گیسو مین پائی نقد دل دیکر جگہ
دیدیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اُسکو ہی امیر
سلسلہ پہونچا کہان جاکر مری زنجیر کا

ظالمون کو بھی ہوا ماتم ترے نخچیر کا
روتی ہی منھ پر کمان رکھ رکھ کے پلہ تیر کا

عارض تابان ہی شعلہ نالۂ شبگیر کا
گیسوے پیچان دھوان ہی خانۂ زنجیر کا

آئینہ سکتے مین آ جاتا ہی مجکو دیکھ کر
منھ تکا کرتی ہی حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ ہی دل ہی ابرو سے دو نیم
وار مجھپر تیر سے بڑھ کر پڑا شمشیر کا

طوق مجنون کی گرانی کیا نگاہون پر چڑھے
ایک حلقہ ہو مری اُتری ہوئی زنجیر کا

توڑ کر سینے کو کاٹا ہو تری مژگان نے دل
توڑ اسمین تیر کا ہو کاٹ ہو شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعتِ دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہو اِس تعمیر کا

کچھ دمِ آخر نہ اُٹھا سخت جانی کا مزہ
پاس مجکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئے گا وان عاشقِ دلگیر کا

رنگ لایا جوشِ وحشت عشق چشمِ یار مین
نرگسِ شہلا ہو ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہو کیا کیا ہائے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اُگل پڑنا تری شمشیر کا

اِسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اُلٹا ہو گیا قط خامۂ تقدیر کا

گرم بازارِ تجلی تیری باتون سے ہوا
تو ہو شمعِ طور کی شعلہ تری تقریر کا

مر گیا دیوانہ کاکل تو حسرت نے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہو گھر زنجیر کا

تھا کسی کی ابروے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین اٹکا آکے دم شمشیر کا

گرد باد آسا ازل سے ہون مین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے بسمل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثلِ سلاسل لپٹ گیا

اُس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جا کے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچو نکی شکل ہو گئے فصلِ خزان مین پھول
مکتوبِ اشتیاق عنادل لپٹ گیا

وحشی ترا گیا لبِ دریا جو پانون سے
زنجیر بنکے دامنِ ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برقِ آہ
رہزن سے ڈر کے رہروِ منزل لپٹ گیا

لیلیٰ تو محملِ دلِ مجنون مین تھی مکین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پروائے ننگ و عار نکر عشق مین امیر
پروانہ شمع سے سرِ محفل لپٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہین کھلتا کہنا
بات کہنا بھی تمھارا ہی معمّا کہنا

روکے اُس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا
ہنس پڑے اسپہ تو پھر حرفِ تمنّا کہنا

مثل مکتوب نہ کہنے مین ہی کیا کیا کہنا
نہ مری طرزِ خموشی نہ کسی کا کہنا

اور تھوڑی سی شبِ وصل بڑھا دے یارب
صبح نزدیک ہین اُسنے ہی کیا کیا کہنا

پھاڑ کھاتا ہی جو غیرون کو جھپٹ کر سگِ یار
مین یہ کہتا ہون مرے شیر ترا کیا کہنا

ہر بنِ مو مژہ ہین ہین یہان سو طوفان
عین غفلت ہی مری آنکھ کو دریا کہنا

وصفِ رُخ مین جو سُنے شعر وہ ہنسکر بولے
شعر ہین نور کے ہی نور کا تیرا کہنا

لا سکوگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
ارنی مُنھ سے نہ ای حضرتِ موسیٰؑ کہنا

کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہین گے منھ سے
اَب اگر سچ بھی کہین تم ہمین جھوٹا کہنا

خاک مین ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو
سچّے موتی کو مناسب نہین جھوٹا کہنا

کیسے نادان ہین جو اچھّے کو بُرا کہتے ہین
ہو بُرا بھی تو اُسے چاہیے اچھّا کہنا

دمِ آخر تو بتو یادِ خدا کرنے دو
زندگی بھر تو کیا مین نے تمھارا کہنا

پڑھتے ہین دیکھ کے اُس بت کو فرشتہ بھی درود
مرحبا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کیا کہنا

ای بتو تم جو ادا آکے کرو مسجد مین
لبِ محراب کہے نامِ خدا کیا کہنا

اِن حسینون کی جو تعریف کرو چڑھتے ہین
سچ تو یہ ہی کہ بُرا ہی اِنھین اچھا کہنا

شوق کعبے لیے جاتا ہی ہوس جانبِ دیر
میرے اللہ بجا لاؤن مین کس کا کہنا

ساری محفل کو اشارہ نہین لٹا دو ای جان
سیکھ لو چشمِ سخنگو سے لطیفا کہنا

گھٹتے گھٹتے مین رہا عشق کمر مین آدھا
جامۂ تن کو مرے چاہیے نیما کہنا

مین تو آنکھون سے بجا لاتا ہون ارشادِ حضور
آپ سُنتے نہین کانون سے بھی میرا کہنا

چُستیِ طبع سے اُستاد کا ہی قول اَمیر
ہو زمین سست مگر چاہیے اچھّا کہنا

قدوم قاصدِ جانان سے فخرِ خانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگ آستانہ ہوا

حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا
عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا

بہانہ جو ہی خدائے غفور کی رحمت
بہے جو نزع مین آنسو اُسے بہانہ ہوا

ریاضِ دہر مین پوچھو نہ میری بربادی
برنگ بو اِدھر آیا اُدھر روانہ ہوا

کمانِ محسن نہ تھی آشنائے تیرادا
کہ ناوکِ غمِ اُلفت کا مین نشانہ ہوا

خدا کی راہ مین دُنیا ہی گھر کا بھر لینا
اِدھر دیا کہ اُدھر داخلِ خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان پسِ فنا صد شکر
غبار اُڑ کے سرِ قبر شامیانہ ہوا

پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو دردِ شانہ ہوا

نشانِ غیر کہان صیدگاہ وحدت مین
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوے گل آئی
سمندِ ہوش رُکا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اُسے قرار نہین
مزاج یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا

ہجوم رنج ہی دینار داغ مٹتے ہین
جگر کا چاک نہ ٹھہرا درِ خزانہ ہوا

یہ بدحواس کیا شوق جبہہ سائی نے
کہ سنگ راہ مجھے سنگ آستانہ ہوا

زمین اُٹھائی یہ نالون نے سر پہ وقت سجود
بلند بام سے وہ سنگِ آستانہ ہوا

بتا امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
یہان سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لاکھ اِدھر سے اُدھر زمانہ ہوا
وہ بت وفا پہ نہ آیا مین بیوفا نہ ہوا

سرِ نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا

ہوا فروغ جو مجھکو غمِ زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر مین چراغ خانہ ہوا

اُمید جا کے نہین اُس گلی سے آنے کی
برنگ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق و سیل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
جواب قصر سلیمانؑ غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ کو دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا

کوئی گیا درِ جانان پہ ہم ہوئے پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہوگئی بجھی جو ہوس
شرار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا جو آنکھ سے آنسو دُرِ یگانہ ہوا

حسد سے زہر تنِ آسمان مین پھیل گیا
جو اپنی کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہوا

بچے مہینون ہی تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا

خیال زلف مین چھائی یہ تیرگی شب ہجر
کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

یہ جوش گریہ ہوا میرے صید ہونے پر
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اُسکے میرے کب سے ہین
یہ حسن و عشق تو اب ہی اُسے زمانہ ہوا

اُٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہرِ یگانہ ہوا

کس تزک سے دھیان آیا اُس رخِ پرنور کا
آگے آگے سیکڑون اِکا تھا شمع طور کا

مِلگیا بوسہ جو اُسکے عارضِ پرنور کا
ہم یہ سمجھے پھول ہاتھ آیا نہالِ طور کا

رنگ داغون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کلیجا ہوگا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لانا ہی واعظ کو ضرور
لیچلون شربت بنا کر نذر کو انگور کا

آؤن کیا فردوس کو رضوان مین نازک طبع ہون
ناز اُٹھین گے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا

ہر قدم پر وادیِ وحشت مین کہتا ہی یہ دل
المدد ای شوق منزل ہی ارادہ دور کا

کسقدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق مین
کچھ نہ دے شیرین بڑھاوے دل تو اِس مزدور کا

ای حسین کیا منھ ہی پریونکا جو تیرے منھ چڑھین
دیکھکر تجکو اُتر جاتا ہی چہرہ حور کا

بارگاہِ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہی جزا
ہی بڑی سرکار حق رہتا نہین مزدور کا

ہون وہ میکش باغبان فوراً مجھے پرچہ لگا / ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا
بار دُنیا جسکے سر پر ہی اُسے راحت کہان / چور رہتا ہی مشقت سے بدن مزدور کا
چاہیے دینی ہوائین اُسکو آہ سرد کی / جوش خونِ گرم سے آیا ہی مُنھ ناسور کا
کب کی آچکتی قیامت یہ مرا احسان ہی / بند ہی دم میرے نالون کی بدولت صور کا
وادی ایمن مین تھی برقِ تجلی بےحجاب / حیرتِ موسیٰ تھی پردہ جلوہ گاہِ طور کا
روز خلقت سے وہین ہی باہر آسکتی نہین / کہتے ہین جنت جسے ہی قید خانہ حور کا
خیر جاری کا جو ہی ای حضرتِ واعظ خیال / وقف کردو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا بنواتا امیر
ہاتھ آجاتا اگر دامن شب دیجور کا

کیا تڑپ رکھتا ہی شعلہ عارضِ پُرنور کا / لوٹتا آنکھون مین پھر جاتا ہی برقِ طور کا
داغ سینہ جل اُٹھے مُنھ پھک گیا ناسور کا / دھیان بھی آیا جو دل مین مرہم کافور کا
ہی غضب کا شوخ وہ بُت ہو جو صحبت دو گھڑی / چٹکیان لے لے کے زانو لال کردے حور کا
بیٹھتا ہون وصف لکھنے اُسکے حُسنِ صاف کے / شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا
دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روزِ حشر بھی / رو دیا مین دل بھر آیا سُنکے نالہ صور کا
میکش مفلس ہون پہلے مجکو دے ساقی شراب / دل بہت ہوتا ہی تھوڑا مرد بیمقدور کا
پی پئین گے آج ہم ساقی تکلف ہی ضرور / جام ہیرے کا ہو خم ترشا ہوا بلور کا
عمر گذری ہی کہ دم بھر کو کہین جاتے نہین / گھر مرا کیا قید خانہ ہی شب دیجور کا
عاشقِ مژگان ہون مجکو نوش سے بڑھکر ہی نیش / لطف اُٹھاتا ہون مین چھتا چھیڑکر زنبور کا
تم مزے سے حسن کے واقف نہین چھوڑا زاہدو / نام ہی سُنتے ہو مُنھ دیکھا ہی کس دن حور کا
جب بلندی پر پڑے دیکھے کہین مہوے کے پھول / ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کشِ مغفور کا
ای خضر رندون کو کچھ مشکل نہین عمر دراز / آبِ حیوان گر نہین شیرہ تو ہی انگور کا

جلوۂ حُسنِ الٰہی اور پتھر اے کلیم
آپ کی گرمی نے چمکایا ستارہ طور کا

گور بھی بے گورکن تعمیر ہو سکتی نہین
کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا

آدمی کا مُنھ ہی جو دعویٰ خدائی کا کرے
بولتے ہین آپ حضرت نام ہی منصور کا

ہم وہ میکش ہین کہا پیرِ مغان نے بعدِ مرگ
ہو مزار انگور کے سایے مین اِس مغفور کا

تو نہو اے یار تو جنت جہنم ہی مجھے
تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا مُنھ حور کا

عبرتِ اہلِ دول منظور ہی مجکو امیر
بھیک بھی مانگون تو کاسہ ہون سرِ فغفور کا

جیسے باندھا ہی تصور اُس رُخِ پر نور کا
سارے گھر مین نور پھیلا ہی چراغ طور کا

بخت واژون سے جلے کیون دل نہ مجھ مہجور کا
مرہم کافور سے مُنھ آگیا ناسور کا

اِسقدر مُشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا
بت بھی بنوایا کبھی مین نے تو سنگِ طور کا

تجکو لائے گھر مین جنت کو جلایا رشک سے
ہم بغل تجھ سے ہوے پہلو دبایا حور کا

گور کافر کس لیے ہی تیرہ و تار اِس قدر
پڑ گیا سایہ مگر میری شبِ دیجور کا

حُسنِ یوسف اور تیرے حُسن مین اتنا ہی فرق
چوٹ یہ نزدیک کی ہی وار تھا وہ دور کا

قصرِ تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
گھر کسی کا گر پڑا گھر بنگیا مزدور کا

چہرۂ جانان سے شرما کر چھپا یا خلد مین
خامۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا

حاجتِ مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے
دیکھ لو گل کاٹتا ہی کون شمع طور کا

زلف در رویار سے نیرنگِ قدرت ہی عیان
مہر کے پنجے مین ہی دامن شبِ دیجور کا

خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ
خاک ہو کر سُرمہ بنجاتا ہی پتھر طور کا

غافلون کے کان کب کھلتے ہین سُنکر شورِ حشر
سونے والون کو جگا سکتا نہین غل دور کا

پوچھ لینا سب وطن کا حال اے اہلِ عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہون اُٹھا دور کا

عجز کرتے ہین عدو کے جان سے بھی خاصانِ حق
جھک گیا سر آکے پاے دارِ منصور کا

موت کیا آئی تپِ فرقت سے صحت ہو گئی
دم نکلتے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا

موذیون کو حادثون سے دہر کے کیا خوف ہی
بارشِ باران سے گھر گرتا نہین زنبور کا

چشم ساغر بے سبب ہر دم لہو روتی نہین
مغبچون سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جاتے ہین میخانۂ عالم سے ہم سوے عدم
کہدو ازخود رفتگی سے ہی ارادہ دور کا

کی نظر جسپر کدورت سے رہا خاموش وہ
ہی اثر گردِ نگاہِ یار مین سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمکِ شب تاب ہین عالم ہی شمعِ طور کا

مر کے یارانِ عدم کے پاس پہونچونگا امیر
چلتے چلتے جان جائیگی سفر ہی دور کا

یارب شبِ وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آوازِ صور سُنکے کہا دل نے قبر مین
کسکی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہین آسمان جو تمھارے مکان کو ہم
کہتا ہی آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقتِ سحر بجا

تعمیر مقبرے کی ہی لازم بجاے قصر
زردارون سے کہو کہ کرین صرفِ زر بجا

ہین ہم تو شادمان کہ ہی خط مین پیام وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

تجکو نہین جو اُنس محبت کہان سے مجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بیخبر بجا

نفرت ہی یہ خوشی سے کہ اشک اپنے گر پڑے
ہمراہ تعزیہ کے بھی باجا اگر بجا

جاے قیامِ منزلِ ہستی نہ تھی امیر
اترے تھے ہم سرا مین کہ کوسِ سفر بجا

ہوا یہ جوشِ شبِ ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا مرے گھر کا

لکھون مین حال جو اپنے خطِ مقدر کا
ورق سیاہ کرون آفتابِ محشر کا

یہ کسکی یاد مین رویا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریان ہی حوضِ کوثر کا

حصار امن ہی ہمسے سیاہ کارون کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوے معنبر کا

عیان ہی رجعتِ خورشید اور شق قمر
یہ معجزہ ہی علیؑ کا تو وہ پیمبرؐ کا

جو صاف دل ہین اُنھین جورِ چرخ سے ہو امان
پسا نہ دانہ کبھی آسیا مین گوہر کا

صفاے دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے مین ہو فرش سنگ مرمر کا

ہوا یہ کس قدِ موزون کا باغ مین جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہی مصرعِ صنوبر کا

عبث ہی ناز تمول پر ان امیرون کو
اُٹھا کے لائے ہین کوڑا فقیر کے گھر کا

شتاب کوچۂ جانان کو ہو روان قاصد
زیادہ دیر نہ کر واسطہ پیمبرؐ کا

زبان پہ نالہ ہی جبتک ہین اشک بھی جاری
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پانون لشکر کا

جو کام آئے پس مرگ بھی کسی کا ہنر
چراغ آئنہ ہو مرقدِ سکندر کا

حصول کیا جو ہوا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشان ہی کیمیاگر کا

بدل کے شکل ڈراتا ہی کیا مجھے دشمن
مقامِ خوف نہین شیر ہو جو پتھر کا

جمال جنکے سراپا تھے نور کی صورت
نہ پانون کی خبر اُنکو نہ ہوش ہی سر کا

عزیز کرکے فلک کر رہا ہی مجکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہی قطرہ گوہر کا

کہان یہ سختیِ عالم کہان دل نازک
غضب ہی شیشہ اُٹھائے جو بوجھ پتھر کا

نہ آسمان سے غرض ہی نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہی نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوال تن ہوا
سائے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
جس گل پہ ہنسے رنگ جمایا چمن ہوا

اخگر کی طرح بلست بتدریج تن ہوا
تن پیرہن تو پیرہن اپنا کفن ہوا

یہ موشگافیون سے ہوا شاعرون کی تنگ
علمِ خدا مین جا کے نہان وہ دہن ہوا

آوارہ مین ہوا جو جگہ دل مین تمنے کی
تم آئے اپنے گھر مین غریب الوطن ہوا

دُنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا
چھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب وطن ہوا

احوال گور و حشر و ہین مجھپہ کھُل گیا
خلوت سے جب روان طرفِ انجمن ہوا

دکھلا دے ای بُت آج تو بہر خدا وہ شان
شیخِ حرم پُکار سے کہ مین برہمن ہوا

رخصت کے وقت روے پہ اُس مُنھ پہ رکھ کے مُنھ
دریا چھلک چھلک کے وہ چاہِ ذقن ہوا

غیرون کو ساتھ لیکے جو آئے وہ گور پر
اک حسرتون کی پوٹ ہمارا کفن ہوا

صد شکر قوت اتنی تو مجکو فلک نے دی
ہاتھون سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا

خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکل آئنہ
مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا

کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا مین غریب
پھر دیکھنا نصیب نہ مجکو وطن ہوا

پہلی نگاہ یاس مین تو کاپنے لگا
ای ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا

صیاد ہم کہان وہ تماشاے گل کہان
روئی لہو نگاہ جو ذکرِ چمن ہوا

افشاے راز تا نہ ہو زاہد پر کہین
رندون مین دخت رز کا لقب جانِ من ہوا

نعم البدل دیا مجھے اللہ نے امیر
دل ہوگیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

وہ مست ہون نصیب مجھے تب کفن ہوا
جب رہن مے فروش کے گھر پیرہن ہوا

چھیڑا جو مین نے یار کو گرمِ سخن ہوا
پیدا مری زبان سے اُسکا دہن ہوا

کافر بدل کے بھیس سوا راہزن ہوا
پتھر بنا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

شکلِ وطن نہ صورتِ اہلِ وطن ہے یاد
مدت ہوئی کہ وادیِ غربت وطن ہوا

مجھ مست کی ہی ہاتھ ترے یارب آبرو
تجکو کریم جان کے توبہ شکن ہوا

لازم تھا واسطے ہی سے ذوقِ سخن ملے
اس سے مین ہم سخن سے ترے ہم سخن ہوا

سو عکس آئنے مین پڑے اور مٹ گئے
اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مستی نے جام جنکے اُڑائے جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

اب سیر باغ وصل کہان اور ہم کہان — گولر کا پھول یار کا سیب ذقن ہوا
رکھنا تھا پاک پرسش روز حساب سے — اِسواسطے عطا نہ بتون کو دہن ہوا
چھائی ہی پھاڑ پھاڑ کے اشمین شراب ناب — کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا
طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کر دیا — نظارۂ جمال سے بُت برہمن ہوا
تار نگاہ و تار نفس سب ہوئے تمام — تب چار گز کسی کو میسر کفن ہوا
روئین لپیٹ کے خوب مرے دلکی حسرتین — غربت مین میہمان جو خیال وطن ہوا
واعظ کا تھا لحاظ تو فصل خزان تلک — لو آگئی بہار مین توبہ شکن ہوا
اہل عدم سب آئے تماشے کو آپ کے — ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہد معنی تھا مین امیر
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

سو رنگ سے مین ست بہار چمن ہوا — جو گل نیا تھا جام شراب کہن ہوا
باہم جو ذکر زلف شکن در شکن ہوا — برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا
آئی بہار پھر سے مجھے شوق چمن ہوا — برگ شگوفہ پنبۂ داغ کہن ہوا
کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ — کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا
کیا دون جواب شکوۂ دل کا تمہین کہو — تمسے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا
رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل — افسوس ہی کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا
اب کا سفر وہ ہی کہ نہ دیکھونگا پھر وطن — یون تو ہین لاکھ بار غریب الوطن ہوا
نفرت ہوئی فراق مین ایسی شراب سے — زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا
یعقوب وار کھل گئین آنکھین مزار مین — یوسف ؑ کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا
اللہ رے پاس خاطر غربت تڑپ گیا — منھ وقت واپسین بھی جو سوے وطن ہوا
جوہر سپہر سے ہمہ تن ہی یہ داغ دل — بیدرد جانتے ہین شگفتہ چمن ہوا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی / حاصل یہان سے گور وہان سے کفن ہوا
احباب اپنے اپنے گھرون مین ہین محو عیش / کسکو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا
صیاد قید مین مجھے کیا خواہش چمن / جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا
لیلیٰ کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز / سینے مین لوٹ کر دل مجنون ہرن ہوا
لکنت نہین فراق ترا ناگوار ہی / لب پر رکا جدا جو زبان سے سخن ہوا
مسّی ملی جو اُسنے ہوا بدگمان مین / بوسے لیے یہ کسنے کہ نیلا بدن ہوا

راتون کو کی امیرؔ یہ ذکرِ خفی کی مشق / دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مرکر علو قدر سے عریان بدن ہوا / حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا
دل عشق مین یہ جاذبِ رنج و محن ہوا / مانند داغ درد بھی جزو بدن ہوا
کسکا رُخ صبیح یہ پرتو فگن ہوا / آئینہ وار مالک نہرِ لبن ہوا
دشتِ شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا / جن کیا فرشتہ بھیس بدلکر ہرن ہوا
چارہ غم فراق کا کیا ہی سوائے صبر / ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا
ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر / ہر داغ تازہ مرہم داغِ کہن ہوا
اللہ ری صفائے طبیعت کہ بعد مرگ / گردِ نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا
آخر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم / پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا
یادِ تجلّیِ رُخِ روشن جو دل مین تھی / فانوس شمع طور ہمارا کفن ہوا
ایسا ہوا ہی اب تو زمانے کا خون سفید / آیا جو لعل ہاتھ مین دُرِّ عدن ہوا
افشائے راز وجہ جنون ہی برنگِ گل / پو پھوٹتے سے چاک مرا پیرہن ہوا
پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس / میلا ابھی تلک نہین میرا کفن ہوا
نالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگ نے / مُنھ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا

قسمت کے پیچ دیکھے ان آنکھون نے اسقدر
تارِ نگاہِ زلف شکن در شکن ہوا

پلکین جو گریۂ غم فرقت سے گر گئین
مشہور طفل اشک مرا صف شکن ہوا

گالی تو دی سوال پر اُسنے ہزار شکر
دستِ سوال جادۂ راہِ سخن ہوا

باغ جہان مین طائرِ مضمون تھے ای امیر
جس دام مین پھنسے وہی اپنا وطن ہوا

بے یار ابر مین ہین دل افگار ہو گیا
بجلی کا کوندھنا مجھے تلوار ہو گیا

قیدی جو تھا وہ دل سے خریدار ہو گیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہو گیا

اُلٹا وہ میری روح سے بیزار ہو گیا
مین نام حور لیکے گنہگار ہو گیا

وردِ زبان جو وصف رُخ یار ہو گیا
گل بلبلون کا غنچۂ منقار ہو گیا

خواہش جو روشنی کی ہوئی مجکو ہجر مین
جگنو چمک کے شمع شبِ تار ہو گیا

کیا وادی جنون مین ملا مجکو بخت پست
جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہو گیا

کفر آشنا کہان ہی کوئی مجھ سا دوسرا
سبحہ کا تار ہاتھ مین زنّار ہو گیا

بادام چشم و سیب زنخدان کے وصف سے
خامہ ہمارا شاخ ثمردار ہو گیا

گلیون مین اب تو پھرنے لگا ہی وہ ماہرو
ثابت جو تھا وہ کوکبِ سیّار ہو گیا

گلگشت باغ کی جو جنون مین ہوس ہوا
چاکِ جگر سے داور گلزار ہو گیا

احسان کسی کا اس تن لاغر سے کیا اُٹھے
سو من کا بوجھ سایۂ دیوار ہو گیا

دریاے نیستی مین نہ ڈوبا مین بعد مرگ
کشتی مرا سفینۂ اشعار ہو گیا

بے حیلہ اُس مسیح تلک تھا گذر محال
قاصد سمجھ کے راہ مین بیمار ہو گیا

اُترا نہ یہ گذر گئی فصلِ بہار بھی
طوقِ گران گلے کا مرے ہار ہو گیا

لینے لگے یہ نوک کی خرد و بزرگ اب
عالم تمام وادیِ پُر خار ہو گیا

جس راہرو نے راہ مین دیکھا ترا جمال
آئینہ وار پشت بدیوار ہو گیا

کیونکر مین ترک اُلفتِ مژگان کرون امیر
منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا

آنسو زمین پہ آتے ہی تغییر ہو گیا
یہ طفل بے جوان ہوے پیر ہو گیا

پہلے تو ایک صفحۂ سادہ تھا آئنہ
دیکھا جو اُس نگار نے تصویر ہو گیا

برباد قصرِ تن جو ہوا بنگئی لحد
وہ گھر جو گر پڑا تو یہ تعمیر ہو گیا

ہم وحشیون کی پاؤن سے اُڑ کر جمی یہ خاک
تعمیر بام خانۂ زنجیر ہو گیا

افشان کے سحر مین جو چمک یاد آ گئی
جگنو شرارِ نالۂ شبگیر ہو گیا

دل پھنس گیا جو اُسکے خطِ سبز تک گیا
یہ سبزہ اس غزال کو زنجیر ہو گیا

گردش رہے ہزار زبان سے نہ اُف کرون
مین لاغری سے خامۂ تصویر ہو گیا

وہ طالبِ فنا ہون بنا جب کوئی محل
سمجھا یہ مین کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا

عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان
ہم پیر کیا ہوے کہ جوان پیر ہو گیا

آئینۂ جمال سے سکتہ ہوا مجھے
تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا

زاہد ہوا بہشت مین محبوس دائمی
لو بے گناہ موردِ تعزیر ہو گیا

اُس حور کی گلی مین ہوا آنسوؤنکا ڈھیر
موتی محل بہشت مین تعمیر ہو گیا

ہمکو پھنسا کے زلف بڑھی غیر کی طرف
عنقا کا دام دام مگس گیر ہو گیا

جب مین جوان تھا تو مری شاعری تھی پیر
اب شاعری جوان ہی تو مین پیر ہو گیا

بختِ سیہ مرا جو ازل مین بنا امیر
صوفِ مدادِ خامۂ تقدیر ہو گیا

دل مرا کشتہ ہی یا رب کس شہادت گاہ کا
ہر شگافِ زخم دروازہ ہی بیت اللہ کا

حال روشن ہی ہمارے صدمۂ جانکاہ کا
شمع کے مانند دل پتلا ہی اشک و آہ کا

پاے استغنا سے تم ٹھوکر لگاؤ گے ہزار
سر نہ سجدے سے اُٹھیگا بندۂ درگاہ کا

رند مشرب کب کے پہونچے یار کے گھر زاہدا
تو پتا ہی پوچھتا ہی ابتلک اُسکی راہ کا

عشق شیرین مین نہین فرہاد بھی خسرو سے کم
ایک عالم ہی محبت مین گدا و شاہ کا

عرصۂ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہی مجھے
وہ بھی اک میدان ہی میری شہادت گاہ کا

کُھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہِ یار ہی
کون چکر کھائے پھر دیر و حرم کی راہ کا

ضبط غم کاوش نے تیرے دل کو تودہ کر دیا
بنگیا پیکان سمٹکر تیر اپنی آہ کا

فکر رہتی ہی یہی دل مین کسی کے گھر کرین
تب جہان مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھر اللہ کا

منظر چشم اک تماشا گاہ ہی تیرا صنم
خلوتِ دل ایک حجرہ ہی تری درگاہ کا

کیا ہی موزون ہی طبیعت عشق قد مین بعد مرگ
سرو بنکر قبر سے نکلا ہی مصرع آہ کا

دیر مین آ حسن کا طالب ہی تو زاہد اگر
بُت ہی وہ جن جو کچھ ہین آگے نام ہی اللہ کا

ہم کہان دُنیا کہان کچھ یون ہی دلمین آگئی
دیکھیے چلیے تماشا اس تماشا گاہ کا

جانے بھی دو جان چھوٹی صدمۂ ہستی سے آج
چاک ہی ہونا ہی اچھا جامۂ کوتاہ کا

دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف برطرف
مال اپنا جان ساقی اپنے دولتخواہ کا

آرزو اپنی نہ مطلب سے کبھی واقف ہوئی
اس دُلھن نے مُنھ نہین دیکھا کبھی نوشاہ کا

اُٹھ گئی دل سے دوئی وحدت کے عالم مین امیر
دیر مین جلوہ نظر آتا ہی بیت اللہ کا

حُسن اس شوکت پہ مجرائی ہی اُس درگاہ کا
رُتبہ دیکھو عشق کی سرکار عالیجاہ کا

بے طرح اُٹھتا ہی شعلہ میری دودِ آہ کا
خوف ہی گردون کو جلجائے نہ خرمن ماہ کا

شیخ کعبے سے گیا اس تک برہمن دیر سے
ایک تھی دونون کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا

ہر مہینے ضعف لیجاتا ہی کچھ کچھ زور تن
نوکری کب کی کہ دعوی ہی اسے تنخواہ کا

ہی مرے کلک مین اپنی یہ جان بخشی کا فیض
پست آوازہ ہی جس سے قم باذن اللہ کا

جا پہونچنا عرش تک ای ضعف کچھ مشکل نہین
ہاتھ آجائے ذرا مجھکو سہارا آہ کا

ہر گلی اپنی نظر مین کوچۂ محبوب ہی
جیسے ہی آنکھون مین سُرمہ اُسکی گردِ راہ کا

اپنے در سے دور لیجا کر عبث کرتا ہی قتل
سر وہین پہونچیگا قاتل بندۂ درگاہ کا

کچھ نہ سمجھے ہو نہ بوجھے ہو کہ وہ کیا چیز ہی
نام تمنے سن لیا ہی زاہد واللہ کا

ای معلم تیز ہی اس طفل کی تیغ نگاہ
دیکھ ہو جائے نہ بسمل مرغ بسم اللہ کا

مین اگر کانٹے دکھاتا ہون بانکے پاس مین
دیکھتے ہی خشک ہو جاتا ہی پانی چاہ کا

آج سے کھینچون تو آتے آتے مدت چاہیے
ضعف مین مشکل ہی دل سے لب تک آنا آہ کا

کیجیے عمر دو روزہ عشق ابرو مین بسر
قطع کرنا چاہیے شمشیر سے اس راہ کا

میرے دل کے آئینے مین منھ جو دیکھے برہمن
نقشہ ماتھے کا نظر آ جائے الف اللہ کا

مر گیا ہون الفتِ قامت مین آہین کھینچکر
شامیانہ ہو مرے مرقد پہ مدِ آہ کا

روسے قاتل زرد ہو جائے نہ کیونکر خوف سے
سُرخ آندھی ہی غبار اپنی شہادت گاہ کا

ذکرِ حق مین سب حوادث سے ہون محفوظ ای امیر
ہی حصارِ امن گنبد مجکو بسم اللہ کا

نورِ وحدت سے یہ عالم ہی دلِ آگاہ کا
مہر ہی ایک ایک ذرّہ میری گردِ راہ کا

طالبِ دریا ہو دیدار ایک رشکِ ماہ کا
رزقِ ماہی کیجیے لکھ لکھ کے نام اللہ کا

خوب ہی منھدی رچی خونِ شہیدِ ناز کی
خنجرِ قاتل پہ عالم ہی کعبِ نوشاہ کا

فی الحقیقت غوطۂ بحرِ فنا ہی لا آلہ
ہی اُبھرنا اس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

مصرِ دل مین تجھ سے یوسف کو کیا ہی بادشاہ
ای پری پردے مین تو دیوانہ ہون اپنی چاہ کا

اسقدر دل پر تصرف کیا سبب یہ کون ہین
بک گیا ہی کیا بتون کے ہاتھ گھر اللہ کا

بسملون کے رقص پر اُس طفل کا ہی لوٹ دل
اب شہادتگاہ مین عالم ہی بازیگاہ کا

حق رسی چاہے تو ہفتاد و دو ملت سے گذر
منزلین طی ہون تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا

دیکھکر ناف و کمر اُس بت کی آتا ہی خیال
رہروِ راہِ عدم کو بھی خطر ہی چاہ کا

حسن

ساکنِ مسجد ہوا جاکر جُھکا جو سرو قد
سچ مثل مشہور ہی سید ھا ہی گھر اللہ کا

عشق عارض کر رہا ہی حُسن عارض کو تباہ
لوٹتا ہی لشکرِ شاہی اثاثہ شاہ کا

صحبتِ احباب یا دربار یا سرکار ہو
بات وہ کہیے بھلا ہو جسمین خلق اللہ کا

پیاس شیدائے زنخدان کی بجھانا چاہیے
حیف ہی پیاسا جو رہجائے کبوتر چاہ کا

آنسوؤں کا جوشش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا
بنگیا سر و کنارہ جو الف اللہ کا

گوہرِ مقصد ملا بحرِ سخن مین ڈوب کر
تہ کو جب پہو نچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیرؔ
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

ہمچشم ابر کیون شرہ تر سے ہو گیا
تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی ڈبو گیا

ہی کشورِ عدم مین خدا جانے سیر کیا
آیا نہ پھر کے منزلِ ہستی سے جو گیا

اب بلبلین چمن مین کہان آگئی خزان
تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا

آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم
اُس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا

آخر ہوئی خیال خطِ سبز مین جو عمر
سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا

بچتا شرارِ آتشِ گل سے نہ ایک خس
پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا

پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی
جاگا تمام شب مین دمِ صبح سو گیا

ماتم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا
ابر آکے خاکِ گور پہ ہر سال رو گیا

احوال جسمین تھا دلِ گم گشتہ کا امیرؔ
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بتِ مغرور رہا
حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمرِ رفتہ کے تلف ہونے کا آیا تو خیال
لیکن اُس دم کی تلافی کا نہ مقدور رہا

جمع کسدن نہوئے موسمِ گل مین میکش
رونہ ہنگامہ تہِ سایۂ انگور رہا

گردشِ بخت کہان سے ہمین لائی ہی کہان
منزلون وادیِ غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کر اگر ناموری ہی درکار
دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہی چرخ چہارم پہ یہ زیچ محلے پر
سچ ہی عیسی سے بھی بالا ترا مزدور رہا

فصلِ گل آئی گئی صحن چمن مین سو بار
اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برقِ تجلی نظر آیا نہ کبھی
مدتون جا کے مین زیرِ شجرِ طور رہا

زلف و رخ دونون ہین جلنے سے جوانی کے خراب
مشک وہ مشک نہ کافور وہ کافور رہا

غول صحرا نے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر
لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفلِ جانان مین آمیر
رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آسرا زیر زمین اے تنِ بیجان کسکا
شہر بیگانہ ہی یان کون ہی پرسان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل
نہین معلوم مرے دل کو ہی ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر
پھر تو یہ کوہ ہی کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا حال سنون مین یہ مجھے تاب بھی ہی
ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہی اغیار کا بھی
دیکھیے حصہ ہی وہ سیب زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہی معطر ہر صبح
چھو کے آئی ہی صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی چوٹی سے کسی دم انھین فرصت ہی نہین
کیا خبر ہی کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہی صدا
عندلیبون کے سوا ہی یہ گلستان کسکا

صورتِ گل جو شگفتہ ہین مرے زخم جگر
یاد آیا ہی مجھے چہرۂ خندان کسکا

منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم
کوے الفت مین ہی باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا
سامنا تو نے کیا اے مہِ تابان کسکا

منحرف ہین رخِ بلقیس سے پریان کیسی
آج منھ دیکھ کے اٹھا ہی سلیمان کسکا

ہو رہی ہو تری رفتار سے پامال جو خلق / تو نے سیکھا چلن ای کبک خرامان کسکا
اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ / یہ تو سمجھین کہ یہ ہی تابع فرمان کسکا
بن و ندان سے ذرا کر چمن حسن کی سیر / پھر ہو خرماے لب و سیب زنخدان کسکا

اِس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہی اُٹھائے کوئی احسان کسکا

جب تلک ہست تھی دشوار تھا پانا تیرا / مٹ گئے ہم تو ملا ہمکو ٹھکانا تیرا
نہ جہت تیرے لیے ہی نہ کوئی جسم ہی تو / چشم ظاہر کو ہی مشکل نظر آنا تیرا
شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہمپہ یہ حال / رگِ گردن سے ہی نزدیک ٹھکانا تیرا
صاف اِس جنگ مین آتی ہی ہمین صلح کی بو / دل ملاتا ہی یہ آنکھون کا لڑانا تیرا
دے سزا مجھسے طلب کر نہ صفائی کے گواہ / کوئی میرا نہین ہی سارا زمانا تیرا
نہین بچنے کا ترے تیر نظر سے دل زار / بال باندھا ہی یہ اے ترک نشانا تیرا
دست نازک سے اُٹھا تیغ نہ بھاری قاتل / ہاتھ جھولے گا اُتر جائیگا شانا تیرا
ابتو پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی / کبھی اے حُسن جوانی تھا زمانا تیرا
ای صدف چاک کریگا یہی سینہ اِکدن / تو یہ سمجھی ہی کہ گوہر ہی یگانا تیرا
منھدی ملتی ہی جو مشاطہ تو کہتا ہی وہ شوخ / خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا
دلِ عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جُدا / ہی ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا
درد سر ہونے لگا کھینچے نالے کب تک / مشکل اے طالع خفتہ ہی جگانا تیرا
کوے قاتل کو تو ہوتا ہی روان تو قاصد / جان لے دم بھی عدم کو ہی روانا تیرا
اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمراہ ضرور / پیش جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا
کیون تجھے ہمسے عداوت ہی نوای نفس شقی / ہمنے کہنا کبھی جھونٹون بھی نہ مانا تیرا
دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر / اب تو ہی ملک معانی مین زمانا تیرا

پکارتا ہی یہ ناز اُسکی کبریائی کا
کہ ہے اُڑا ہی مجھے شوق کبریائی کا

قلق ہوا نہ مجھے صیاد کی جُدائی کا
یہ چہچہے نہین افسوس ہی رہائی کا

عزیز کیون نہو داغ اُسکی بیوفائی کا
کہ ہی صلہ یہی مُدت کی آشنائی کا

مین طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار کی جُدائی کا

بغیر پہونچے ہوے یار تک نہین رہتا
مین مٹ کے نام مٹادونگا نارسائی کا

ہٹاؤ آئنہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے
کہ خود ہی دیکھوگے حُسن اپنی خودنمائی کا

خدا کرے کہین جلد آئے روز شادیِ وصل
لباس ماتمی اُترے شبِ جُدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتا نہ لگا
ترا دہن بھی ہی کیا حرف آشنائی کا

نہ پوچھ جام مین ساقی کے کیا ہی اِی زاہد
بھرا ہی اسمین لہو تیری پارسائی کا

ابھی تو فیصلہ ہوتا ہی سارے جھگڑونکا
زبان تیغ سے پیغام دو صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئیگی
چڑھا ہی چار گھڑی دن ابھی جُدائی کا

شناوران محبت تو سیکڑون ہین مگر
جو ڈوب جاے وہ پورا ہی آشنائی کا

جچے ہماری نگاہون مین کیا درازیِ حشر
کہ طول دیکھے ہوے ہین شبِ جُدائی کا

مرے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالون سے
رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جامِ استغنا
بتون نے کاسہ اُسے کر دیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہی آپ جائین وہان
یقین ہی یہ اُسے میری نارسائی کا

کھنچی وہ تیغ تو خوش ہو کے مجھ سے دل نے کہا
وہ دیکھو گھاٹ ہی دریا سے آشنائی کا

بدن مین روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر
چلن دکھانے کو آئی تھی بیوفائی کا

گلہ زبان پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا
فریفتہ ہون اِس انداز دلربائی کا

امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا
کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا

ہوا وصال جو صدمہ ہوا جُدائی کا
شکستگی نے کیا کام مومیائی کا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جُرم ہوا ہوگا آشنائی کا

مین آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
کہ ہی یہ کوئی ستارہ شبِ جُدائی کا

بہار آئی ہی پھر خیر ہو خداوندا
جنون کے ہاتھ مین دامن ہی پارسائی کا

نگین آیتِ سجدہ ہوئی ہی پیشانی
اثر ہی یہ تری چوکھٹ پہ جبھ سائی کا

لپٹ گیا سگِ جانان ہمارے دامن سے
لحاظ آ ہی گیا آخر آشنائی کا

وہ آزمایشِ شمشیرِ ناز کرتے ہین
یہ خوب وقت ہی تقدیر آزمائی کا

ہمارے دلمین وہین گدگدی ہوئی پیدا
جہان کسیکو سُنا ذوق دلربائی کا

اُٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا
کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جدائی کا

گہر کے گرد یتیمی ہو میرے دل کا لال
غُبار مین بھی ہی عالم وہی صفائی کا

حیا تو اُسکو بٹھائے ہزار پردے مین
مگر جو بیٹھنے دے شوق خودنمائی کا

پہونچ سکا نہ وہان نامہ بر تو دل نے کہا
کہ اور شکوہ لکھو خط مین نارسائی کا

یہان ہی ذوق اسیری مین مجھپہ حالتِ وجد
وہ جانتا ہی کہ مشتاق ہی رہائی کا

کسی طرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے
کہین پہاڑ سے ہی سخت دِن جُدائی کا

اُٹھو امیر نہین ماننے کی وحشتِ دل
یہ عذرِ لنگ تمہاری شکستہ پائی کا

کیا تھا کس سے گلہ مین نے کج ادائی کا
تجھے تو شوق ہی اے جنگجو لڑائی کا

دکھاؤ جلوہ جو دعویٰ ہی خودنمائی کا
مجھے یقین نہین آتا سُنی سُنائی کا

کمالِ حُسن نے بے پردہ کردیا اُن کو
نکل پڑے یہ ہوا ذوق خودنمائی کا

ہماری آہ رسا لامکان مین دم لیتی
مگر نصیب مین تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر مین کرون جا کے شکر کے سجدے
ملے جو اذن درِ بُت پہ جبھ سائی کا

عجب طرح کی درہ انداز ہی خزان ظالم — کہ رنگ و بو مین پڑا تفرقہ جدائی کا
ہنسے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار — لہو رلائے گا ہنسنا یہ بیحیائی کا
نقاب یار نے اُلٹی ہی حضرتِ ناصح — یقین ہی فاش ہوا اب پردہ پارسائی کا
تڑپ تڑپ کے گیا اُسکے آستانے پر — کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہ سائی کا
چلی تو ہی ہمین صحرا کو لیکے اے وحشت — مگر خیال ہی لازم شکستہ پائی کا
سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ — پھسل نہ جائے کہین پانون خود نمائی کا
مین دردِ دل بھی شبِ وصل کہہ نہین سکتا — کہ ہاتھ آئیگا پہلو اُسے جدائی کا
کہین سے ہاتھ شراب آئی ہی کہین سے گزک — مزہ ہی کوے خرابات مین گدائی کا
چلون وہ چال رہِ عشق مین کہ خار تو کیا — سراغ پائین نہ چھالے برہنہ پائی کا
وفا کے ذوق مین ہی بیخودی یہ ڈرتا ہون — گلہ نہ منھ سے نکلجائے بیوفائی کا

گذر نہین ہی حرم مین تو دیر کو چلیے
امیر کام کہین بند ہی خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا — مزہ مین کیا کہون آغاز آشنائی کا
کہان نہین ہی تماشا تری خدائی کا — مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا
وہ ناتوان ہون اگر نبض کو ہوئی جنبش — تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا
شبِ وصال بہت کم ہی آسمان سے کہو — کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا
یہ جوش حسن سے تنگ آئی ہی قبا اُنکی — کہ بند بند ہی خواہان گرہ کشائی کا
کمان ہاتھ سے رکھ صید گاہ عرفان ہین — کہ تیر صید ہی یان دام نارسائی کا
وہ بدنصیب ہون یار آئے میرے گھر تو بنے — سمٹ کے وصل کی شب تل رُخ جدائی کا
ہزارون کافر و مومن پڑے ہین سجدے مین — بتون کے گھر مین بھی سامان ہی خدائی کا
تمام ہو گئے ہم پہلے ہی نگاہ مین حیف — نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

نہین ہی مُہر لفافہ پہ خط کے ای قاصد
یہ داغ ہی مری قسمت کی نارسائی کا

نقاب ڈال کے ای آفتاب حشر نکل
خدا سے ڈر یہ کہین دن ہی خودنمائی کا

نہین قرار گھڑی بھر کسی کے پہلو مین
یہ ذوق ہی ترے ناوک کو دلربائی کا

مری طرف سے کوئی جاکے کوہکن سے کہے
نہین نہین یہ محل زور آزمائی کا

کہا جو مین نے کہ مین خاک راہ ہون تیرا
تو بولے ہی ابھی پندار خودنمائی کا

جنون جو میری طرف ہو وہ جست وخیز کرون
کہ دل ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

امیر روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

تنگئ دل سے تری فرقت مین ایسا جبر تھا
ہر نفس کو میرے سینے پر گمانِ قبر تھا

کیون ہوا عاشق جفا پر گر نہ تجکو صبر تھا
اے دلِ بیتاب کیا تجھپر کسیکا جبر تھا

نازنین کیونکر نہ جاتے میکشی کو باغ مین
ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا

تابع بُت تھا ہمین دل نے بڑا دھوکا دیا
ہم مسلمان اسکو سمجھے تھے یہ کافر گبر تھا

گلرخانِ دہر پر سو سو جگہ مر مر گیا
جو کھِلا گل باغ مین میرا چراغِ قبر تھا

تجکو بھی اِک سنگدل محبوب سے پالا پڑا
یہ مرے دل کے پھپھولے تھے یہ میرا صبر تھا

بار بار اُسکی گلی مین کیون نہ جاتا ای امیر
کیا کرون بے اختیاری تھی کہ دل بے صبر تھا

ظاہر یہ اتحاد سے رنگِ اثر ہوا
اُس گل نے پی شراب تو مین بیخبر ہوا

سرمے کی طرح چشم بتان مین نہ گھر ہوا
مین مثل میل سرمہ عبث در بدر ہوا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان
اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا

راہِ دراز کوچۂ جلاّد قطع کی
قصّہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا

فرصت ملی نہ گردشِ پست و بلند سے
سوئے کبھی جو پانٔون تو دوران سر ہوا

اللہ رے نزاکتِ جانان کہ شعر مین / مضمون بندھا کمر کا تو دردِ کمر ہوا

کچھ خاک ہو گئی جو مجھ آوارہ کے شریک / چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا

سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سوزِ عشق / پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا

پیسا کسی کی آنکھ کی گردش نے اسقدر / مین خاک ہو کے ذرۂ گردِ نظر ہوا

چلّائین بلبلین جو چمن سے چلی بہار / نکلی دلھن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا

نازک دلون کو ہی سخن نرم بھی بہت / پینے کو قطرہ قطرۂ باران شرر ہوا

شادی نے مثلِ گل ہمین دکھلائی شکلِ غم / ہنسنا ہمارا باعثِ زخمِ جگر ہوا

پیری مین ہو یہ ضعف کہ پلکین بھی جھڑ گئین / مرغِ نگاہ طائرِ بے بال و پر ہوا

مضمون اگر رسا ہی تو آئیگا تا زبان / خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا

ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم مین / آئی دلھن جو گھر مین تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آکے کیا امیر / ایسی خبر سنائی کہ مین بیخبر ہوا

دل مین جب مہمان خیالِ زلفِ جانان ہو گیا / آنکھ مین خوابِ پریشان سنبلستان ہو گیا

اسقدر شرمندہ پیشِ روے جانان ہو گیا / مہر گھٹ کر دامنِ شبنم مین پنہان ہو گیا

دل کسی کا ہاتھ مین لانا ہی دولت کی دلیل / یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیمان ہو گیا

کیا ہماری گور پر ہو احتیاجِ روشنی / چار جگنو جب چمک نکلے چراغان ہو گیا

دلِ مجروحون کے تڑپانے سے قاتل کا بھرا / چٹکیان رہ رہ گئین خالی نمکدان ہو گیا

جا کے تنہا اور بھی صدمے اٹھائے باغ مین / پھول جو پھولا مجھے داغِ عزیزان ہو گیا

غیر نے اس گل کے بالون مین کبھی کنگھی جو کی / مثلِ سنبل تار تار اپنا گریبان ہو گیا

ضبطِ غم سے طرفہ دولت سرخروئی کی ہوئی / خون ہو کر دل مرا لعلِ بدخشان ہو گیا

عشقِ گیسو مین ہوا سامانِ غم سامانِ عیش / خواب گر آنکھون مین آیا وہ پریشان ہو گیا

اُسنے جب تیوری چڑھائی کرلیا مجکو شکار
گوشۂ ابروکمانِ تیر مژگان ہوگیا

وجہ رسوائی نہ تھا دلمین نہ تھا جبتک کہ عشق
آگے مضمون لفظ کے جانے سے عریان ہوگیا

ہوش میخوارون کا بھی شاید کوئی سیماب تھا
آتش ترسے جوای ساقی گریزان ہوگیا

اوج ہمت ہی بقدرِ بے سروپائی یہان
جسنے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہوگیا

سوز غم مین کچھ نہ پوچھو جلد تن کا مجسے حال
جلکے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہوگیا

ای جنون کہتے ہین اہلکو اتحاد حُسن و عشق
جب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہوگیا

قید مین آنے لگے جب تختۂ دل اشکونکے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہوگیا

تیر لاکھون کھائے میدان محبت مین امیر
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہوگیا

اوج دولت اُس پری کا سوز ہجران ہوگیا
داغ سر پر خاتم دست سلیمان ہوگیا

خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہوگیا
کاروان آنے سے نرخ حسن ارزان ہوگیا

اب کہانتک میرے تڑپانیکو چھڑکیگا نمک
ہر دہانِ زخم ای قاتل نمکدان ہوگیا

میری چشم تر سے ہمچشمی کا رکھتا تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہوگیا

تم کھُلے بالون جو آنکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہوگیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانند گُل
ٹکڑے دامن ہوگیا پُرزے گریبان ہوگیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذبِ شوق قتل
جب گلے سے ملگیا خنجر گریبان ہوگیا

وحشتِ گیسو مین جانکلے سوے صحرا جو ہم
پیچ کھاکر جادۂ رہ مار پیچان ہوگیا

تھا مسلمان جبتلک مشتاق کافر تھا وہ بُت
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہوگیا

سوزنی پر مجکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین
شامیانہ سایۂ نخل مغیلان ہوگیا

بنگئی اُنکی بناوٹ سے ہماری جان پر
پانچون مین گوکھرو ٹانکا تو پیکان ہوگیا

خوبرویون سے نہین خالی زمانہ ایکدم
مہر پیدا ہوگیا جب ماہ پنہان ہوگیا

کیا اثر ہی جو بہا یادِ لبِ لعلین مین اشک — گرتے گرتے آنکھ سے لعلِ بدخشان ہوگیا
کیا تبسم نے ترے ای رشکِ گل چھڑکا نمک — صحنِ گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہوگیا
ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اُڑ جاتا ہی آتے ہی بہار — دامنِ گُل بھی مگر میرا گریبان ہوگیا
عشقبازون سے پھری رہتی ہی تو ای چشمِ یار — تجھسے برگشتہ بجا ہر موے مژگان ہوگیا
ضعف سے مین قیدیون کی طرح ہل سکتا نہین — قدِ پُر خم حلقۂ زنجیرِ زندان ہوگیا
حسرتین خون ہوگئین دل مین تو لایا عشق رنگ — داغ دل کا لالۂ گنجِ شہیدان ہوگیا
جب نقاب اُلٹی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم — پڑ گئے پردے وہ رُخ آنکھون سے پنہان ہوگیا
او کماندار اسکو کہتے ہین ہجومِ درد و غم — تنگیِ دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہوگیا
کیا رہین گلزار مین ہم وحشیِ نازک مزاج — نکہتِ گل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

گل ہوا غنچہ تو اُس سے یہ صدا آئی امیر
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہوگیا

گل بنا ہر ایک نقشِ پا سے خندان ہوگیا — یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا
تشنگانِ عشق کے لب بھی نہونے پائے تر — وائے قسمت خشک وہ چاہِ زنخدان ہوگیا
بوسۂ گیسو پر اُسنے ذبح کر ڈالا مجھے — ایک کافر کے لیے خونِ مسلمان ہوگیا
ای پری بل دیکے زلفون مین غضب تونے کیا — اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہوگیا
ہمنے دیوان مین یہ مضمونِ دلِ مردہ لکھے — صفحہ صفحہ تختۂ گورِ غریبان ہوگیا
کوچہ گردی مین دکھائی تیغِ قاتل نے بہار — بسملون سے اُسکے ہر کوچہ گلستان ہوگیا
پڑ گئی جسکی نظر اُس پر وہ دیوانہ ہوا — حُسن سے انسان بلائے جانِ انسان ہوگیا
پنڈلیون تک آب خجلت مین پریرو غرق ہین — آفتابِ حشر وہ رُخسار تابان ہوگیا
لختہاے دل کی یہ کثرت ہی تیرے دور مین — کوڑیون کے مول ہر لعلِ بدخشان ہوگیا
وحشیونکی پستیِ قسمت نے پھیلائے یہ پانون — جب گریبان کو لگا یا ہاتھ دامان ہوگیا

دیکھکر رنگ خزان مین باغ کے در سے پھرا | ہر نہال خشک مجکو چوب دربان ہو گیا
آسیا سے چشم لیلی نے یہ پیسا دشت مین | بخت مجنون سرمۂ چشم غزالان ہو گیا
مر گئے ایذائے فرقت سے ہوئی حاصل نجات | رفتہ رفتہ داغ مرہم درد درمان ہو گیا
کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور | تیر کو واجب وضوے آب پیکان ہو گیا
پیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دئے | ہر ستون کھا کھا کے بل شاخ غزالان ہو گیا

نامۂ اعمال ہی جبتک نہین ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہو گیا

بے نشانی کا ہین ای چرخ سزاوار نہ تھا | دہن یار نہ تھا یہ کچھ کمر یار نہ تھا
فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا | جبتلک دل کو سنبھالو نہین دل زار نہ تھا
جب کہا اُس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا | قدو نے اُٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا
کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی | اُٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا
بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگارون مین | اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا
تاب جلوے کی نہ آئی جو کسی کو تو کہا | خوب دیکھا تو کوئی قابل دیدار نہ تھا
جوش وحشت اسے کہتے ہین کہ آتے ہی بہار | ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا
صاف دو ہاتھ سروہی کے اگر چل جاتے | پھر تمھین مجھ سے مجھے تمسے سروکار نہ تھا
آنکھین پتھرا گئین ہوتی کی نہین تو سر طور | کچھ تجلی کے سوا پردۂ رخسار نہ تھا
لاش پر میری جو آئے تو رہے کیون خاموش | دم اعجاز تو قفل دہن اے یار نہ تھا
وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوقی کی | ہمسے کھنچنا تجھے اے خنجر خونخوار نہ تھا
کیا مزہ تجکو ملا دیکے فلک مجکو شکست | عہد ساقی مین نہ تھا توبۂ میخوار نہ تھا
خون ناحق سے جلایا تھا غضب کا لاکھا | لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا
مجکو کیون پیچ مین لایا دم آرایش حسن | کچھ تری زلف کا طرہ تو مین ای یار نہ تھا

وقت بد مین نہ ہوا کوئی امیرؔ آکے شریک
یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا یار نہ تھا

سارے جہان کا رنج مرے دل مین آگیا
کیا کوزہ تھا کہ جسمین یہ دریا سما گیا

کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا
پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا

کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون
دو پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا

بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہی دم
اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا

سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر
چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا

سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو
صیاد آشیانۂ بلبل جلا گیا

جاتا ہی نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کیا
جانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا

اُس بُت کا دل ہلا نہ عجب کا مقام ہی
نالہ کیا تو عرش خدا تھرتھرا گیا

توڑے تڑپ کے زخمی شمشیر عشق نے
ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا

موسیٰ اِسی پہ دعوی دیدار تھا تمھین
دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا

ہوش و حواس جانیکا اے دل گِلہ نہ کر
تو رہ گیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا

ابرو کا شوق کوچۂ قاتل مین لے گیا
کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا

گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق
پنکھا نسیم خلد کا جھوکا ہلا گیا

نکلا خیال رخ مین نہین دل سے دود آہ
ابرِ سیہ امیرؔ گلستان مین چھا گیا

بندہ نواز یون یہ خدا اے کریم تھا
کرتا نہ مین گنہ تو گناہِ عظیم تھا

باتین بھی کین خدا نے دکھایا جمال بھی
اللہ کیا نصیب جنابِ کلیم تھا

کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو وقت قتل
مین بھی تو اک نیاز گذارِ قدیم تھا

مانگا جو میرے دل کو درِ گوش یار نے
دیتے ہی بن پڑا کہ سوالِ یتیم تھا

کیا رنگ اُسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا / دوزخ ہی آج کل جو ریاضِ نعیم تھا
ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا / قاتل سے بڑھ کے خنجرِ قاتل کریم تھا
کیا کیا نہ آفتون کے رہے ہمکو سامنے / یارب شباب تھا کہ بلاے عظیم تھا
بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہو گیا / سایہ مرا لیے ہوے میری گلیم تھا
دُنیا مین کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال / اس گھر مین تمسے پہلے بھی کوئی مقیم تھا
اب کون ہی جو منزلِ اُلفت مین ساتھ دے / دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا
پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار مین مگر / دو اک قدم بڑھا ہوا پاے کلیم تھا
لاتی کبھی ہمارے قفس تک بھی بوے گل / ٹوٹا ہوا نہ پانوٗن ترا اے نسیم تھا
ہوتا نصیب مر کے ہمین نقد عیش کیا / زیرِ زمین بھی دورِ سپہرِ لئیم تھا
کیا چاہتا مین فیض کہ انجم سے آسمان / اک تودۂ بلند عظامِ رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہوا خواہ گل امیر
نامِ صبا کہین نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ مین بھی فیض عمیم تھا / محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا
کچھ اُنکو زیب گوش کی حاجت نہ تھی مگر / منظور پرورش تھی کہ گوہر یتیم تھا
آنکھین تھین اپنی نورِ تجلی سے آشنا / جسدن نہ طور تھا نہ وجودِ کلیم تھا
تیرے مریض غم کی نہین آج کچھ خبر / سُنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا
دُنیا کا حال اہل عدم ہی یہ مختصر / اک دو قدم کا کوچۂ امید و بیم تھا
ہم اپنی دُھن مین مست تھے کیا جانین حشر مین / کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا
سامانِ عفو کیا مین کہون مختصر یہ ہی / بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا
آخر جو خم مین بیٹھ رہا مثلِ دُردِ مے / تھی کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا
واقف وہ حال سے ہو جو رکھتا ہو کچھ غرض / کیا جانین ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

غش مجکو وصل مین نہین آیا تھا ای پری — سرمست بوے گیسوے عنبر شمیم تھا

گلگشت مین نقاب لئے وہ رُخ سے کیا — شرم آتی تھی صبا سے لحاظِ نسیم تھا

رنگِ چمن بہار مین بلبل سے پوچھیے — گل کا زمین پہ پانون نہ مثل نسیم تھا

الفت کے دل جلون کو وہان نیند آگئی — خس خانہ تھا کہ طبقۂ نارِ جحیم تھا

کرتا مین دردمند طبیبون سے کیا رجوع — جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھوا ورنہ اے امیر
کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیر سایۂ امید و بیم تھا — جسدن نہ جحیم تھا نہ ریاضِ نعیم تھا

سوراخ کیون ہی سینۂ گوہر مین اے فلک — بتلا تو ہمکو کون گناہِ یتیم تھا

اُسکو کہان دماغ تجلی تھا طور پر — سارا ظہور جلوۂ شوقِ کلیم تھا

محشر مین لقمہ مین نہوا کی خدا نے خیر — مدت سے در نہ کھولے ہوئے منہ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا — شاید مرض سے ساز مجھے اے حکیم تھا

کیا جانین کس غریب کی آئی تھی ورنہ لاش — ہنگامہ کل جو اُنکی گلی مین عظیم تھا

خود کہہ رہا تھا شوق مین گستاخ دل مرا — اصرار قوم سے جو کلام کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیون یقین — عنوان نامہ آیۂ ذبح عظیم تھا

کیسی شفا مرض مین کہ اُلٹی ہوئی دوا — سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہی کیا مزہ — شیرین تھا قند تک جو کلام کلیم تھا

ہم راز تب مزار مین پہونچے کہ کچھ نہ تھے — دل کو جو خوف جمع عظام رمیم تھا

کیسا سوال دید جو ہم پہونچے طور پر — سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا

روشن ہی آفتاب سے اعجاز مصطفےٰ ؐ — انگلی اُٹھی کہ ماہ فلک ہر دو نیم تھا

کب مجھ سے مثل سایہ چھٹے پنجتن کے پانون — پانچون سوار و تین مین بزیر گلیم تھا

اُس گل کا وصف چشم سناتا ہین کیا امیر
نرگس کا پھول باغ مین گوشِ صمیم تھا

ہر جگہ جوشِ محبت کا نیا عالم ہوا / آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دل مین غم ہوا
میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا / یہ خوشی پھیلی کہ شادیِ مرگ اک عالم ہوا
موت آئی درد فرقت سے ہمین صحت ہوئی / بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا
آنسوؤن سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی / بڑھ گیا اور اضطرابِ دل جو رونا کم ہوا
روز کی فریاد سے تنگ آگئے تھے اسقدر / خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا
مین ترا ممنون ہون ای گریۂ بے اختیار / جب پڑی مجھپر مصیبت تو شریکِ غم ہوا
رازداریِ محبت کا مین کیا دعوی کرون / جسقدر محرم ہوا اُتنا ہی نامحرم ہوا
وائے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطفِ یار کی / بڑھ گئی شانِ تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا
بستے اپنے حالِ ابتر کے جو محشر مین کھلے / دفترِ اعمالِ مردم برہم و درہم ہوا
چارہ گر کو لائے ہین احباب درمان کے لیے / تو مرا زخم جگر بھی قابلِ مرہم ہوا
کیا دوا کی بیٹھ کر پہلو مین اُسکے تیر نے / دردِ دل بھی گھٹ گیا دردِ جگر بھی کم ہوا
مار ڈالا روزِ اول کی نگاہِ لطف نے / ایک دم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا
شورِ محشر بھی ہوا آکر شریکِ تعزیت / دھوم سے میرے دلِ مرحوم کا ماتم ہوا
رات بھر رویا کیا بے یار مین گلزار مین / صبح کو پھولون سے رخصت صورتِ شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہو نہین وہ غم دہستہ جب غم نے کمی کی غم ہوا / کی شکایت جب چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا
کس طرح مکتونِ دل اظہار کرتا پیش یار / آجتک مین خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا
لذتِ شرم گنہ تھی کب فرشتونکو نصیب / یہ مزہ چکھنے کو پیدا خلق مین آدم ہوا

میرے زخمون کی ہنسی پر تمکو رونا آگیا
یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملایک نے کہا
انتظام عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوک خنجر ہو کہ ای سفاک پیکان تیر کا
جو مرے پہلو مین آبیٹھا مرا ہمدم ہوا

اونچے اونچون کی مرے گل نے مٹادی آبرو
چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے
واہ اچھے وقت مین غصہ تمھارا کم ہوا

تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خوردسال
کیا کہون مقتل مین وقت قتل کیا عالم ہوا

تنگ آ آکر دعا فرقت مین مانگی موت کی
حسرتین بگڑین مزاج آرزو برہم ہوا

جان قالب مین ہی مضطر دم خفا دل بیقرار
موت ہی آئی مزاج یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونون تھے میری جان کے دشمن مگر
جو گیا پہلو سے میرے مجکو اسکا غم ہوا

رہگئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ
پانون مین پھندا اٹک کر گیسوے پرخم ہوا

روکنا فرقت مین اشکون کا نہین اچھا امیر
چار دن کے ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات مین خراب نہ تھا
ہم آج پیر ہوئے کیا کبھی شباب نہ تھا

شب فراق مین کیون یارب انقلاب نہ تھا
یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ ہمسے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا

اسے جو شوق سزا ہی مجھے ضرور ہی جرم
کہ کوئی یہ نہ کہے قابل عذاب نہ تھا

شکایت اسنے کوئی گالیون کی کیا کرتا
کسی کا نام کسی کی طرف خطاب نہ تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا ہمسے پیری مین
ملی تھی خواب مین وہ سلطنت شباب نہ تھا

دماغ بحث نتھا کسکو ورنہ اے ناصح
دہن نہ تھا کہ دہن مین مرے جواب نہ تھا

وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسکے پاس آتا
تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب نہ تھا

ہزار بار گلا رکھدتا تہ شمشیر
مین کیا کرون تری قسمت ہی مین ثواب نہ تھا

فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون رکھا
سبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا

غرض یہ ہی کہ ہو عیش تمام باعث مرگ
وگرنہ مین کبھی کیا قابل خطاب نہ تھا

سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا
وہان نہین کے سوا دوسرا جواب نہ تھا

ذرا سے صدمے کی تاب اب نہین رہی ہم مین
کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب نہ تھا

کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا

یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ
پیے ہوے تو کہین خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اُٹھ گیا وہ شوخ
حضور یار کے منھ مین ترے جواب نہ تھا

کہا جو مین نے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا
تو ہنس کے بولے وہ منھ قابل نقاب نہ تھا

شب وصال بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا
نقاب اُلٹ کے بھی دیکھا تو بے نقاب نہ تھا

لپٹ کے چوم لیا منھ ستا دیا انکا
نہین کا اُنکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا

مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہی
حلال کرنے کو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا

نصیب جاگ اُٹھے سو گئے جو پانوٗن مرے
تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا

غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا
ارے یہ دل تھا مرا شیشۂ شراب نہ تھا

زمانہ وصل مین لیتا ہی کروٹین کیا کیا
فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا

تمھین نے قتل کیا ہی مجھے جو تنتے ہو
اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا

دعاے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر
مزہ ہی ہمکو کسی شی کا بے شراب نہ تھا

مین روے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا
ترے جمال کا شیدا تو اے نقاب نہ تھا

بیان کی جو شب غم کی بیکسی تو کہا
جگر مین درد نہ تھا دل مین اضطراب نہ تھا

وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتل عام کا حکم
ہنسی تھی اُنکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

سرور قتل سے تھی ہاتھ پاؤن کو جنبش
وہ مجھپہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثبات بحر جہان مین نہین کسی کو **امیر**
اِدھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوے بتان سے آیا
مین یہ سمجھا کہ ملک باغ جنان سے آیا

میرے گھر مین جو کوئی اُسکے مکان سے آیا
یہ چیخ اُٹھا کہ مین دوزخ مین جنان سے آیا

اے جرس تو تو نہین قافلے والون سے جُدا
تیری آواز مین یہ درد کہان سے آیا

جانتا ہون وہ کماندار کشیدہ ہے بہت
کہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کمان سے آیا

اب کوئی کعبے مین دم بھر مین ٹھہر سکتا ہون
برہمن بہرِ طلب کوے بُتان سے آیا

شغل رونے کا ازل مین بھی مجھے تھا ورنہ
نوحؑ کے وقت مین طوفان کہان سے آیا

خبرِ مرگ مری دیر و حرم مین تو گئی
نہ یہان سے کوئی آیا نہ وہان سے آیا

بولتا کب ہے وہ سفاک پکارون مین ہزار
کاش خنجر ہی کہے اپنی زبان سے آیا

(قطعہ)
مفتیون سے کہو للہ وہ اب کہتے ہین کیا
غش الخفین روزۂ ماہِ رمضان سے آیا

دیکھکر اُس رُخ وگیسو کو مین حیران ہون امیر
شبِ تاریک مین خورشید کہان سے آیا

مثل موسیٰؑ سامنے میرے جو تو ہو جائیگا
لن ترانی مین مقامِ گفتگو ہو جائیگا

عشق مین تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا
رنگ اُڑکر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا

ضبط گریہ مین نہین کرتا کہ رہتا ہے خیال
سوکھکر کانٹا نہالِ آرزو ہو جائیگا

ہو اُبل پڑنے کا ڈر کیا دون ترے قد سے مثال
سرو فوارہ کنارِ آبجو ہو جائیگا

ہے یہی رنگِ ستم اُس خال عارض کا اگر
مشک کا دل نافِ آہو مین لہو ہو جائیگا

ہے کمی بیشی جو یہ تاثیر حُسن و عشق کی
ذرّے ہم ہو جائینگے خورشید تو ہو جائیگا

آرسی پر کچھ نہین موقوف اے آئینہ رو
جو تجھے دیکھے گا وہ میرا عدو ہو جائیگا

اُف نہ کر اے دل زمانہ پیس ڈالیگا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تند خو ہو جائیگا

تم جو اُٹھ جاؤ گے بزم عیش ہوگی بزم غم
بادۂ گلرنگ شیشون مین لہو ہو جائیگا

دست قاتل سے بڑھیگا تیغ کا پانی ضرور
تا کمر ہے آج کل تک تا گلو ہو جائیگا

بعد مُردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میرے میخانے سے اے ساقی کہان جائیگی عید
ماہ نو یان ناخنِ دستِ سبو ہو جائیگا

محو آب تاب دندان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ مین آبِ وضو ہو جائیگا

چھا رہی ہے دلمین میرے اسقدر اے یاس کیون
دیکھ ظالم مفت خونِ آرزو ہو جائیگا

چار سو ٹکراؤنگا سر دیکھکر ابروے میر
فرض اس کعبے مین سجدہ چار سو ہو جائیگا

اِک جہان بسمل ترا اے تند خو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چار سو ہو جائیگا

جذب پر آمادہ گر اے شوق تو ہو جائیگا
خنجرِ قاتل مرا طوقِ گلو ہو جائیگا

طاقتِ دیدار کا دعویٰ ہے اہلِ دید کو
فاش پردہ ہوگا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

اے تصور مجھ سے بختِ تیرہ جاتا ہے کہان
دل مین عکسِ زلف آئینے مین مو ہو جائیگا

ہون مین مجذوبِ خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دستِ سبو ہو جائیگا

ہون وہ میکش شیشۂ مے کو کرونگا جب مین یاد
ہچکیان لے لیکے بسمل کا گلو ہو جائیگا

میرے قلبِ صاف کے مُنھ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو مٹ جائیگی بے آبرو ہو جائیگا

یاس و حرمان کے اگر جھونکے ہین فرقت مین یہی
کوئی دم مین گُل چراغِ آرزو ہو جائیگا

جاے عیسیٰ ہجر مین ہوگی ہوس جلاد کی
بڑھتے بڑھتے درد دل دردِ گلو ہو جائیگا

کون سُنتا ہے یہان اے بُت مری تیرے حضور
ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا

ساتھ میرا تو نہ چھوڑ اے یاس ہجر یار مین
اور بھی ویران دلِ بے آرزو ہو جائیگا

پھول اے بلبل نہ پھولون پر دو روزہ ہے بہار
ایک جھونکے مین ہوا سب رنگ و بو ہو جائیگا

بھولی باتون پر نہ بھول آج اُس گُل تر کی ولا
دیکھنا کل اور رنگ گفتگو ہو جائیگا

عیب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہی کوئی
غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا

فصل گُل آنے تو دو فصدون کا پھر کیا ہی شمار
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

غیر احول ہین سمجھتے ہین مجھے تمسے جُدا
قصہ یہ یکسو تمھارے روبرو ہو جائیگا

خوب گلرویون سے آتا ہی ہمارے دلکو ربط
رنگ مین یہ رنگ ہوگا بو مین بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر
جانتا ہون گُل چراغ آرزو ہو جائیگا

یہی جو سودا ہی مجھ حزین کا پتا کہان گیسوے نازنین کا
غبار آسا نہین کہین کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا

یہ طرز وحشت نئے رنگ لایا بندھا کہ ہو گیا دو جہان کو سودا
زمین پہ جادہ فلک پہ جو افشان ہی چاک آستین کا

ذرا جو کاتب کو رحم آتا تو بخت بنیاد ہی مٹاتا
درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خط جبین کا

چمن ہی بلبل کے خون کا محضر گواہ ہین برگ گُل برابر سر
نہین ہی یہ داغ لالۂ تر یہ نقش ہی مہر کی نگین کا

یہ جتنے پتے ہین واطین کے نہ آسمان کے نہ ہین زمین کے
نشان تک مٹ گئے جبین کے کھلا نہ مطلب خط جبین کا

غم محبت ہی جسکا مطلب کبھی رسائی اُس دلکی ہو عیان کب
کرم ہی جبتک ہی خم لبالب پتا کہان مُہر دُرد تہ نشین کا

کیا تھا کیون اُس دعا کا باطل ہوا تھا اُس تل سے کیون مقابل
نہ اُبلی ہو گیا سیہ دل جو مشک نافہ غزال چین کا

بڑے بڑے سلیمان کے جتنے رتبے تمھاری اُلفت کے تھے کرشمے
نہ نقش حسن دل مین جمکے بیٹھے بلند ہو نام اُس نگین کا

کہان کا نالہ کہان کا شیون تمھارے قاتل ہو وقت مُردن
قلم ہوئی ہی بدن سے گردن زبان پہ نعرہ ہی آفرین کا

قریب ہی یار روز محشر چھپیگا کشتون کا قتل کیونکر
جو چُپ رہیگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

عجب مرقع ہی باغ دُنیا کہ جسکا صانع نہین ہویدا
ہزارہا صورتین ہین پیدا پتا نہین صنعت آفرین کا

ہوا نہ دشوار جسکو مرنا اُسے گلی مین تھا اپنی دھرنا
تھا مناسب عزیز کرنا موے پہ دو چار گز زمین کا

لکھا جو وصف ایک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا چمن کا
جو صفحہ ہی برگ یاسمن کا تو خامہ ہی شاخ یاسمین کا

کمال احباب سے ہی شکوہ کیا نہ عرس ایک دن ہمارا
سر لحد ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینان مہ جبین کا

اثر ہی گیسو کا یہ تمھارے کہ حرف آگین ہین حرف سارے
ورق ہی دیوان مین جو ہمارے وہ تختہ ہی عطر کی زمین کا

نہین ہی اب فکر رسم ماضی گنہ کی تقدیر پر ہون راضی
لگائے دُرّہ جو مجھکو قاضی کسی کے گیسوے عنبرین کا

خدا سے جبتک نہو شناسا حریم دل کا ہی شوق بیجا
مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھ پتا پا دہو مکین کا

کہان ہین ایسے نصیب اپنے کہ پڑھکے مضمون جواب لکھے
اُجڑ گئے نامہ کے اُسنے پُرزے کھلا لفافہ خطِ جبین کا

ملا ہی جنکو دلِ مُصفّا بُرے کو بھی دیکھتے ہین اچھا
پڑیگا عکس آئنے مین سیدھا ہزار اُلٹا ہو خط نگین کا

جنون کا ہمپر ہی قطع جامہ قبا کہان کی لباس کیسا
ہمارے بازو تلک نہ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا

کس آستانے پہ جا پڑا ہون کہان الٰہی مین جبہہ سا ہون
کہ سر نہ اُٹھے ہزار چاہون یہ ربط ہی سجدہ و زمین کا

کہان کا کعبہ ہی دیر کیسا بتاؤ کوچے کا اُسکے رستا
مین پوچھتا ہون پتا کہین کا نشان دیتے ہو تم کہین کا

امیر گھٹ یون رہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی
خیال جس رات خواب مین بھی بندھا کسی چشم سرمگین کا

ہوا جو پیوند مین زمین کا تو دل ہی ناشاد مجھ حزین کا
بس اب ارادہ نہین کہین کا کہ رہنے والا ہون مین یہین کا

اگرچہ پیری مین ناتوان ہین شباب کے کچھ اثر عیان ہین
نہین یہ بازو مین جھریان ہین نشان ہی چین آستین کا

فقط ہی تیرا خیال باطل کہ راستی مین ہو نام حاصل
درست اُٹھے کبھی نہ اے دل جو نقش اُلٹا ہوا نگین کا

کہین بکر رزبان سے کتنا کوئی مخاطب نہین ہی اصلا
ہمارا اظہار غم ہی گویا سوال درویش رہ نشین کا

کھلے ہین یہ استخوان بکھر کہ پوست ہی پوست ہی سراسر
کلاہ کا شک ہی میرے سر پر گمان ہی بازو پر آستین کا

ہزارے روئے زمین ہین زندے کرور زیر زمین ہین مُردے
کھنچے دو رویہ زبسکہ نقشے بھرا ورق پشت و روئے زمین کا

جہان مین ہین وہ اور بہت کم ازل سے پامال ہی یہ عالم
کہ لی فرشتون نے خاک آدم سُنا نہ شور ایک بھی زمین کا

ہوائے محی مین ہون مجوا ایسا چمن مین گھر کر جو ابر آیا
سیاہ مستی مین مین یہ سمجھا جہاز ہی آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مرا جنازہ تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بالا طور چمکا جھپک گئی جس سے چشم موسیٰ
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمھارے رخسار آتشین کا

کیا ہی اُس مست نے کنارا امیر اب خاک ہو گوارا
لہو پیو یکشو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

لحد پہ میری نہ آئے کھدو کوئی یہ درد کفن سے یارو — برہنہ دیکھے نہ گور مجکو مین کشتہ ہون چشم سرمگین کا

ہوئی ہی تقدیر سے رسائی ضرور ہی قسمت آزمائی — کرینگے اُس در پہ جبہہ سائی نشان جبتک رہے جبین کا

جو دشت غربت مین کھینچ لایا بندھا تصور ہمین وطن کا — بھری جو چشم غزال صحرا دکھایا پھر رنگ شہر چین کا

چمن مین غنچہ نہین کھلا ہی وہ گل یہان رات کو رہا ہی — یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہی اُسی کے بازو سے نازنین کا

اُسی کا پھیلا ہی نور سلا کہان کا خورشید عالم آرا — گرا ہوا ہی کوئی ستارا لباس زرتار مہ جبین کا

حسین جو بیٹھی نزاہے مانگین تو جان شیرین بھی نذر لیلین — ہنسی خوشی سے جو زہر دیوین مزہ ملے مجکو انگبین کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری جھڑی ہوئی آنسوؤنکی جاری — نگاہ مین پھر گیا ہماری حجاب اُس چشم سرمگین کا

عجب ہی آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہی چشم دلبر — قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق مثل بسمل — اُلٹ گئی صف جو تو نے قاتل اُلٹ دیا گوشہ آستین کا

آمیر دیکھا جو اُسکا نقشہ تو نقشہ یوسفؑ کا دلسے اُترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اوّلین کا

ردیف باے موحدہ

سیکھ کر مجھ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب — صحن گلشن مین ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہون وہ عاشق قد و عارض کا جو گلشن سے چلون — فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کر یون پھول بیدردی سے اے گلچین نہ توڑ — ہر یہ نالون سے اُٹھا لیگی گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو دو اُڑ جائیگی لیکر قفس — خانۂ صیاد مین دو دن ہی مہمان عندلیب

برق آسا ہی فروزان خندۂ گل باغ مین — چاہیے برسائے اب اشکون کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخ رنگین کو اے رشک چمن — گل پہ مرتی کس لیے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول کھلائین جو پریون کا جمال — کیون نہو پھر دم کش مرغ سلیمان عندلیب

عاشق کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال — فصل گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب

کون گل ہی جو رخ گلرنگ پر عاشق نہین
تو وہ گل ہی جسپہ ہی سارا گلستان عندلیب

جو پسند آجائے عاشق کو وہی معشوق ہی
سرو قمری پر فدا ہی گل پہ قربان عندلیب

اُڑکے گل خود شوق مین پہونچا ہی دست یار تک
کس لیے گلچین سے ہی دست و گریبان عندلیب

تو کرے چوڑی جو اپنے ہاتھ کی ای گل جُدا
مول لے دیکر زر گل دستگردان عندلیب

شوق مین لالون کے جائے باغ مین وہ گل اگر
لال ابھی ہو خون گل مین ہو کے غلطان عندلیب

قابو ے صیاد مین آتی کبھی ممکن نہ تھا
دام کو سمجھی ترا گیسوے پیچان عندلیب

وہ بھی دن آئے کہ اُترے تیرے صدقے مین کبھی
ای گل تر دلمین رکھتی ہی یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا **امیر**
بنگئے سب ساکن شہر خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہی گریۂ عشاق مضطر کا جواب
سوچ رکھو کچھ سوال روز محشر کا جواب

درد پا ہو گا شکست کاسۂ سر کا جواب
غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب

مُنھ چڑھاتا ہی مرا کیا آئینے مین دیکھ تو
تجکو دیتا ہی دہن تیرا برابر کا جواب

شوق سے لکھین مرے عصیان فرشتے رات دن
ایک رحمت اُسکی ہی اس سارے دفتر کا جواب

ایکدن وہ میرے گھر ہی ایکدن وہ اُسکے گھر
غیر کی قسمت بھی ہی میرے مقدر کا جواب

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو
شیشے کا شیشہ یہان پتھر ہی پتھر کا جواب

بیزبان ہی گوش یارونکی کڑی کہتک سنے
ای زبان تو اُسکے بدلے دے برابر کا جواب

اُسنے خط بھیجا جو تجکو ڈاک پر ڈاکہ پڑا
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب

ہاے ہفتاد و دو ملت مجھسے بگڑے عشق مین
تھا تو تنہا پر دیا مین نے بہتّر کا جواب

مُنھ چڑھاؤ اور کا تیوری چڑھاؤ اور پر
آئنہ ہون مُنھ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کس لیے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پانؤن کی جلجال دیگی شور محشر کا جواب

پھینک دو خط لکھ کے قاصد سے جو تم بیزار ہو
اُڑ کے آئیگا جو ہی میرے مقدر کا جواب

مُنھ کی کھائی سیکڑون بال آئنے مین پڑ گئے
لیکے آیا تھا تری زلفِ معنبر کا جواب

رہگیا خاموش وہ بت بیدہانی سے امیر
یہ نہ تھا کوئی سوالِ جانِ مضطر کا جواب

ہی خموشی ظلم چرخ دیو پیکر کا جواب
آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشتِ غربت مین اُٹھا سمجھا یہین
کرتی ہی تعمیر دیوانی مرے گھر کا جواب

ساتھ خنجر کے چلیگی وقت ذبح اپنی زبان
جان دینے والے دیتے ہین برابر کا جواب

سجدہ کرتا ہون جو مین ٹھوکر لگاتا ہی وہ بت
پانون اُسکا بڑھ کے دیتا ہی مرے سر کا جواب

ابر کے لگّے نہ اُبھین میری موجِ اشک سے
خشک مغزون سے ہی مشکل مصرعِ تر کا جواب

دہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح
سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہین اُس شوخ کا خط دیکھنا
بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہی برہمن کو برہمن اُسکو سخت
کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہی پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہی گردون کیسی کیسی صورتین
بُت تراشی مین ہی یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبر گدا تکیے مین ہر جا گورِ شاہ
ایک گھر اس شہر مین ہی دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہی نورِ حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب
کہ پیری مین دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہی ساقی کہ رنجک کی طرح
اُڑا دیتی ہی ناتوانی شراب

کہان بادۂ عیش تقدیر مین
پیون مین تو ہو جائے پانی شراب

نہ لایا ہی شیشہ نہ جام و سبو
پلاتا ہی ساقی زبانی شراب

کہان عقل برنا کہان عقلِ پیر
نئی سے ہی بہتر پُرانی شراب

مرے چہرۂ زرد کے عکس سے — ہوئی ساقیا زعفرانی شراب
ہوئے مست دیکھا جو پھولونکا رنگ — پیالون مین تھی ارغوانی شراب
کہان چشمۂ خضر کیسے خضر — خضر ہی مری زندگانی شراب
خضر ہون اگر مین تو جاکر پیون — سرِ چشمۂ زندگانی شراب
گلستان ہی پھولون سے کیا لال لال — سے چلے ساقیا ارغوانی شراب
عجب ساقی گندمی رنگ ہی — کہ پرتو سے بنتی ہی دھانی شراب

رہے طاق پر پارسائی امیر
پلادے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خونِ دلِ داغدار کب — آئیگی اِس چمن مین الٰہی بہار کب
رویا ہمارے حال پر ابر بہار کب — بیٹھا زمین پر اُٹھ کے ہمارا غُبار کب
اُٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب — آئیگا ہاتھ گوشۂ دامانِ یار کب
مقتل سے وہ پھرے تو قضا نے یہ عرض کی — حاضر ہوا حضور مین یہ جان نثار کب
داغون سے دل چمن ہی کرون ضبط آہ کیا — رُکتی ہی روکنے سے نسیمِ بہار کب
ناصح خوشی سے کون اُٹھاتا ہی بارِ عشق — کرتا ہی کوئی آپ سے جبرِ اختیار کب
ٹھنڈی ہوا ہی ابر ہی ساقی ہی نہر ہی — کھیلوگے میکشو بطِ می کا شکار کب
ہمکو ملا کے خاک مین بھی جب ہوے نہ صاف — جائیگا پھر حضور کے دل کا غبار کب
کتنی ہی مُرغِ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر — بچتا ہی زد پہ آکے ہمارا شکار کب
کیا ست کیجیے گِلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو — مرنے کا میرے اُسکو ہوا اعتبار کب
مین خاک بھی ہُوا تو ہوئی خاک گردباد — گردش مٹیگی اے مرے پروردگار کب
محشر مین ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے — آخر تمام ہوگا غمِ انتظار کب
آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند — خوش ہوگا انکو کھا کے سگِ کوے یار کب

برہم نسیم کوچۂ جانان ہی کس لیے
تعظیم کو اُٹھا نہ ہمارا غبار کب

جسکا دماغ ہی ترے جوڑے کی بو سے مست
سونگھے وہ بوے نافۂ مشک تتار کب

ہم کیا سمجھ کے یار سے رکھین اُمید قتل
کرتا ہی عاشقون مین وہ ہمکو شمار کب

یارب نگاہ بھر کے وہ دیکھین گے کب ادھر
ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

مین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق مین تمام
آئیگا چین تجکو دلِ بیقرار کب

کیا بیکسی کا شکوہ کرون مین فراق مین
آتا نہین ہی گریۂ بے اختیار کب

جو تجکو جانتے ہین فلک کا شریکِ غم
کرتے ہین شکوۂ ستمِ روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہین کرتے مگر امیر
سو مرگئے تو اُنکو ہوا اعتبار کب

ردیف تاے فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہی برہم زنِ دوست
دوست کے دوست کا دشمن ہی جو ہی دشمنِ دوست

دیکھکر ربطِ گل و خار یہ اُمید ہوئی
شاید آجائے مرے ہاتھ مین بھی دامنِ دوست

مثلِ یعقوب مری آنکھین بھی روشن ہو جائین
لا کسی روز صبا نکہتِ پیراہنِ دوست

طرفِ کعبہ نہ جا حج کے لیے نادان ہی
غور کر دیکھ کہ ہی خانۂ دل مسکنِ دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین
مرگ آسان ہی مگر کون سُنے شیونِ دوست

شاخِ صندل پہ ہُوا مار سیہ کا دُھوکا
دیکھکر کاکلِ پُر پیچ پسِ دشمنِ دوست

ای جنون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہی
یا گریبان ہی مرے ہاتھ مین یا دامنِ دوست

ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت
آئنہ اور تماشاے رُخِ روشنِ دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا
گرم جولان نہ کسی روز ہوا توسنِ دوست

ہی وصیت کہ کفن مجکو اُسی کا دینا
ہاتھ آجائے جو اُترا ہوا پیراہنِ دوست

لیکے گردون نے بنایا ہی اُسی کو مہِ نو
گر پڑا تھا جو کوئی نعل سمِ توسنِ دوست

عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر نہ پڑے
کہین آئینے سے بڑھکر ہی صفاے تنِ دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو امیر
شمع روشن سے زیادہ ہی فروغ تنِ دوست

ایک ہی میرے حضر اور سفر کی صورت
گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت

چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت
وصل سے جان چراتے ہو کمر کی صورت

ہون وہ بلبل کہ جو صیاد نے کاٹے مرے پر
گر گئے پھول ہر اک شاخ سے پر کی صورت

تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی
پھٹ گیا مہر سے دل شیر سحر کی صورت

جھانک کر روزنِ دیوار سے وہ تو بھاگے
رہگیا کھول کے آغوش مین در کی صورت

تیغ گردن پہ کہ ہی سنگ پر آہن دم ذبح
خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت

کون کہتا ہی ملے خاک مین آنسو میرے
چھپ رہے گردِ یتیمی مین گہر کی صورت

نہین آتا ہی نظر المدد اے خضر اجل
جادۂ راہ عدم موے کمر کی صورت

پڑ گئین کچھ جو مرے گرم لہو کی چھینٹین
اُڑ گئے جوہر شمشیر شرر کی صورت

قبر ہی وادیِ غربت مین بنے گی اِکدن
اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت

خشک سیرون تنِ شاعر کا لہو ہوتا ہی
تب نظر آتی ہی اِک مصرعِ تر کی صورت

آفت آغاز جوانی ہی مین آئی مجھپر
بجھ گیا شام سے دِل شمع سحر کی صورت

جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہی شاید
آج خورشید سے ملتی ہی قمر کی صورت

دہنِ یار کی توصیف کڑی منزل ہی
چُست مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت

نوبہار چمنِ غم ہی عجب روز افزون
بڑھتی جاتی ہی گرہ دل کی ثمر کی صورت

ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش
رات دن پاؤن بھی چکر مین ہین سر کی صورت

بارشِ سنگ حوادث ہو نہ کس طرح امیر
آہ ہی شکل شجر اشک ثمر کی صورت

رنگ فق صبح کو کیون ہو نہ سحر کی صورت
پھرتے ہین شام سے شب بھر وہ قمر کی صورت

دل شکستہ مین وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
گر پڑا اُڑتے ہی ٹوٹے ہوئے پر کی صورت

ہوش اُڑے تھے جو اُڑے تھے خبرِ وصلت سے
نیند کیون اُڑ گئی آنکھون سے خبر کی صورت

چمنِ دہر سے کیون قطع نہو نخل مُراد
پتّا پتّا نظر آتا ہی تبر کی صورت

جُھک گیا بار محبّت کے اُٹھانے کے لیے
ابھی کھنچ بھی نہ چکی تھی مرے سر کی صورت

دیکھتے ہی مجھے جو رنگ کیا قاتل نے
تیغ ابرو بھی چلی تیر نظر کی صورت

سایہ آسا ترے کوچے مین ہی سب سے مجھے رسم
راہ دیوار بھی دیگی مجھے در کی صورت

باندھو رکھو کس کے گرہ مین کہ بہت تھوڑی ہی
آبرو ہی جو خدا داد گُہر کی صورت

رات دن کعبۂ دل مین ہی بُتون کا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کی صورت

شکوہ کس کس کا الٰہی مین شبِ ہجر کرون
مُنھ چھپایا ہی اجل نے بھی سحر کی صورت

اِس نزاکت پہ مین ہو جان سے صدقے قاتل
ہاتھ مین تیغ لچکتی ہی کمر کی صورت

وہ تہیدست ہون مذکور تمتع کا ہی کیا
صورتِ گل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت

طرفہ آنکھون کو دکھاتی ہی تماشا تری بزم
پُتلیان دوڑتی پھرتی ہین نظر کی صورت

عمر گذری ہی مری وادیِ غربت مین مگر
اَب تلک یاد ہی کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت

شہپرِ شوق ہی کافی ہی کبوتر کیسا
اُڑ کے نامہ مرا ہو پہنچیگا خبر کی صورت

سینچ اے دیدۂ تر مزرعِ دل کو ایسا
نخلِ ماتم بھی پھلے پھولے شجر کی صورت

قبر مین چین سے یارون کی گذرتی ہی امیر
پانوُن پھیلائے ہوئے سوتے ہین گھر کی صورت

بات کرنے مین تو جاتی ہی ملاقات کی رات
کیا بُری بات ہی رہجاؤ یہین رات کی رات

ذرّے افشان کے نہین کرمکِ شبتاب سے کم
ہی وہ زُلفِ عرق آلود کہ برسات کی رات

زاہد اُس زلف مین پھنس جائے تو اتنا پوچھون
کہیے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

شام سے صبح تلک چلتے ہین جام مئ عیش
خوب ہوتی ہی بسر اہل خرابات کی رات

وصل چاہا شب معراج تو یہ عذر کیا
ہی یہ اللہ و پیمبر کی ملاقات کی رات

ہم مسافر ہین یہ دُنیا ہی حقیقت مین سرا
ہی توقف ہمین اُس جا تو فقط رات کی رات

چل کے اب سو رہو باتین نہ بناؤ صاحب
وصل کی شب ہی نہین حرف و حکایات کی رات

لیلۃ القدر ہی وصلت کی دعا مانگ امیر
اس سے بہتر ہی کہان کوئی مناجات کی رات

بڑھکے کچھ کعبے سے بھی ہی عز و شانِ کوے دوست
ہین غزالانِ حرم صیدِ سگانِ کوے دوست

کیا زمین پکڑی ہی ظالم نے میانِ کوے دوست
پھٹ پڑے دشمن پہ یارب آسمانِ کوے دوست

دور سے آئے ہین ہم ای ساکنانِ کوے دوست
دو جگہ ہمکو بھی تھوڑی سی میانِ کوے دوست

کی مشقت جسنے پہونچا وہ میانِ کوے دوست
معتکف چلہ نشین ہین ساکنانِ کوے دوست

باغ جنت پر بھی دیتا ہون اسے ترجیح مین
کون ہی مجھ سے زیادہ درمیانِ کوے دوست

رہتے ہین تسبیح مین تقدیس مین تہلیل مین
قدسیون سے کم نہین ہین ساکنانِ کوے دوست

ای فلک وا مثل نرگس دیر سے ہی چشمِ شوق
جلد دکھلا دے بہارِ بیخزانِ کوے دوست

جھک گئی گردن گریبان کی طرف جب وقت فکر
نحن اقرب سے ملا ہمکو نشانِ کوے دوست

ہی یقین ہو رجعت خورشید سے جلدی سحر
حکم حیدرؑ ہی صدائے پاسبانِ کوے دوست

گلشن جنت کی کیا پروا ہی ای رضوان اُنھین
ہین جو مشتاقِ بہشتِ جاودانِ کوے دوست

بُلبلون کے چہچہے جب باغ مین جاکر سُنے
یاد آئے ہمکو کیا کیا پاسبانِ کوے دوست

ای ہما بیفائدہ تو نے قدم رنجہ کیا
مستحق ان ہڈیون کے ہین سگانِ کوے دوست

دیکھون ای واعظ کسے سُنتے ہین لسے سامعین
وصف تو فردوس کا کر مین بیانِ کوے دوست

جب کھلا تفسیر سے مضمون جناتِ نعیم
مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیانِ کوے دوست

میرے اشکون سے جو دریا موج زن ہی رات دن
مردم آبی بنے ہین رہروانِ کوے دوست

ہی نیا عالم ہی اِس عالم سے وہ عالم جُدا
اور ہی کچھ ہین زمین وآسمانِ کوے دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا پڑا
بار ہا ہمنے کیا ہی امتحانِ کوے دوست

نامہ بر مین جانتا ہون پر بتا سکتا نہین
دل مین ہی لب تک نہین آتا نشانِ کوے دوست

چاہتے ہو داب لو اِسکو بغل مین ای امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستانِ کوے دوست

ردیف ثاے مثلثہ

گر یہ بے سود ہی نالے دلِ ناشاد عبث
دادرس کوئی نہین شکوۂ بیداد عبث

کھینچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا ہی جلاّد عبث

ایک رنگ آتا ہی یان ضعف سے اک جاتا ہی
رنگ بھر نا مرے نقشے مین ہی بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاؤنگا کہان
بند کرتا ہی قفس مین مجھے صیّاد عبث

ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا
تجھ مین جوہر ہین یہ ای خنجرِ فولاد عبث

وہ گل آیا ہی نہ آئیگا کبھی گلشن مین
سرو قد اُٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث

داد بھی دیگا وہی جسنے یہ کی ہی بیداد
دوڑتی پھرتی ہی ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اور ہین دلمین مرے کیا رکھا ہی
کرتی ہی خانہ خرابی اُسے برباد عبث

عمرِ رفتہ پہ تاسف سے نہین کچھ حاصل
وہ نہین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سُنکے دردِ دلِ عشاق یہ کہتا ہی وہ بُت
بندے اللہ کے ہو مجسے ہی فریاد عبث

بال بال اُسکا گرفتارِ بلا ہوتا ہی
بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام ہین معشوق کے سب کچھ پایا
کون کہتا ہی کہ تھی محنتِ فرہاد عبث

انبیا تک رہے پابند شریعت کے امیر
ظاہری قید سے گھبراتے ہین آزاد عبث

ردیف جیم

آنے سے تیرے یاس ہوئی مجکو یار آج
کل تک ترا تھا موت کا ہی انتظار آج

مجنون کی قبر سے جو اُٹھا پھر غبار آج
گذرا اِدھر سے کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کرکے چلو سیر باغ کو
نکھرا ہوا ہی رنگ عروسِ بہار آج

قاتل جو یوہین روز ترقی ہی حُسن کی
کل سو ہوے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ہاں سچ ہی قید بوسۂ گیسو کی ہی سزا
کل کا نکالتے ہین وہ مجھ سے غبار آج

کل تک تو میرے سایے سے تم بھاگتے تھے دور
بیٹھے ہو پاس آکے کہو کیا ہی یار آج

حسرت سے بعدِ مرگ بھی آنکھین کھُلی رہین
سمجھے تھے ہم تمام ہُوا انتظار آج

مدِ نظر بتون کو مرا امتحان ہی اب
رہجائے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہی تو زخمی ہی محتسب
شاید کہ پی گئے ہین بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کو نثار
کھُدتا ہی تیرے کوچے مین کسکا مزار آج

ہمدم دراز ہی شبِ فرقت تو غم نہین
شب بھر رہے فسانۂ گیسوے یار آج

کھینچے ہوے ہین تیغ وہ بڑھ بڑھکے رکھ قدم
اے دل یہی تو وقت ہی ہمت نہ ہار آج

روتا ہی باغبان درِ گلشن پہ زار زار
شاید چمن سے ہوتی ہی رخصت بہار آج

کانٹون مین لیچلا ہی جنون مجھکو کھینچتا
باقی رہیگا ایک نہ دامن مین تار آج

کل تک اُنھین بھی صاف مٹا دیگا آسمان
باقی کہین کہین ہی جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا
مایوس ہوگیا دلِ امیدوار آج

روروکے ہچکیان مجھے آتی ہین کیون امیر
کرتے ہین یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہی جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہی باغ باغ نسیم بہار آج

پھولیگا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج — چھالون سے چھیڑ کرتی ہی پھر نوک خار آج

بوسے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا — آئینہ کھیلتا ہی ہرن کا شکار آج

تڑپا رہی ہی ہجر مین لذت وصال کی — کل پی تھی جو شراب ہی اُسکا خمار آج

جاگا ہون عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہون — کہدو رہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہی بیقرار — مشتاق صبح خود ہی شب انتظار آج

جھنجھلا کے بوسۂ لب جان بخش پر کہا — کچھ موت تو نہین ترے سر پر سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن سمیٹ کر — اُٹھا ہی کسکی خاک سے یارب غبار آج

گر ہم خرام رات کو ہوگا لحد پہ یار — ہر نقش پا بنے گا چراغ مزار آج

بسمل نظر سے راہ مین لاکھون ہین مرغ دل — گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہین شکار آج

منظور کسکا قتل ہی تیغ نگاہ سے — پھر پھر کے دیکھتے ہو کسے بار بار آج

میکش ہین زیر سایۂ انگور نالہ کش — ساقی چمن مین یہ تری پڑی ہی پکار آج

وہ کیا شب فراق مین کوئی نہ آئیگا — بیفائدہ ہی موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین غیر کے ہی مقرر وہ جان جان — دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سواری آئے یقین ہی بہار کی — نکلا ہی پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پر ہی ابر ساقی و مطرب ہین سامنے — اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدمون پر اُسکے ہمکو تڑپ کر گرا دیا — کیا کام آگیا ہی دل بے قرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہی دیکھا ہی دیکھیے — دکھلائے کیا مشیت پروردگار آج

روتے ہین پھوٹ پھوٹ کے کیون آبلے امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہی کوئی کیا نوک خار آج

جلے تمھارے رخ آتشین سے دامن موج — یہ شعلہ وہ ہی جو بنجائے برق خرمن موج

یہ انتظار ہی ساحل پہ کسکے آنے کا — سر حباب ہی اونچا بلند گردن موج

خیال زلف مین کرتے ہین ہم تری کا سفر
لپٹ نہ جاے کہین اُڑ کے مار رہزن موج

یہ خوف ہی تری ابرو کی تیغ کا قاتل
کہ آجتک نہین جاتا ہی رعشۂ تن موج

عبث ہی تجکو قریبون سے چشم دادرسی
سُنے نہ بحر مین گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہین کسے رقت
حباب روتے ہین آنکھون پہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہی تری تیغ نگہ کا دریا مین
کہ چشم مردم آبی ہی زیر جوشن موج

فقط نہ دیدۂ تر سے نگون ہی چشم حباب
خمیدہ شرم مژہ سے ہوئی ہی گردن موج

ڈبو رہا ہے مجھے بحر کس خطا پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہون مین نہ دشمن موج

دینار کی نہ ہمکو درم کی ہی احتیاج
بس تیری اک نگاہ کرم کی ہی احتیاج

خط عذار یار رقم سب لے رقم ہوا
اِس خط کو کیا دوات قلم کی ہی احتیاج

دل اُنکے کیف مے مین ہین جام جہان نما
کب میکشون کو ساغر جم کی ہی احتیاج

اشکون کے ساتھ عشق مین لازم ہی آہ بھی
جو ہی سحاب اُسکو علم کی ہی احتیاج

ہم سینچتے ہین آنسوؤن سے اپنی کشت کو
ای ابر کسکو تیرے کرم کی ہی احتیاج

سب بے احتیاج کوئی نہین اِس جہان مین
ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہی احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہی شوق سجود مین
ساجد کو دیر کی نہ حرم کی ہی احتیاج

کب بھوک مین ہون طالب نان تجسے ای فلک
ہان ہی اگر تو سنگ شکم کی ہی احتیاج

وعدہ کیا ہی اُسنے تو آئیگا وہ امیر
کچھ اُس سے قول کی نہ قسم کی ہی احتیاج

ردیف حاے حطی

آزماؤ دل کو صاحب آزمانے کی طرح
گر روٹھین تم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدہ و دلمین مرے رکھا ہی کیا ای تخم اشک
رنگ پیدا کر زمین مین ملکے دانے کی طرح

صورت آئینہ ای دل تا کجا دیدار رُخ
خاک چھانا اب کوچہ گیسو مین شانے کی طرح

دردِ دل اول تو وہ عاشق کا سنتے ہی نہین
اور جو سُنتے ہین تو سنتے ہین فسانے کی طرح

ناوک اندازِ نگہ اچھی نہین یہ تاک جھانک
اُڑ نہ جائے دیکھنا کوئی نشانے کی طرح

بادہ خوارو تمکو کیا خورشید محشر کا ہی خوف
چھا رہا ہی ابر رحمت شامیانے کی طرح

جب کبھی آتا ہی دل مین تیری چوٹی کا خیال
چوٹ پڑتی ہی جگر پر تازیانے کی طرح

چشم فتان اُسنے کہتی ہی اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ دکھلائین زمانے کی طرح

ایکبار ای برق تکلیف اور کر جھگڑا مٹے
پھونک دے مجکو بھی میرے آشیانے کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بپا
دل مین آتے ہو تو آؤ گھر مین آنے کی طرح

ای جنون اب ورہی دکھلا کوئی عالم وسیع
تنگ ہی مجپر یہ عالم قید خانے کی طرح

در سے کعبے کے نہین اُٹھتا سر اپنا اس لیے
آمین بھی کچھ کچھ ہی تیرے آستانے کی طرح

چار دن کو کیسی طرح آشیان ای عندلیب
ڈالیون پر کاٹ دین دن آشیانے کی طرح

او کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہین نشانے کی طرح

دل کو آجاتا ہی یادِ سوزن مژگان سے چین
زخم مین اچھی ہی یہ ٹانکے لگانے کی طرح

کتنے بیدرد اس زمانے کے اطبا ہین امیر
حال بیمارون کا سنتے ہین فسانے کی طرح

جسدن وہ رشک مہر مجھے منھ دکھائے صبح
تا روز حشر شام نہوا ے خدائے صبح

پیر مغان کی بزم مین بخت سیہ کہان
جنت مین جیسے شام نہین ہی سوائے صبح

ہنگامہ میکشی کا مناسب ہی گرم ہو
کیا سرد سرد چلتی ہی ساقی ہوائے صبح

ایسا کیا ہی چرخ نے کوتاہ روز بخل
کیا دو پہر جو شام ہو پیدا بجائے صبح

اہل جہان بخیل ہین ممسک ہین بخس ہین
اللہ روئے زشت نہ انکا دکھائے صبح

ایسا شب فراق کیا ہمنے انتظار
آنکھین سفید ہو گئین اپنی برائے صبح

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت ۔ یہ ماجرائے شام ہی وہ ماجرائے صبح
صبح شبِ وصال یہ روتا ہون مین لہو ۔ مثلِ شفق ہی سرخ سراپا ردائے صبح
شادی کی رکھو اُمید جو غم کا ہو سامنا ۔ بعد سواد شب ہی ظہورِ ضیائے صبح
مشکل سے ہوتی ہی شب فرقت اگر تمام ۔ ڈرتا ہون کوئی اور نہ فتنہ جگائے صبح
صورت شبِ وصال کی آتی ہی کب نظر ۔ تاثیر ایک دن نہین کرتی دعائے صبح
ہوتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہروش ۔ کیون آتشِ شفق سے نہ مجکو جلائے صبح
میرے جنون کا پنجۂ خورشید مین ہی رنگ ۔ کرتا ہی چاک چاک ہمیشہ قبائے صبح

بیجا ہی دخل غیر شبِ وصل اے امیر
دروازہ بند کیجیے آنے نہ پائے صبح

ردیف خائے معجمہ

کیا کیا جلا ہی دیکھ کے رنگِ شرابِ سرخ ۔ غصے سے ہو گیا ہی رخِ آفتاب سرخ
ہم رنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح ۔ گل ہو ہزار سرخ نہوگا گلاب سرخ
کشتہ جو تھا مین ایک بتِ سرخ پوش کا ۔ ہاتھ آئی حشر مین مجھے فردِ حساب سرخ
ہم دل جلونکا سینہ ہی میخانے کا جواب ۔ وان ہی شراب سرخ یہان ہی کباب سرخ
رہتا ہی دل مین بادۂ گلرنگ کا خیال ۔ ساقی رہے نہ کیون مری چشمِ پُرآب سرخ
غازہ جو اُسنے رات کو منھ پر لگا لیا ۔ مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ
فرقت مین یاد وہ رخِ گلگون جو آگیا ۔ خون روئے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ
قاصد سمجھ گیا مین یہ ایما ہی قتل کا ۔ شنجرف سے لکھا مجھے اُسنے جواب سرخ
چھوٹے جو اپنے دست نگارین سے وہ نگار ۔ یاقوت کیطرح سے ہو دُرِّ خوش آب سرخ
چھپتا ہی نور عارض گلگون سے اسقدر ۔ ہو جاتی ہی سفید بھی اُسکی نقاب سرخ
اُبھرا جو اُس نگار کا جوبن شباب مین ۔ دریا سے حسن مین نظر آئے حباب سرخ

پرتو سے تیرے شان جمال و جلال کی
ہی روے مہ سفید رُخِ آفتاب سُرخ

مخمور آنکھین یہ نہین ساقی کی میکشو
بلور کی پیالیون مین ہی شراب سُرخ

خونریزیان ٹپکتی ہین قاتل کی وضع سے
جوڑا گلے مین سُرخ کمر مین ہی ڈاب سرخ

مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن
پانی ہو کیون نہ طشت مین مثلِ شہاب سُرخ

مطلب نہین **امیر** کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ الٰہی شراب سُرخ

ردیف دال مہملہ

کون اُٹھائیگا تمھاری یہ جفا میرے بعد
یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

ہون وہ نالان کہ ہی اپنے لیے مرنے کی خوشی
چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد

جتنا جی چاہے بلاؤن مین پھنسا لو مجھکو
کوئی پاؤ گے نہ مشتاق بلا میرے بعد

ہی وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدین احباب
کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد

شکر ہی کچھ تو محبت مین ہوا رنگ اثر
تین دن اُسنے لگائی نہ حنا میرے بعد

کون ماتم مین ہی یون دل کا جلانیوالا
گُل ہوئی شمعِ مزارِ شہدا میرے بعد

ضعف مین ہی تنِ مجنون بھی مہِ نو لیکن
ہی وہ عالم مین تو انگشت نما میرے بعد

مر گیا ہون مین صنم تیری فراموشی پر
یاد کرنا نہ مجھے بہرِ خدا میرے بعد

تھا وہ بلبل کہ جگر مین مرے کانٹا کھٹکا
چمنِ حُسن مین جو پھول کھلا میرے بعد

خون مرا کرکے بہت ہاتھ ملے قاتل نے
نہ جما پر نہ جما رنگ حنا میرے بعد

تھی مرے دم سے فقط اُسکے ستم کی تیزی
نہ رہے جوہرِ شمشیرِ جفا میرے بعد

میرے مرتے ہی ملا خاک مین یہ اوجِ جنون
دشت مین کوئی بگولا نہ اٹھا میرے بعد

نگہِ ناز سے مارا نہ کسی کو اُس نے
یار سے کھنچ نہ سکی تیغِ ادا میرے بعد

خوش خطون نے نہ کسی کو بھی کیا زیر و زبر
یک قلم چھوٹ گئی مشقِ جفا میرے بعد

زینت محفل ارباب سخن تھا مین امیر
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

موت پھر جاتی ہی آنکھون مین اگر آتی ہی نیند
رات بھر کر کے ہی مردے مجکو دکھلاتی ہی نیند

ہجر مین مجھ تک جو آتی ہی تو گھبراتی ہی نیند
مانگ کر پلکون کے پر آنکھون سے اڑ جاتی ہی نیند

دیکھتا ہون انکی پلکون کو جو آجاتی ہی نیند
جانکر دیوانہ مجھ سے تنکے چنواتی ہی نیند

ہجر کی شب ایک تو یون ہی نہین آتی ہی نیند
اور بک بک سے ترے ناصح اڑی جاتی ہی نیند

دیو دل کہتا ہون مین جب رات کو کہتے ہین وہ
ختم کیجے یہ کہانی اب ہمین آتی ہی نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھونکو بندھتا ہی خیال
کرمک شب تاب بنکر صاف اڑ جاتی ہی نیند

ایک دم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر مین
اے اجل دیکھون تو پھر کیونکر نہین آتی ہی نیند

جاگتے ہین جو فرشتون کو نہین آتا نظر
وہ تماشا خواب مین انسان کو دکھلاتی ہی نیند

جانتے ہو بند کیون ہوتی ہین آنکھین وقت خواب
اہل بینش چشم پوشی تمکو سکھلاتی ہی نیند

لیٹتا ہون روز یہ کہکر مین مشتاق جمال
آج دیکھون سیر کیا کیا مجکو دکھلاتی ہی نیند

غفلت پیری ہی اب تھی نوجوانی تک ترنگ
رات کے جاگے ہوئے کو جیسے آجاتی ہی نیند

غافلون کو اور غافل میری صحبت نے کیا
آگئی غفلت کو غفلت نیند کو آتی ہی نیند

ڈرتی ہی میرے سیہ خانے مین جو آتے ہوئے
موت کو ہمراہ لے لیتی ہی تب آتی ہی نیند

خواب مین ہر شب نظر آتے ہین کیا کیا ماہرو
اختر طالع کو میرے روز چمکاتی ہی نیند

چشم وا ہی شام سے ہر چند دروازے کیطرح
پر ہجوم رنج ہی آنے نہین پاتی ہی نیند

عین غفلت مین ہین خوش اسطرح یہ اہل جہان
جیسے ہنس پڑتے ہین لڑکونکو جو آجاتی ہی نیند

سخت جان ہون ہجر مین پڑتی ہی گر تیغ اجل
یون اچٹ جاتی ہی وہ جیسے اچٹ جاتی ہی نیند

مین تو کیا محفل مین اسکی جاکے سو جاتے ہین پاؤن
نرم بستر پاکے کیسے پاؤن پھیلاتی ہی نیند

ہجر مین آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہین
کام کیا راحت کا کیون تکلیف فرماتی ہی نیند

ہجر جانان مین جو سو غمزدون سے آتی ہو امیر
خفتگانِ خاک کی صورت سُلا جاتی ہو نیند

چشم موسیٰ کو رہے برق سر طور پسند
ہمکو اُس چہرۂ پُر نور کا ہو نور پسند

جتنے میوے چمن دہر مین ہین اُن سب مین
تیرے مجروح کو ہو زخم کا انگور پسند

شکل ملتی ہو تری زلف سیہ سے کچھ کچھ
کیون نہو ہمکو سوادِ شب دیجور پسند

اور نغمون سے نہین بزم جہان مین کچھ کام
اپنے کانون کو تو ہو نغمۂ منصور پسند

کاش جرّاح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک
میرے زخمون کو نہین مرہم کافور پسند

تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق
ذکر لیلیٰ کا نہ شیرین کا ہو مذکور پسند

تیرہ دل چاہین نہ کیون سارے جہان مین اندھیر
شپرہ کو ہو سوادِ شب دیجور پسند

ہون مین شاعر ہو مجھے شعر سے رغبت ایسی
جس طرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند

کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
خود ہوا دار پہ رہنا تجھے منصور پسند

اِک نظر میرے دل صاف کو دیکھے جو کبھی
آئینے کو نہ کرے وہ بُتِ مغرور پسند

کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف
یہ طریقہ نہین مجکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہل وطن سے مین امیر
کیون نہو دل کو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہو یون جہان مین اہلِ ہوس کے گرد
ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد

پھولون کا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش
رہتا ہو پھول والون کا میلا قفس کے گرد

گھیرے ہین درد و غم دلِ نالان کو عشق مین
یہ قافلے کا قافلہ ہو اِس جرس کے گرد

ساقی وہ بادہ خوار ملامت پسند ہون
ساغر بہ کف پھرا ہون مین برسون عسس کے گرد

گھیرے ہین تیغ یار کو ایذا کشانِ عشق
مظلومون کا ہجوم ہو فریادرس کے گرد

دورانِ سر مین اُلفتِ لب کا یہ حکم ہو
بیمار بنکے پھرئیے مسیحا نفس کے گرد

سر پھر گیا کسیکی پلک یاد آگئی　　دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین خس کے گرد
عالم تمام بحث عقول عشر مین ہے　　کیا سیر ہے کہ ایک زمانہ ہے دس کے گرد
سوداے زلف مین ہین عزیز جہان ہوا　　ایسا مزہ ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہے دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھون کی پتلیان ہون تصدق کلس کے گرد

ہونچا نہین کوے بت دلخواہ مین قاصد　　کیا جانے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد
اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا مین نے خط شوق　　لیجا مرے نالے کو شب ماہ مین قاصد
مکتوب مین اُس چاہ زنخدان کی ہے تعریف　　ڈر ہے نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد
اُس بت نے نکالا تھا اگر مجھ تلک آتا　　کیون بیٹھ رہا خانۂ اللہ مین قاصد
کیسا چمن کوچۂ جانان مین گیا جلد　　ٹھہرا نہ کہین مثل صبا راہ مین قاصد
لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی　　بھیجا ہے بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد
خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہین مہینے　　آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد
خط اُسنے لکھا سچ ہے یہ کہنا تو قسم کو　　چل حضرت عباس کی درگاہ مین قاصد
ڈھیلی ہے کمر کس کے ذرا باندھ دوبارہ　　گر جائے نہ خط کھل کے کہین راہ مین قاصد
خط پڑھتے ہی ہوتے وہ اِدھر آپ روانہ　　ہوتا جو اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اُسکو تو اُس بت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجر قاتل نکر اتنا روانی پر گھمنڈ　　سخت کمظرفی ہے اِک دو بوند پانی پر گھمنڈ
شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ　　صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ

ہے اگر شمشیرِ قاتل کو روانی پر گھمنڈ
بسملوں کو بھی ہے اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

ناز اُٹھانیکا ہے اُسکے حوصلہ اے جانِ زار
اب تلک تجکو ہے زورِ ناتوانی پر گھمنڈ

نوبتِ شاہی سے آتی ہے صدا شام و سحر
اور کرے چار دن اِس دارِ فانی پر گھمنڈ

دیکھا او ناداں کہ پیری کا زمانہ ہے قریب
کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہے جوانی پر گھمنڈ

چار ہی نالے ہمارے سُنکے چپکی لگ گئی
تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل مرے اعمال کب ہیں اے کریم
تیری رحمت پر ہے تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہے تری خاموش ہو
دل جلوں کے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ

طبع شاعر آگے زوروں پر کرے کیونکر نہ ناز
سبکو ہوتا ہے جوانی میں جوانی پر گھمنڈ

چار موجوں میں ہماری چشمِ تر کے رہگیا
ابرِ نیساں کو بھی تھا دُرفشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والوں کی آنکھیں آپنے دیکھی نہیں
حق بجانب ہے اگر ہے لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم میں ہیں مست
واں نزاکت پر تو یاں ہے ناتوانی پر گھمنڈ

تو بھی کلمہ ترا پڑھوا کے چھوڑوں اے صنم
زاہدوں کو ہے بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزۂ خط جلد یارب رخ پر اُسکے ہو نمود
خضر کو ہے اپنی عمرِ جاودانی پر گھمنڈ

گور میں کہتی ہے عبرت قیصر و فغفور سے
کیوں نہیں کرتے ہو اب صاحبقرانی پر گھمنڈ

ہے یہی تاثیر آبِ خنجرِ جلاد میں
چشمۂ حیواں نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد آبا کے تفاخر کیا امیر
ہیں وہ ناداں جنکو ہے قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف دال مہملہ

کیا روکے قضا کے وار تعویذ
قلعہ ہے نہ کچھ حصار تعویذ

چوٹی میں ہے مشکبار تعویذ
یا فتنۂ روزگار تعویذ

دونون سے نہ درد دل مٹایا
گنڈے کا ہے رشتہ وار تعویذ

کیا ناد علی مین بھی اثر ہے
چارون ٹکڑے ہین چار تعویذ

ڈرتا ہون نہ صبح ہو شب وصل
ہے مہر وہ زر نگار تعویذ

ہمکو بھی ہو کچھ اُمید تسکین
کھوئے جو تپ خیار تعویذ

پتّال کو جڑ ہماری پہونچی
گاڑا تہ پائے یار تعویذ

حاجت نہین اُنکو نورتن کی
بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ

کھٹکے وہ نہ آئے فاتحے کو
دیکھا جو سر مزار تعویذ

پی جائینگے گھول کر کسے آپ
ہے نقش نہ خاکسار تعویذ

اے ترک ٹلین بلائین سر سے
اک تیغ کا خط ہزار تعویذ

ڈر ہے تمھین کنکنون سے لازم
لایا تو ہے سادہ کار تعویذ

اکسیر کا نسخہ اُسکو سمجھون
کھوئے جو ترا غبار تعویذ

مجمع ہے امیر کی لحد پر
میلے کا ہے اشتہار تعویذ

چوٹی مین اگر ہے یار تعویذ
لا میرے ہی سر سے مار تعویذ

یان حب کے تو پانچ چار تعویذ
وان بغض کے ہین ہزار تعویذ

ہے مار سیاہ اُسکی چوٹی
سن سانپ کا زر نگار تعویذ

گھر اُنکے گئے تو ہمنے گاڑے
چارون کونون مین چار تعویذ

لکھے مرے خون سے جو عامل
دکھلائے نئی بہار تعویذ

جاتی نہین ہجر کی تپ حار
ناحق ہے گلے کا ہار تعویذ

قاتل نے لکھا جو کوئی پُرزہ
سمجھا مین جگر فگار تعویذ

چاندی ہوئی اُسکی جب دیا حکم
سونے مین منڈھے سُنار تعویذ

ہوا ایک سپر نہ تیغ غم کی
ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ

لو تار نظر مری اگر ہو
ڈورے کا امیدوار تعویذ

کیون رشک سے دل جلے نہ میرا
ہو اُس سے جو ہمکنار تعویذ

بچھڑ ٹی سے ترے جو سر چڑھایا
ہی صاحب افتخار تعویذ

بازو سے صنم کہان کہان تو
اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے اسیر سوز فرقت
جل جاتا ہی برق وار تعویذ

ردیف راے مہملہ

دلِ پرداغ کا مسکن نہین ہی اُسکے گیسو پر
اُگا ہی پھول لالے کا یہ گویا شاخ شبّو پر

ہجوم ایسا ہوا گلشن مین اُسکے قد دلجو پر
گرے سر زلب جو ٹوٹ کر سر زلب جو پر

الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا
عوض تعویذ کے باندھا ہی اُسنے اپنے بازو پر

کہان جاتا ہی اپنی فکر سے اُس چشم کا مضمون
یقین ہی صید ہو ڈالا ہی گھوڑا ہمنے آہو پر

سنبھل سکتا نہین ہی سرد فور ناتوانی سے
اگر تکیے سے اُٹھتا ہی تو آ رہتا ہی زانو پر

امیدِ قتل ترکِ چشم سے کچھ کچھ تو پڑتی ہی
بڑھا کر دست مژگان رکھدیا ہی تیغ ابرو پر

یہ شوقِ قتل تھا ہمکو کہ مقتل مین گلا رگڑا
کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر

پرستش سے بُتِ پندار کی انکو ہی کب فرصت
مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہین ہندو پر

مرے رونے نے فرقت مین رُلایا ایک عالم کو
بہائے ابر نے دریا مرے ایک ایک آنسو پر

چمک جاتا ہی دردِ دل زیادہ ہجر ساقی مین
اگر برسات مین شبکو نظر پڑتی ہی جگنو پر

اگر رخصت ہی ہی مدِ نظر اتنا ٹھہر جاؤ
کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندھو نہین بازو پر

درِ جانان پہ مطلب تھا یہ الغرض پاے
کہ اس حیلے سے رکھدون ہاتھ در دولت کے بازو پر

خبر تجکو نہین ہی ای سگِ جانان تعجب ہی
پڑا خط بھی نہ میرے تن پہ میری سخت جانی سے

سگِ اصحاب کہف آیا ہماری لاش کے اوپر
تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہی محبت مین
مسلمان ہو کے ہم عاشق ہوے اک طفل ہندو پر

نقط کہتا نہین مین شعر اُس مصراعِ گیسو پر
رباعی اک نئی ہوتی ہی مونہ دن چار ابرو پر

نہین خالِ سیہ جو ہی نمایان اُسکے ابرو پر
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پر

وہ شاہِ حسن تل بیٹھے تو یہ اوجِ شرف بخشے
کہ صدقے ہو ہما پھر پھر کے شاہین ترازو پر

مرض مین اُسکے گھر جا کر عیادت کا مزہ اُٹھا
دعا ہمنے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اُسکے بازو پر

مُعطر مغزِ جان تک ہو جو میرے داغِ دل سونگھین
چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پر

سلام اُس ترک کا لینا ہی ایما قتل کا شاید
کہ رکھتا ہی وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پر

ہوا مین سینہ زن فرقت مین سینہ کر کے یاد اُسکا
خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر

نئی وحشت ہی مجکو وحشیون سے انس ہی ایسا
کہ آنکھین دشت مین ملتا ہون نقش پاے آہو پر

خیالِ ناوکِ مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہین
کہ تو دیگا گمان ہوتا ہی مجکو اپنے پہلو پر

گرے تھے نہر گلشن مین کبھی دو اشک گرم اپنے
حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ تبخالے لبِ جو پر

نہایت تنگ ہی قاتل ہماری سخت جانی سے
کہ تن پر خط نہین پڑتا کوئی اُس دست و بازو پر

کیا دلکو جلا کر خاک خاک اپنی بنی وسمہ
بڑی مشکل سے پایا قبضہ اُسکی تیغ ابرو پر

ملے بازو اگر اُس ترک نے دستِ حنائی سے
جمایا طائرِ رنگِ حنا نے رنگ بازو پر

بہت کرتا تھا رم جب سامنے آیا وہ صید افگن
نہ سوجھا کچھ پڑے حیرت کے پردے چشم بازو پر

صدف کی کیا حقیقت ہی اگر اسمین نہو گوہر
نہ کیونکر آبرو ہو آنکھ کی موقوف آنسو پر

پسِ مردن یہ بخشی ہمکو رفعت بیقراری نے
پہنچے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

پڑا جاتا ہی تجسے دیکھ کو سودن ناقہ لیلی
سوار ای قیس تو بھی کیون نہین ہوتا ہی آہو پر

سہی قد یاد آتے ہین جو گلشن مین خرامان بھی
بھر آتی ہین امیرؔ آنکھین مری قمری کی کوکو پر

کیا قصد جب کچھ کہون اُس کو جلکر — دبی بات ہونٹھون مین منھ سے نکلکر
گرا مین ضعیف اُسکے کوچے کو چل کر — زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر
نئی سیر دیکھو سوے قاف چل کر — سرِ راہ بیٹھی ہین پریان نکل کر
اِدھر کی نہو جائے دُنیا اُدھر کو — زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر
وہ کرتے ہین باتین عجب چکنی چکنی — یہ مطلب کہ چوپٹ ہو کوئی پھسل کر
وہ مضطر ہون مین کیا مرے ساتھ گھر یون — تڑپتا ہی سایہ بھی کروٹ بدل کر
یہ کہتی ہی وہ زلف عمرِ خضرؑ سے — کہ مجھ سے کہان جائیگی تو نکل کر
گلستان نہین ہی یہ بزمِ سخن ہی — کہو شاعرون سے کہ پھولین نہ پھل کر
غضب اوج پر ہی مری بیقراری — زمین آسمان بن گئی ہی اُچھل کر
پڑا امیرؔ دل پر جو منھ تو نے پھیرا — نشانہ اُڑایا ہی کیا رُخ بدل کر
نہ آئین گے وہ آج کی شب بھی شاید — کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر
چلو وحشیو بزمِ گلزار سے چھکے — گل آئے ہین پوشاک مین عطر مل کر
چھپا کب بہت خاک ظالم نے ڈالی — شفق بنگیا خون میرا اُچھل کر
کمر بال سی ہی نہ لچکے یہ ڈر ہی — جوانی پر اِترا کے ترک اتنا نہ بل کر
حضور اُسکے باتین جو کین ڈرتے ڈرتے — کھڑا ہو رہا دور مطلب نکل کر
چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے — ہوئی پردہ ہر بات مین تہ نکل کر
وہ ہون لالہ سان سوختہ بخت میکش — کہ مے ہو گئی داغ ساغر مین جل کر

کہے شعر امیرؔ اُس کمر کے ہزارون
مگر رہ گئے کتنے پہلو نکل کر

یہی سوز دل ہی تو محشر مین جل کر
جہنم اُگل دیگا مجکو نگل کر

پڑی مجپہ اوچھی وہ تلوار چل کر
گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر

نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب
نہ گھٹ کر ہون قطرہ نہ دریا اُبل کر

تری بات بھی تیر ہی ناوک افگن
گڑی میرے دل مین زبانسے نکل کر

جو شامِ شبِ ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پہ آئی ہی صورت بدل کر

جہان مین نہ کی قدرِ غم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دل سے نکل کر

رُخ اُس بت کا شاید نکلتا ہی پتھر
کہ قدمون پہ گرتی ہین نظرین پھسل کر

جلا تھا مرا دل جو پروانہ آسا
کہا مین نے بھی شمعرو اُن کو جل کر

جلانے کو دل داغ سینہ ہی حاضر
مگر تو ہی اے داغ پہلے پہل کر

جو کھینچے گا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اُنھین آتے دیکھا تو دوڑین نگاہین
گئی آنکھین اُن سے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پاؤن محفل مین کیسے
ذرا آدمیّت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز اسقدر نقد جان کیون ہی اے دل
خدا دے جو ہمّت تو نذرِ اجل کر

بشر کیون نہو بیوطن ہو کے مضطر
تڑپتی ہی دریا سے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہون جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پہ مرے گر پڑی تیغ اُگل کر

مرا دل بھی آئینۂ انجمن ہی
دکھاتا ہی سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے درِ دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہل مسجد سے اِظہارِ تقویٰ
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چلکر
دوپٹہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہی خود اُنسے پوچھون مین چلکر
یہ خط تمنے پھاڑا کہ قاصد نے جل کر

جو برسات مین تا درِ یار پہونچے | بہا نہ کیا خود گرے ہم پھسل کر
توقع ہی دھوکے مین آ کر وہ پڑھ لین | کہ لکھا ہی نامہ اُنھین خط بدل کر
کہین محتسب چونک اُٹھے نہ غش سے | نہ جا بوے مے میکدے سے نکل کر
یہ نہر دم و لالہ و گل نہ سمجھو | دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر
زمین پر نہین پانون رکھتا ہی قاتل | کہو خون دامن پکڑے اُچھل کر
وہ نیرنگ پروانہ ہی عمر انسان | دکھاتی ہی یہ تین شکلین بدل کر
نکالا جو پیرِ مغان نے تو غم کیا | بلا سے لے گی پھر دخترِ رز مچل کر
کھنچے دل نہ کیونکر حسینون کی جانب | جو پارہ بھی دوڑے کتو مین سے نکل کر
دمِ فکر ہی دھیان کس خوبرو کا | کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھل کر
پڑا ہی جو بے آب چاہِ زنخدان | ہوا کیا عرق تیرے رُخ سے نکل کر
نفس وار کی ایک جا آمد و شد | کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چل کر
حسین کیون نہ جوشِ جوانی کو روئین | کہ جو بن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر
وہ مقتل ہی تیرا کہ آتے ہین قاتل | جوان دوڑ کر گھٹنیون طفل چل کر
نہ جائے کبھی وارِ قاتل کا خالی | جگر رو ب رہے روک لے دل اُچھل کر
یہ خواہان ہی مثلِ نگین بے نشانی | نہ جائے کہین نام ہمسے نکل کر
مرے قتل سے وہ کمر کب ہی منکر | خطر کیا ہی بیٹھی ہی کیون نال ٹل کر
یہی سوزِ غم ہی تو اشکون کی صورت | کسی روز نہ بہ جائیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک سائے سے جل کر

نہ جاتا تھا اُس تک کبوتر دہل کر | روا نہ کیا روغنِ قاز مل کر
تھکے مُدتون راہ مین جنکے چل کر | وہ در تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

شب تار ہو جائیگا روز روشن
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت
تو یوسف جوان بھیڑیون مین ہو پل کر

ضعیفون کو ہی باعث زیست بستر
کہ ٹلتا ہو عکس آئینے سے نکل کر

ذرا گرم نظرون سے دیکھے جو ساقی
ابھی مے سے پتلا ہو شیشہ پگھل کر

لگا رہنے دودے سے بیتاب دل کو
کہان جائے بازو سے مچھلی نکل کر

گرین گرم آنسو جو دریا مین میرے
صدف مین گہر پھر ہو قطرہ پگھل کر

عجب خاک تیرہ بھی ناگن ہی موذی
کہ بے غم ہی بچون کو اپنے نگل کر

مے گرم نے کر دیا گرم ساقی
صراحی پلا کوئی شورے سے جھل کر

یقین ہی کہ پھر جان ہی لین یہ موذی
جو بیٹھین کبھی مثل چیچک نکل کر

جو وہ اُٹھ چلے اہل محفل تو کیسے
پکڑے سپند اُسکا دامن اُچھل کر

رقیبون سے کیا راہ ہی ڈاکیون کو
کہ دیتے ہین مجکو خط اُسکا بدل کر

وہ مجنون ہون شبکو جو صحرا مین جھنکوان
چراغ سر راہ ہو گھانس جل کر

ابھی جان دیدون جو دے مجکو مٹی
غبار اُس ستمگر کے دل سے نکل کر

اُٹھا ایدا آنکھون سے اتنا نہ طوفان
کنوئین مین بیٹھ جاتے ہین اکثر اُبل کر

نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے
جلایا جو پردون کو آنکھون نے جل کر

جھنکائی لحد گلرخون کو فلک نے
پڑی کس شکنجے مین نازون سے پل کر

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا
بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر

کہو میرا مرنا نہ اُس گلبدن سے
مٹا دے نہ رنگ حنا ہاتھ مل کر

وہ لاغر تھا مین بہت قلزم مین ڈوبا
گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہی شاطر
دکھاتا ہی کیا کیا یہ نقشے بدل کر

آستین سے جو ہوا دست ستمگر باہر
ڈر سے آسکتے نہین میرے سیہ خانے مین
داغ الفت مرے دلمین کوئی چھپ سکتا ہی
غیر قاتل سے جدا ہو نہین آتا ہی یقین
کیا ہوا خط کا جو اُس چاہ ذقن پر ہی ہجوم
شوق ہوتا جو نہ اُس چاہ ذقن کا رہبر
ایک گھر مین نہین رہ سکتے ہین یاجوج و انسان
ہون وہ دیوانہ جو رکھتا ہون نہ زندان مین قدم
مجمر چشم سے کیونکر نہ اشک آئے نہ تند
ہون وہ جانباز مین آیا تو بے استقبال
چاہتا ہی کہ وہ بے پردہ ہو آنکھونکی حضور
قاصدی کیا جو خط اُس تیر فگن کو مین لکھون
شیخ صاحب نے جو رندون کی سنی ہی آمد
ہون چڑھاتا ہی عبث جان بھی دی سر بھی دیا
وہ خوارون کا زمانے سے جدا ہی عالم

مین یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر
ماہ و خورشید چلے جاتے ہین باہر باہر
شمع فانوس کا نور ایک ہی اندر باہر
ہو گا سگ کوچۂ قصّاب سے کیونکر باہر
مور روزن سے نکلتے ہین برابر باہر
کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر
حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے مُتر باہر
غل یہ زنجیر مچاتی ہی کہ باہر باہر
کہ سپند آگ سے آتا ہی چٹک کر باہر
تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر
اتنا جامے سے نہو کوئی کبوتر باہر
چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر
کیسے گھبرائے پڑے پھرتے ہین اندر باہر
کب ہوا تجھ سے مین ای ترک ستمگر باہر
بھٹیان ہوتی ہین آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہی اس پیکر خاکی کی امیرؔ
کیا حقیقت ہی صدف کی جو ہو گوہر باہر

ج وحشت نے ہزارون کو پنھائی زنجیر
ہمارے دل صد چاک کا حصّہ وہ زلف
ج عشّت ہوئی پوری ترے دیوانے کی
ہی جنون مان خدا کو نہ کڑی کر مجھپر

رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر
شانہ ہی کون جو چھوتا ہی پرائی زنجیر
ملک الموت نے پاؤن کی بڑھائی زنجیر
عرش ہل جائیگا مین نے جو ہلائی زنجیر

بیج

ہی خوشی مجکو جو زندان سے رہائی کی تو یہ
تنگ ہی قید سے پائیگی رہائی زنجیر

ترے باتون سے پرے ہو نہین نالان مین فقط
کھینچتی ہی مرے پانون کی دہائی زنجیر

قید خانے کی طرح وادیِ وحشت مین ہون قید
ہو گئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

یادِ گیسو نے دکھایا ہی تماشا کیسا
شیشۂ دل مین ہمارے اتر آئی زنجیر

کس پری کے گلِ عارض کا مین دیوانہ تھا
کہ مرے پانون مین پھولی نہ سمائی زنجیر

قید خانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
موج گل آئی تو سمجھا کہ مین آئی زنجیر

ای پری دستِ حنائی کا مین دیوانہ ہون
چاہیے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر

پانو پھر انکے گری ہو کے پریشان کاکل
مری وحشت نے پری کو بھی پنھائی زنجیر

اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجکو
یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر

اچھلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
ہنکڑی ہاتھون مین پانون مین پنھائی زنجیر

اک حسین کا ہون مین دیوانہ تکلف ہی ضرور
نقرئی طوق ہی زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانبِ صحرا گذرا
طوق گرداب نے موجون نے پنھائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو ای آہنگر
آہنِ برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

ای جنون پانون مین مجروح تو گردن مین خراش
طوق گلرنگ لہو سے ہی حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
جاے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
واے بیرحمی کہ پانی بند ہی بیمار پر

جا بجا سبزہ نہین ای دل یہ قصرِ یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سرِ دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا درِ دلدار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکر سرِ دیوار پر

جو ہفت افلاک ہین انسان کے جسمِ زار پر
بوجھ ان ساتون چھتون کا ہی اسی دیوار پر

یہ مرے بیت الحزن پر چھائی ہی پوسیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہی قدم دیوار پر

کہ گئی گل کرکے میری شمع بالین کو صبا
کوئی او نادان روتا ہی سر بیمار پر

بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا
ہاتھ رکھدے بڑھ کے چشم نرگس بیمار پر

ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نغمون ہی پست
دست گلچین پڑگیا اکثر بہک کر خار پر

وار کرنے کی نہ قاتل کو ملی گلشن مین بار
دوڑ کر خود رکھدیا مین نے گلا تلوار پر

باغ سے پہونچا مین وحشی بے تکلف سوے دشت
پانؤن بھی رکھا نہ مثل بوے گل دیوار پر

مے سے کپڑے زاہدان خشک کے کیا تر کیے
جلکے ہمنے آگ رکھدی جبۂ و دستار پر

وہ حسین ہی تو ہوا زندان مین جس دم جلوہ گر
کھنچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

بیٹھتے ہی بیٹھتے ہر پر ہوا بال ہما
جو کبوتر اڑ کے آبیٹھا تری دیوار پر

اگر نہ گل کانٹے نہین ہوتے یہ گلشن مین نمود
انگلیان اٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر

کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی مین نے آہ
وار روکے سیکڑون تلوار کے تلوار پر

زیر و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
اور اک دیوار اٹھی باغ کی دیوار پر

آنکھ اگر آئینۂ وحدت نما سے ہو دوچار
ہو پر طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر

باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا مین بے بال و پر
اڑکے پہونچون بھی تو پہونچون باغ کی دیوار پر

شمع سان گریان ہی قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوئے دیکھا اسی بیمار پر

لڑتے ہین عشاق کیا کیا ابروے خمدار پر
روز یارون کے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر

جلوہ گر ہی خود وہ اپنے طالب دیدار پر
دھوکے کی ٹٹی ہی پردہ یار کے رخسار پر

دیکھکر چھاپے سراپا میرے جسم زار پر
کیسے جھنجھلائے وہ اپنے موتیون کے ہار پر

شان اسکی ہی کوئی فارغ ہو کوئی زیر بار
چھت جو بنتی ہی تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر

سمجھے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اس آنکھ کی
بارہا دیکھی رکھے انگلی ترک نے تلوار پر

بند آنکھون کی دکانین ہوگئین ہنگام مرگ
آخر شب کیا اداسی چھا گئی بازار پر

اوج دولت مین بھی کتنے شاد ہین کتنے حزین
لالہ داغی کبک دیکھے خندہ زن کہسار پر

ہو نہین وہ محروم راحت گر نہ پاؤن فرش خواب
گر پڑے دیوار پھٹ کر سایۂ دیوار پر

ہی بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی ہی چال یکسان راہِ ناہموار پر

ہون وہ طائر لذت غم کب ہوئی پوری نصیب
نوچنے مین رہگئے صیاد سے دو چار پر

اسلیے تا دور ہی سے دیکھنے والے ہون مست
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

کر کے گلگشتِ چمن گھر کو چلا جسدم وہ گل
ابر کے بدلے اُداسی چھا گئی گلزار پر

ہی یہی باعث جو ہی رنگِ بدن طوطی کا سبز
زہر کھایا ہی تمھارے سبزۂ رخسار پر

نیزۂ قاتل سرِ بسمل پہ خندان زخم تن
کیا اُگا ہی نخلِ ماتم قہقہہ دیوار پر

ای پری آتے سلیمان بھی عبادت کو اگر
سورۂ جن پڑھ کے دم کرتے ترے بیمار پر

تیز پڑتی ہی نظر اُس ترک کی تجھپر امیر
تُل رہا ہی باز کیا کنجشک کے آزار پر

ہوا گر ناز سے وہ بزم مین رقصان جھک کر
چوم لے پاؤن سرِ گوشۂ دامان جھک کر

مرتبہ پیشِ خدا ہوتا ہی اُتنا ہی بلند
جسقدر چلتا ہی انسان سے انسان جھک کر

خاکسارانِ زمین کا ہی یہ شوقِ پابوس
رہگئی ہی کمرِ گنبدِ گردان جھک کر

رفعتِ قصر تواضع سے اگر واقف ہون
آئین پھر خانۂ درویش مین سلطان جھک کر

مین وہ عاشق ہون صفا کیش پریرون کا
ہوتے ہین مجھ سے بغلگیر سلیمانؑ جھک کر

دیکھ پائے جو اسی ٹھاٹھ سے تجکو ای ترک
لے قدم دوڑ کے رستم سرِ میدان جھک کر

تم وہ لیلیٰ ہو جو آئے تو برائے تسلیم
بید مجنون ہوے شمشادِ گلستان جھک کر

بیڑیان بھی جو کٹین ہون وہ اسیرِ لاغر
پاؤن مین میرے پھنسے طوق گریبان جھک کر

سرکشی اہلِ تواضع سے کوئی چلتی ہی
پست دروازے سے آتا ہی خود انسان جھک کر

تو وہ گلرو ہی اگر باغ مین رکھتا ہی قدم
چوم لیتی ہی قدم شاخِ گلستان جھک کر

قدِ خمِ گشتہ پہ کس طرح نہ روئیں انسان
سب سمجھتے ہین کہ گر جاتے ہین ایوان جُھک کر

آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیر حیات
چار دیوار عناصر ہوے ویران جُھک کر

ہی یہ ایما کہ چلا چاہتے ہین زیر زمین
چلتے ہین موسم پیری مین جو انسان جُھک کر

کہد و صیاد سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہی کام
خود نہ پائیگی تجھے شاخ گلستان جُھک کر

یاد رکھ مصرعِ اُستاد یہ ہر وقت امیر
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جُھک کر

دل کو رہتی ہی جو یادِ رُخِ جانان رات بھر
ہم بھی حافظ کیطرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر

یادِ زلفِ یار مین جمعیتِ خاطر کہان
خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر

ان دنون ہوتے ہین یون اپنے بسر لیل و نہار
یادِ رُخ دن بھر خیالِ زلف پیچان رات بھر

کچھ شبِ فرقت نہ پوچھو حال اشک و آہ کا
برق چمکی صبح تک برساہی باران رات بھر

بندھ گیا ہی شام سے کس لعلِ افشانکا دھیان
جگنوؤن سے ہی مرے گھر مین چراغان رات بھر

باغبان ہوتا ہی مجھ گریان سے کیون چین بر جبین
مثلِ شبنم باغ مین ہون تیرے مہمان رات بھر

نیتِ بد ہی تو کارِ نیک سے حاصل ہی کیا
جاگتے ہین دزد بھی مثلِ نگہبان رات بھر

عالمِ افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج
ہی چراغِ خانہ اپنا ماہِ تابان رات بھر

اور بیماری مین ہوتا ہی شریکِ درد کون
شمع رہتی ہی مرے بالین پہ گریان رات بھر

تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا
پھونکتے ہین مشعلین غولِ بیابان رات بھر

آتشِ شوق اور میرے قصہ خوان نے تیز کی
کیون سُنایا ذکرِ بلقیس و سلیمانؑ رات بھر

کی عبادت صبح تک بھیجا کیے ہم بھی سلام
حکم حیدرؑ تھی جو آواز نگہبان رات بھر

پوچھتے ہو کیا شبِ فرقت کی تاریکی کا حال
اپنی آنکھون سے رہے ہم آپ پنہان رات بھر

ذرّہ و پروانہ آسا گردشِ ایام سے
ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سوزان رات بھر

کشورون مین لکھ کے خط احباب کو بھیجے امیر
کیسے کیسے طی کیے خامے نے میدان رات بھر

غنچہ ساں بیٹھ رہا سر بگریبان ہو کر
رخ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہو کر

روحین کشتون کی گلے ملتی ہین شادان ہو کر
عید سے عید ہوئی یار پہ قربان ہو کر

پتلیان کب تری آنکھون مین ہین اے غیرت حور
دیکھنے آئی ہین پریان تجھے انسان ہو کر

عشق عارض مین مرے تار نظر چاہتے ہین
رہین قرآن مین شیرازۂ قرآن ہو کر

ناتوانی نے مری مجھکو بنایا کانٹا
چشم مردم مین کھٹکتا ہون مین انسان ہو کر

ہوکے محمود مین ہون بندۂ فرمان ایاز
ناز پریون کے اُٹھاتا ہون سلیمانؑ ہو کر

ابھی اتنا ہی حجاب اُنکو جو کچھ کہتا ہون
نیچی کر لیتے ہین آنکھین وہ پشیمان ہو کر

جلگیا اُگتے ہی دانا جو مری قسمت کا
آسیا رہ گئی انگشت بدندان ہو کر

ہو جدا تجھسے تو کیا خاک رہے عاشق مین
جسم پیوند زمین ہوتا ہی بیجان ہو کر

ہون وہ وحشی مجھے نظرون سے گرائے جو جہان
چشم عالم مین پھرون خواب پریشان ہو کر

دل ملا خاک مین ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑون دانے اُگے خاک مین پنہان ہو کر

گل ہوا غنچہ تو آوازہ یہ اُس سے آئی
جمع پھر دل نہین ہوتا ہی پریشان ہو کر

کچھ اُٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
چل دیا زخمون پہ قاتل نمک افشان ہو کر

خون دل کو جہ گیسوے سیہ مین جو بہے
جلوہ گر ہو شفق شام غریبان ہو کر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن مین چمکین
جل اُٹھین شہپر طاؤس چراغان ہو کر

چاہتے ہین تری تلوار کے جوہر اوترک
دہن زخم مین جم بیٹھتے دندان ہو کر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھین
رہ گئین رخنۂ دیوار گلستان ہو کر

موسم گل مین تقاضا ہی جنون کا یہ امیر
چاک ہو پیرہن زیست گریبان ہو کر

زار ایسا مین ہوا بادیہ پیما ہو کر
ذرہ چاہے تو تھکا دے مجھے صحرا ہو کر

اسقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہو کر
کف پا اُٹھ نہ سکے نقش کف پا ہو کر

ہم مریضون سے یہ اغماض مسیحا ہوکر
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہوکر

لذّتِ درد سے جینے کا مزہ ملتا ہی
چھیڑتا کیون ہی مجھے زخم دل اچھا ہوکر

بعد مرنے کے بندھی ہی مرے نالون کی ہوا
گنبدِ قبر اُڑے کیون نہ بگولا ہوکر

سرو وگل سے تمھین تشبیہ مین کب دیتا ہون
لال آنکھین نہ کرو آگ بگولا ہوکر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر
رہگیا دیدۂ بسمل کی طرح وا ہوکر

ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھسلا
آرہا کان مین اُس مہر کے بالا ہوکر

اونچے اُڑتے ہین کبوتر تری ٹکڑی کے غضب
جا لگے چرخ سے کیا عقدِ ثریا ہوکر

حسرتِ دستِ حنائی مین ہم ایسا روئے
بہگیا آنکھ سے دل خون تمنا ہوکر

دل حسینون کی محبت مین لگا ہی رہنے
غرق کردے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہوکر

دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کیطرف
چور ہر دانۂ انگور ہو مینا ہوکر

لیجئے مال امیرون سے فقیرون کے لیے
لوٹیے دولتِ دین طالبِ دنیا ہوکر

آکے وحشت مین جو کہتا ہون مین سہ جاتا ہی
ناز مجنون کے اُٹھاتا ہی وہ لیلیٰ ہوکر

بید ہین بنتے ہو تا تم سے جلانا نہ پڑے
خوب دم دیتے ہو مُردون کو مسیحا ہوکر

نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا
تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کسکا ہوکر

لیکے وہ تیر و کمان جاتے ہین جب بہرِ شکار
قاف سے آتے ہین جن آہوے صحرا ہوکر

خرمنِ جان و جگر مزرعِ امید امیر
دل نے پھونکا شررِ آتشِ سودا ہوکر

کبھی تو بھول کے رکھدے قدم مرے سر پر
پڑا ہون صورتِ نقشِ قدم ترے در پر

جو ذبح بھی ہو تو احسان نرکھ ستمگر پر
یہ ذکر خیر رہے گا زبانِ خنجر پر

وہ مست ہون کہ گڑتا ہون سینہ خنجر پر
وہ شیشہ ہون کہ پٹکتا ہون سر کو پتھر پر

وہ مست جب کبھی گذرا ہی میکدے کیطرف
بہک کے دست سبو جا پڑا ہی ساغر پر

دلِ شکستہ نے اُس بُت کے دل کو نرم کیا
کیا ہی ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر

برنگِ سایہ رہا پایمال ساری عمر
مین جسکے پانؤن پڑا پانؤن رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگِ یار کو سلام نیاز
ہُمانے سایہ پردن سے کیا کبوتر پر

ہوا ے بوسۂ لب ہی یہی تو مرگ کے بعد
حباب بنکے رہونگا مین آبِ کوثر پر

ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون
چھڑک لیا تھا نمک مین نے شیرِ مادر پر

پھڑک رہا ہی مرا مُرغِ روح ای قاتل
کہ جوہرون نے بچھایا ہی جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک یہ ہوتا ہی
پڑا ہوا ہی فقط رختِ خواب بستر پر

نگہ کو دیتے ہین گردش جو آئنے مین یہ ترک
چھُری کو کرتے ہین در پردہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہی خواہان تو خاکساری کر
یہ قول گرد یتیمی ہی روے گوہر پر

صفتِ مژہ کو بھی ہی تاک چشمِ ساقی کی
گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہی نامہ مرا لیکے نامہ بر یا رب
ترے حبیبؐ کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہی یہ نفرت نہ ہاتھ اُٹھاؤن امیر
پڑھون جو فاتحہ مین تربتِ تو انگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر
گمان ہُوا کہ شکن پڑ گئی ہی چادر پر

پھرینگے حشر مین کھولے ہوئے وہ زلف دراز
بڑی بلا تو پڑے گی یہ اہلِ محشر پر

کچھ اسمین شان نکلتی ہی تیرے مژگانکی
نثار سورگِ جان ایک نوکِ نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوے یار مین شانہ
ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

پیا تھا جوشِ جنون مین کبھی لہو میرا
وہی مزہ ہی ابھی تک زبانِ خنجر پر

ہُوا تلوّنِ اہلِ دول سے یہ ثابت
قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آبِ گوہر پر

مین سخت جان وہ کرتا ہی سنگسار مجھے
خطر ہی ضرب نہ آجائے اُسکی پتھر پر

ملے جو خدمتِ آئینہ داریِ خوبان
تو لات ماردون مین دولتِ سکندر پر

لیے ہین دفترِ عصیان کو کاتبِ اعمال
مرے گناہون کی گٹھری ہی غیر کے سر پر

یہ مجکو حسرتِ دیدارِ یار تھی دمِ قتل
پسِ فنا نہ چڑھا خون بھی مرے سر پر

جو ایکدم کو بھی غرفے مین آپ آبیٹھے
ہجومِ خلق سے دیوار اُٹھ گئی در پر

وہ ناتوان ہون نکالے جو گھر سے یار مجھے
چلون وہ چال کہ پہونچون نہ حشر تک در پر

ہجومِ اشک سے دانتون کے عشق مین پھلا
بندھا ہی موتیون کا پُل یہ آبِ گوہر پر

وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھوکا
تو اُڑ کے مثلِ پرِ کاہ جاؤن بستر پر

امیرِ ظلمتِ عصیان سے رہگیا پردہ
عجب نقاب پڑی روے اہلِ محشر پر

سُنا کسی سے جو نامِ دواے دردِ جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہاے دردِ جگر

رضا جو عشق کی ہو ہر طرح ہو نہین راضی
گھٹائے دردِ جگر یا بڑھائے دردِ جگر

نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہی طبیب
کہان سے آئے الٰہی دواے دردِ جگر

زبان رُک نہین سکتی ہی رنگ چہرہ ہی زرد
کہان تلک کوئی یارب چھپائے دردِ جگر

تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہی اب مجھے ثابت
کہ جان جائے یہ ہی انتہاے دردِ جگر

دیا ہی قسمتِ بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہی سواے دردِ جگر

ہوئی دوا بھی لکھے عالمون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلاے دردِ جگر

اُٹھا کے آنکھ بھی دیکھا نہین کسیکی طرف
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے دردِ جگر

ہمارے دل کا وہی دردِ امیر کچھ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلاے دردِ جگر

جلتا ہی دل فراق مین کیونکر خوشی آئے ابر
برکالے آگ کے ہین مجھے لکہ ہاے ابر

بیکس وہ ہون کہ میری لحد پر جو آئے ابر
رو رو کے چادرِ آبِ رواں کی چڑھائے ابر

ہین کسکے غم مین نالۂ دردآشناے رعد
ہی کسکے غم مین گریۂ بے انتہاے ابر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان — آئی ہی ٹھیک انکے بدن پر قباے ابر
ساقی ہین بادہ خوار ترے بادشاہ وقت — سر پر ہی اُنکے سایۂ بالِ ہماے ابر
سر سبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون — بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعاے ابر
مین ہجرِ یار مین نہ کرون نالے ای فلک — بلبل تو ہاے گل کہے طاؤس ہاے ابر
آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کہان — چھائی ہی کیا چمن مین اُداسی بجاے ابر
اک برق وش کی یاد مین رو رو کے مر گیا — کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری رداے ابر
دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین — پانی کو دوڑتے ہین عبث لکہ ہاے ابر
ہر دامنِ مژہ مین سمندر بھرے ہون جب — پھر کس طرح نظر مین ہماری سماے ابر
خطِ اِس طرح ہی روے کتابی یار پر — کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اُٹھاے ابر
بجا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا — کہدو کہ آبرو کو نہ اپنے مٹاے ابر
مجھ مست سے بھری ہوئی ہی یہ ہواے باغ — شیشہ بھرون جو مے سے تو پتھر گراے ابر
برسات مین یہی ہی اگر میکشی کا لطف — دامن مین زاہدون کے نہ دھبا لگاے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہی اسیر — ہان نیلگون ہی دوش ہوا پر رداے ابر

ای بتو لازم ہی چشمِ لطف دولت خواہ پر — بوسہ یا دُشنام کچھ تو دو خدا کی راہ پر
جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندون کے مطیع — سایہ کرتا ہی ہما شہپر سے فرقِ شاہ پر
پھنس گیا ہون دام مین صیاد کو ہی اختیار — اب گلا میرا دبائے خواہ اُڑا دے خواہ پر
بیٹھنے دو پاس لینگے بوسۂ عارض نہ اب — شک اگر ہو مُہر ہم کر دین کلام اللہ پر
چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین — چھائیان ہمکو نظر آتی ہین روے ماہ پر
کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بناتا ہی عبث — چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر
کی مشقت ہو گئے ہم خاک جسکی راہ مین — ای فلک وہ آجتک آتا نہین ہی راہ پر

اُٹھ سکیگا کسطرح مجھ ناتوان سے کوہِ ہجر
ڈالتے ہو کوہ کا تم بوجھ برگِ کاہ پر

شکر ہی اتنا تو اُلفت نے کیا پیدا اثر
آہ کر اُٹھتا ہی وہ بیدرد میری آہ پر

ہو وہ شاہِ حُسن ہین افلاک بھی زیرِ نگین
سکّہ بٹھلاؤ زرِ خورشید و سیمِ ماہ پر

دیکھتے کیا ہو دلِ نالان کو دیکھو رعد کو
کیا بڑی آواز ہی اِس قامتِ کوتاہ پر

ہون وہ بیمارِ محبّت مین جو چاہونگا علاج
چرخ سے اُترینگے عیسٰی سقفِ بیت اللہ پر

ہی تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی
موت کا قابو برابر ہی گدا و شاہ پر

شکر ہی آئے بھی میرے گھر مین مہمان بھی ہوئے
یہ عنایت پر عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین مٹ جائینگے یہ مثلِ حبابِ بادہ امیر
ہین عبث مغرور منعم خیمۂ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہوا سلسلہ جنبان چلکر
آ رہا جو مرے دامن مین گریبان چلکر

تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی
رہگیا چار قدم سوئے بیابان چلکر

جمع عشاق ہین نکلو کہ گرے لاش پہ لاش
تیغ کی چال دکھاؤ سرِ میدان چلکر

ابر آیا ہی بہت بیٹھ چکے مسجد مین
کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر

قصد اُس بزم کا کیجے کہ ملے بوسۂ لب
لیجیے مول کوئی لعلِ بدخشان چلکر

جانتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہی وہ چال
چال مجھ سے نکرے کبکِ خرامان چلکر

باغ باغ اُسکی گلی مین ہی مرا غنچۂ دل
کیا کرون مین طرفِ روضۂ رضوان چلکر

سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم
پانی پانی ہی ترا خنجرِ بُرّان چلکر

تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے
کبک و طاؤس نہ کیونکر ہون پشیمان چلکر

دل بھر آتا ہی احباب کی فرقت مین امیر
روئیے خوب سرِ گورِ غریبان چلکر

طرفہ دولت کا نشان زلفِ رسا ہی سر پر
توشۂ حُسن ہی یہ ظلِّ ہما ہی سر پر

سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی امن کی جا ۔ پہونچے جس شہر مین دیکھا کہ قضا ہی سر پر
واقعی کتنی ہی معشوقۂ دُنیا بے شرم ۔ رُخ پر اُسکے ہی نہ برقع نہ ردا ہی سر پر
شمع سان سوزش غم سے نہین دُنیا کو نجات ۔ کیا تکلف ہی اگر تاج طلا ہی سر پر
دھوپ مین جلکے دکھایا ہی دنیا تمنے فروغ ۔ آفتابی ہی کہ دامان قبا ہی سر پر
روبرو اُسکے جھپکتی ہی مہ و مہر کی آنکھ ۔ چاند سورج کی وہ چوٹی مین ضیا ہی سر پر
کہکشان چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شب ہجر ۔ ترک کھینچے ہوے شمشیر جفا ہی سر پر
سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہین وبال ۔ سایۂ بالِ ہُما ابر بلا ہی سر پر
سُرخ ٹوپی نہین پہنی ہی مرے قاتل نے ۔ خون ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہی سر پر
حسب ارشاد نبی فقر حقیقت مین ہی فخر ۔ ابر رحمت کہ گلیمِ فقرا ہی سر پر
دشت مین گرمیِ رفتار و بخارِ دل سے ۔ بجلیان پانؤن کے نیچے ہین گھٹا ہی سر پر
حاملِ کوہ غمِ ہجر ہون کیا راہ چلون ۔ پانؤن اُٹھ سکتے نہین بوجھ بڑا ہی سر پر
کوے جانان مین گرایا مجھے ای لغزشِ پا ۔ بارک اللہ یہ احسان ترا ہی سر پر
میکشو پانؤن اُٹھائے ہوے گلشن کو چلو ۔ ساتھ چلتی ہی ہوا سرد گھٹا ہی سر پر
محتسب نے لیے ہی شیشے کی پری کا دشمن ۔ سخت دیوانہ ہی جن اسکے چڑھا ہی سر پر
واعظِ شہر بھی رکھتا ہی کنھیا کا مُکٹ ۔ واہ عمّامہ عجب جلوہ نما ہی سر پر

اہل دنیا ہین غرض کے لیے دیندار امیرؔ
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہی سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دو چار ۔ ساتھ پیکان کے نکلجاتے ہین ارمان دو چار
ذکر اُس مصحفِ عارض کا بھی ہوتا ہی ضرور ۔ جمع ہوتے ہین جہان حافظِ قرآن دو چار
ساکنانِ حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے ۔ رُخ کے حیران ہین تو گیسو کے پریشان دو چار
جب نکلتے ہین مکان سے وہ بدلکر کپڑے ۔ چاک ہوجاتے ہین رستے مین گریبان دو چار

مجلسِ گورِ غریبان نہین رہتی خالی
روز آرہتے ہین اُسمین نئے مہمان دوچار

جھانک کر روزنِ دیوار سے دیکھو تو ذرا
دریہ ہین خاک نشین بے سروسامان دوچار

عاشقِ عارض دلب قید سے چھوٹے جس دم
گئے دس بیس حلب کو تو بدخشان دوچار

ہون وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہین دل روز مرا
جبتلک طے نہین کرتا ہون بیابان دوچار

رُخ کے عشاق سے وابستۂ گیسو ہین سوا
لاکھون ہندو نظر آتے ہین مسلمان دوچار

ہون وہ بسمل مرے زخمون کو مزہ درد کا ہی
نہ بھرے جی جو نہ خالی ہون نمکدان دوچار

امتحان مردمِ دُنیا کا کیا ہَینے امیر
دیو خصلت جو ہزارون ہین تو انسان دوچار

تمہین کو جانا تمہین کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہوکر
دوئی کا وحدت مین دخل کیسا رہے ہمیشہ یکرنگ ہوکر

ادا تو دیکھو کہ وقتِ زینت ہر ایک ویان بدنکا اُسکے
چُبھا رگِ جان مین مثلِ نشتر جگر پہ بیٹھا خدنگ ہوکر

ٹھہر گیا ہی ہمارے دلمین ہزار منت سے دردِ اُلفت
مگر یہ ڈر ہی کہ اُٹھ نہ جائے مکانکی تنگی سے تنگ ہوکر

قدم جو اُسکے مکانمین رکھون نہین یہ ممکن کہ ہون نہ زخمی
لگائے دربانون کے مجکو چھرّے ہر ایک نے زن تفنگ ہوکر

جو سخت دل گر شوق سے چھوٹے تو پہونچے اورونکو اُس سے ایذا
بدنکو زخمی کرے مقرر جدا فلاخن سے سنگ ہوکر

عدو ہی دنیا مین ساتھ میرے ہی میری تقدیر کی بُرائی
بجا ہی کشتی پہ دانت پیسے جو ارّہ پشت نہنگ ہوکر

نہان تھا آنکہ ہو نہ ظاہر عیان تھا جانا کہ سب ہون ماہر
وہ دلمین آئے اُمنگ ہوکر گئے تو چہرے کا رنگ ہوکر

بہت فرنگی بچونکی صحبت کا شوق دل ہی جو جا ہی ہمکو
حرم کو تم سیدھی راہ جاؤ ہم آرہین گے فرنگ ہوکر

کہان طریقِ جنون مین ہمسا ہی کوئی آباجگاہ آفت
چُبھا جو تلوے مین اپنے کانٹا وہ دلمین بیٹھا خدنگ ہوکر

غضب ہی انسان دمِ مصیبت کرے جو انسان سے بیوفائی
کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے بہم ہین گردش مین سنگ ہوکر

ہوے تھے ہندو بچونکے عاشق شہید ہونیکی کیا خبر تھی
نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اُڑیگا ہولی کا رنگ ہوکر

اثر نجائے کسی طرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا
فلک جو قبرِ وسیع بھی دے وہ قبر بنجائے تنگ ہوکر

گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ ہوتا تھا ہاتھ مین گل
وہ فصل ہی اب اگر مین سمٹون تو پھول غنچہ ہو تنگ ہوکر

جواب خط وہ اُدھر سے آیا کہ دل کیا اسے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھر اوہان سے خدنگ ہو کر

وہ کور باطن ہوا ہے برہمن ذرا تو چشم تمیز وا کر ۔ خدا کا بندہ بتوں کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر
جو اُٹھ کے پہلو سے انجمن میں وہ دو نشیں بیٹھے ہیں مجھسے جا کر ۔ تڑپنے درد جگر نے دلکو پٹک دیا ہی اُٹھا اُٹھا کر
تمر رہے کہدو کہ پست فطرت پھنسا ہی کیوں سخن نمیوں میں آ کر ۔ یہ کیا سمجھ پہ پڑے ہیں پتھر ارادۂ منزل فنا کر
قدم کو لغزش زبانکو لکنت ہی رعشہ ہاتھونکو سر کو جنبش ۔ کدھر گئی ہائے نوجوانی ان آفتوں میں ہمیں پھنسا کر
جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان سب سرا تھی ۔ ہوا نہ ہمراہیوں سے اتنا کہ ساتھ لیتے مجھے جگا کر
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہیں ہی کچھ اعتبار اسکا ۔ کہ راہ لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر
بپا ہی طوفان بے ثباتی رواروی میں ہیں گرم سو ہیں ۔ ہوا میں ناحق بھرا ہوا ہی حباب دریا میں گھر بنا کر
چمن ہی کشتوں کا تیرے مدفن یہ لالہ و گل نہیں شگفتہ ۔ صبا نے گویا کہ تربتوں پر چراغ روشن کیے ہیں لا کر
نہیں ہی کوئی جہان میں باقی چلیگی اب تیغ ناز کس پر ۔ مگر ترے قتل کیے ہیں لائیں مسیح مردے جلا جلا کر
اُسی کا ہی رنگ یاسمین میں اُسیکی بو یاس نسترن میں ۔ جو کھڑکے پتا بھی اس چمن میں خیال آواز آشنا کر
بلا ہی حرص و ہوائے دُنیا کہ جسکے چکر میں ہیں سب انسان ۔ کیا پریشان ان آندھیوں نے تمام ذرونکو خاک اُڑا کر
جو آئنہ ہو تو ٹوٹ جائے جو آنکھ ہو وہ تو پھوٹ جائے ۔ خدا نہ منھ غیر کا دکھائے فروغ عارض ترا دکھا کر
سخنوروں سے معاملے میں سوا ذلت حصول کیا ہی ۔ چمن میں کھینچے جو ہمسے بلبل تو ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
یہ کسکی تیغ جفا کا یارب ہر ایک دل پر ہی رعب غالب ۔ ہلال کی ہی خمیدہ گردن سپہر چلتا ہی سر جھکا کر
شبیہ مد نظر ہی کسکی کہ کوئی پوری نہیں اُترتی ۔ مٹا دیے صانع ازل نے ہزاروں نقشے بنا بنا کر
زمانہ ہی دل جلوں کی محفل سپند سے کم نہیں تو اے دل ۔ کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل ہو انجمن میں کبھی بپا کر
ہو بزم جاناں میں حشر برپا تڑپ کا دل کے یہ تھا تقاضا ۔ مگر بڑی مشکلوں سے روکا ادب نے زانو دبا دبا کر
جواب رکھتی نہیں ہیں اپنا فسونگری میں تمہاری آنکھیں ۔ فریب دیتی ہیں اک جہان کو نئے نئے شعبدے دکھا کر
ذرا سے کھٹکے نے نیند اُڑائی کہ چوٹ پتھر پہ جب لگائی ۔ صدا یہ گوش شرر میں آئی کہ خواب سنگیں سے چشم وا کر

امیرؔ میری رگِ گلو کو یہ تیغِ قاتل کی آرزو تھی
ملے وہ آکر جو بعد مدت تو خوب روئے گلے لگا کر

ہوا سوا ہمکو جوشِ وحشت چمن مین ہر در بہار جاکر
گلون نے ہنس ہنس کے مار ڈالا رلایا غنچون نے مسکرا کر

وہ مست ہین ہم کہ پانون اپنے ٹکے ہین عرشِ بریں پہ جاکر
کبھی جو جو کھٹ پہ میکدے کے گرے ہین نشہ مین لڑکھڑا کر

عبث ہی مغرور تجکو نخوت نہین غرور ہونکو تیری پروا
خدا ہی ہر مورِ ناتوان کا جو تو سلیمان ہی تو ہوا کر

یہ ظلم سارے ہین چند روزہ ہی ایکدن انتقام کا بھی
امیر حام گرم کر لین فقیر کا جو پڑا جلا کر

خیالِ گیسو مین دل بہلا جو آجکی شب اُلجھ رہا ہی
کہان سے لایا ہی یا الٰہی یہ گھر مین کالی بلا لگا کر

شبِ جُدائی ہوئی یہ حالت ہی تپ درد و غم کی شدت
جو ہوش آیا تو ہنسے پڑکا زمین پہ تکیے سے سر اُٹھا کر

خدا ہی باندھے ہوا کچھ ایسی کہ دل ہوا اس گرم خو کا پانی
کیا ہی لوگون نے آگ اُسکو لگا لگا کر بجھا بجھا کر

عیان جو سُرخی شفق کی دیکھی ہمارے دلکو ہُوا یہ دھوکا
ترے شہید و نمین ترک گردن ہُوا ہی شامل لہو لگا کر

نکیر و منکر جو آئینگے اب تو راہ بھولین گے بے تامل
ہماری تُربت پہ اقربا نے کیا ہی اندھیر خاک اُڑا کر

نبی نے چھوڑا جہاں مین قرآن سمجھے کوئی تو خود ہی جائے
قصور یہ ہر وہ ہی ہو جو اندھا گئے خضر راستہ بتا کر

طبیب سے کوئی جائے کہدے دوا کی ہی فکر تجکو بیجا
یہ دردِ دل ہی علاج کیسا خبر ہی کچھ ہوش کی دوا کر

بجا ہی چاہِ ذقن کو تیرے کہے اگر خلق چاہِ زمزم
مریض اچھے ہوے ہین آکر اُسی کنوئین مین نہا نہا کر

جُدا ہی پہلو سے کسکا پہلو کہ سارے اعضا ہوے ہین دشمن
فشار دیتے ہین زندگی مین ہمارے پہلو ہمین دبا کر

رقیب نے تیرے گھر سے ہمکو صنم نکالا اگر نکالا
زمین پر آئے جنابِ آدم فریبِ شیطان سے داغ اُٹھا کر

بہار آئی چمن مین ساقی ہمین بھی کر دور جام سے خوش
نسیم گلشن لٹا رہی ہی گلون کو کیا کیا ہنسا ہنسا کر

امیرؔ قسمت مین جو لکھا ہی اُسی کا ہر روز سامنا ہی
خدا جو مالکِ خدا ہی رازق کسی سے ہرگز نہ التجا کر

ردیف راے نقطہ

منھ پھیر نہ کر وطن کیطرف یون وطن کو چھوڑ
چھوٹے جو بو سے گل کیطرح سے چمن کو چھوڑ

اے روح کیا بدن میں پڑی ہے بدن کو چھوڑ
میلا بہت ہُوا ہے اس پیرہن کو چھوڑ

کیا لطف اگر کجی پہ فلک ہم بھی آگئے
سیدھی طرح سے راہ پر آ اس چلن کو چھوڑ

ہے روح کو ہوس کہ نہ چھوڑے بدن کا ساتھ
غُربت پکارتی ہے کہ غافل وطن کو چھوڑ

کہتی ہے بوسے گل سے صبا آکے صبحدم
اب کچھ ادھر اُدھر کی ہوا کھا چمن کو چھوڑ

تلوار چل رہی ہے کہ یہ تیری چال ہے
اے بُت خدا کے واسطے اس بانکپن کو چھوڑ

نقاش فکر یار کا رُخ کھینچ زلف کھینچ
کھینچا نہ جائیگا کبھی اُسکے دہن کو چھوڑ

بندہ ترا ہوا ہے خدا کو وہ چھوڑ کر
اے بُت امید خیر نہ رکھ برہمن کو چھوڑ

عریاں محض مجکو نہ کر کچھ خدا سے ڈر
چادر تو اے فلک کوئی میرے کفن کو چھوڑ

نادان سوائے حق ہے کسیکا کہاں وجود
باتیں خودی کی خوب نہیں ما و من کو چھوڑ

بیباک میرے سامنے پھرتا ہے جو کڑی
اے وحشت اب تھکا کے غزالِ ختن کو چھوڑ

بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہے کیا جُدا
دولہا سے کہہ رہی ہے قضا اس دُلہن کو چھوڑ

راحت سے بیٹھ کوچۂ محنت سے ہاتھ اُٹھا
اے دل ہوائے زلف شکن در شکن کو چھوڑ

شاعر کو فکر شعر میں راحت کہاں امیرؔ
آرام چاہتا ہے تو مشقِ سخن کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا ہوش ربا ہیں تری تلوار کے انداز
سیکھی ہے یہ شاید تری رفتار کے انداز

اِک جلوے میں غش کر گئے اے حضرت موسیٰؑ
ہوتے ہیں یہی طالبِ دیدار کے انداز

ہنگام غضب مُنھ میں زبان کرتی ہے لغزش
ہیں محتسبِ شہر میں مے خوار کے انداز

طوبیٰ کے تلے برسوں ہی فردوس میں بیٹھے
پائے نہ ترے سایۂ دیوار کے انداز

کیا ناز ہیں صاحب تمھیں کیا سے جہاں ہے
دیکھو تو ذرا اور بھی دو چار کے انداز

بوسہ کوئی مانگے تو نہیں کہتے ہیں ہنسکر
انکار میں بھی صاف ہیں اقرار کے انداز

کس شوق سے ملتا ہو گلے خنجرِ قاتل
ظالم کی کھنچاوٹ مین بھی ہین پیار کے انداز

جب چوکڑیان بھرتے ہوئے جاتے ہین آہو
یاد آتے ہین مجکو تری رفتار کے انداز

انصاف تو فرمائیے کیونکر ہین اُٹھائون
ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز

آنکھین تہِ خنجر بھی ہین دیدار کی طالب
دیکھو تو ذرا طالبِ دیدار کے انداز

ہر موج سے اک لغزشِ مستانہ ہی پیدا
ہین آبِ روان مین تری رفتار کے انداز

کن آنکھون سے دیکھو نہین نزاکت رگِ گل کی
پھرتے ہین نظر مین کمرِ یار کے انداز

عیسیٰ ئی مین تری چال ترے ناز کہان ہین
ہان باتون مین البتہ ہین گفتار کے انداز

گھبرا کے مسیحا جو چلا ہی سوے گلشن
اچھے نہین کچھ نرگسِ بیمار کے انداز

کہتی ہے امیر اُس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہین عیسیٰ ترے بیمار کے انداز

ہجر یہ تیری کاکلِ پیچان دراز
عمرِ خضر ایسی کہان جانان دراز

ہر مصیبت مین رہی میری شریک
یا خدا عمرِ شبِ ہجران دراز

سینہ خالی رہ گیا دل لے گئی
کر کے دستِ ظلم وہ مژگانِ دراز

کیون نہ دعویٰ تیرے قامت سے کرے
قدِ صنوبر کا ہے اے جانان دراز

اہلِ دُنیا کی ہوس ہے اے امیر
مثلِ موے قیدیِ زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہون اس لیے صنمِ بیوفا کے پاس
پہونچا جو اُسکے پاس وہ پہونچا خدا کے پاس

یون دل مرا ہے اُس صنمِ بیوفا کے پاس
جس طرح آشنا کسی ناآشنا کے پاس

پہلو مین دل کے چاہیے تصویرِ یار کی
بتخانہ بھی بنے حرمِ کبریا کے پاس

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقتِ نزع
فریاد کو ہماری چلے ہو خدا کے پاس

ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کی
نکلی نہیں ہی ہو کے وہ چتون حیا کے پاس

تلوار کے تو دور سے کتنے لگا کے وار
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آ کے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا
کیا بو سے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس

توفیق اتنی دے مجھے افلاس مین خدا
حاجت نہ لیکے جاؤن کبھی اغنیا کے پاس

انصاف کر کہ ہجر مین کیونکر مین جان دون
قاتل کہان ہین تیری ادائین قضا کے پاس

مجروح لاکھون جنبش مژگان سے ہو گئے
کیا کیا کٹاریان ہین تمھاری ادا کے پاس

مرنے کی آس بھی نہ رہی عاشقون کو اب
جب پوچھیے قضا کو ہو اُنکی ادا کے پاس

رہتے ہین ہاتھ باندھے ہوئے گلرخان دہر
یارب ہی کس غضب کا فسون اُس حنا کے پاس

نظارہ چاہتے ہین بہم حسن و عشق کا
آئینہ دیکھتے ہین وہ مجکو بٹھا کے پاس

آتی قضا جو حسرت پابوس مین تو خیر
بنتا مزار کاش ترے نقش پا کے پاس

لٹکا کے مار رکھتی ہی عشاق کو ترے
لٹکا عجب یہ ہی تری زلف رسا کے پاس

پیچھے پڑا ہی افعی گیسو کے دل امیر
جاتا ہی دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئین پہن پہن کے نئے گلبدن لباس
یارب ہزار رنگ کے بدلے چمن لباس

کرتے ہو کیا لباس سے آرایش بدن
اک روز فرش خاک ہی مسند کفن لباس

کیا کیا بتون کو دہر مین آراستہ کرے
اُترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس

پھاڑ دن مین اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن
پہنائے یون حیا مجھے چرخ کہن لباس

کہدو قریب آئی سواری بہار کی
پہنے نیا اُتار کے پُرانا چمن لباس

دزد کفن کا گور کی منزل مین خوف ہی
اِس راہ مین بھی لوٹتے ہین راہزن لباس

نافے بسائین قیمت مشک ختن بڑھے
پائین ترا جو تاجر ملک ختن لباس

یاد آئے مجھ غریب کی عریانتی اگر
پہنین کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو
کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہے عیدگاہ مین بھی تماشائے بوستان
کیا لال لال پہنے ہین گل پیرہن لباس

عریان تنون پہ تیرے ہے اللہ کا کرم
گذری ہین مدتین نہین ہوتا کہن لباس

ہے ٹکڑے ٹکڑے یاد وطن مین دل امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجر یار مین اپنا جگر ہے دل کے پاس
بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس

تعبیر ظاہر ہے کہ وہ جائین گے بزم غیر مین
دیکھا زحل کو خواب مین بیٹھے مہ کامل کے پاس

لیلی حسین تم نازنین وقت سفر اے مہ جبین
ناقہ ہو ناقے کے قرین محمل رہے محمل کے پاس

ہون وہ گدا ہے مجتمع گھر مین مرے خلق خدا
گویا کہ نقش بوریا ہے نقش جب عامل کے پاس

کیونکر نہو اُس رخ پہ خط چاہ ذقن سے خوشنما
سرسبز رہتا ہے بہت جو کھیت ہو ساحل کے پاس

پیری مین باقی ہین کہان ہوش و خرد تاب و توان
لوٹا گیا یہ کاروان پہونچے جو ہم منزل کے پاس

زاہد جو تنہائی مین تھا کچھ تجکو باتون کا مزہ
لازم تھا کنج انزوا میخوارون کی منزل کے پاس

نزدیک وصل دلربا دل کو تسلی ہے بجا
لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس

یہ فوج غم آکر گری اکدم مین ساری لٹ گئی
جتنی متاع صبر تھی مجھ خستہ جان کے دل کے پاس

جسمین سما جائین گہر اُس چشم تر کے سر بسر
دامن دراز اے چشم تر ایسا کہان ساحل کے پاس

بیمار ہجر یار ہون عیسیٰؑ سے مین بیزار ہون
دیوانہ ہشیار ہون جاتا ہون کب عاقل کے پاس

ناوک فگن شکر خدا سینہ ہدف تو نے کیا
پیکان تیر بیخطا مثل جگر ہے دل کے پاس

جبتک کہ ہے سر دوش پر جائیگا کیونکر درد سر
صحت کہان عیسیٰؑ کے گھر چلیے کسی قاتل کے پاس

آنکھین تری سفاک ہین خونریز ہین چالاک ہین
دو ساحر بیباک ہین بیٹھے ہین دونون دل کے پاس

کیا ذکر اہل سیم و زر سلطان گدا ہون پیشتر
وہ بھیک دینے کو اگر آئین کبھی سائل کے پاس

دنیا سے راحت دور ہے کرش عبث مغرور ہے
تاج سر فغفور ہے کاسہ نہین سائل کے پاس

محفل ہین وہ زہرہ جبین گرد اُسکے سارے نازنین
گویا کہ ہین محفل نشین انجم مہ کامل کے پاس

کیا حُسن فرخ فال ہی جادو کی وہ تمثال ہی
چاہِ ذقن پر خال ہی زہرہ چہ بابل کے پاس

مرتا ہون خوابِ عیش پر بھولونگا مین ہون قتل اگر
پہونچے معزر لوٹ کر سر زانوے قاتل کے پاس

سن جو امیر ایدل کیے تا پھر نہ تو صدمے سہے
ناقص نہ پھر ناقص رہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یونہین مرے پیک آہ کی گردش
دُہائی دیگی رسالت پناہ کی گردش

ازل مین کسنے دکھائی نگاہ کی گردش
کہ سارے خلق کو ہی ایک راہ کی گردش

کسی کا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہی
پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش

جو گرد باد کو دیکھا یقین ہوا دل کو
اِسی طریق سے ہی چتر شاہ کی گردش

بجا ہی تیغ نگہ ہی جو آبدار ای ترک
کہ سان ہی تری چشمِ سیاہ کی گردش

ہزار بار اِدھر کی اُدھر کرے دُنیا
فلک نپائیگا تیری نگاہ کی گردش

گلی گلی اسے چکر ہی اُسکو شہر بشہر
کہین فقیر سے افزون ہی شاہ کی گردش

پھنسین گے حشر مین فریادرس جو غافل ہین
بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش

نمط مژہ کو وہ دیتا ہی جنبش مردم
پسند شاہ کو ہی خود سپاہ کی گردش

تمھاری گرمیِ رفتار سے یہ بھڑکی آگ
بنی ہی شعلۂ جوالہ راہ کی گردش

اُٹھاؤ پردۂ رُخ کب سے دوڑتے ہین غریب
کہین ٹھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش

دھوئین اُڑاے زحل سے مقابلہ کرکے
بڑھی رہی مرے بخت سیاہ کی گردش

فلک نے جب کوئی چکر بڑا دیا مجکو
نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش

بنین گے نہ ورق چرخ پر دوائر داغ
رہی جو یونہین مرے کلک آہ کی گردش

وہ لالہ رو در گلشن سے جاکے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

پھنسائیگی طلبِ عزّ و جاہ کی گردش
بسے گی حلقۂ زنجیر راہ کی گردش

نہین ہی چرخ پہ بیوجہ ماہ کی گردش
بھرا رہی ہی کسیکی نگاہ کی گردش

جو آئی حشر مین یاد اُس نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی دادخواہ کی گردش

مکان یار مین تب دخل ہمنے پایا
جب اُ سکے کوچے مین دو چار ماہ کی گردش

کسی کے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کجرفتار
زمانہ ہی کہ تمھاری نگاہ کی گردش

نگاکے سرمہ نظر اُسنے پھیر لی ہمسے
اثر دکھا گئی بختِ سیاہ کی گردش

کسی کے کوچۂ گیسو مین دل ہی سرگردان
گدا کے پانون مین اور کوے شاہ کی گردش

جو کچھ نصیب مین ہی اَی ہوس وہ ملتا ہی
پھرا ہی سر جو اُٹھاؤن مین راہ کی گردش

خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہی
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش

یوہین زمانہ ہی اندھیر میری آنکھون مین
فلک بناتی ہی کیون دود آہ کی گردش

تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش

برنگ جادۂ صحرا ازل سے اَی وحشت
مرے نصیب مین لکھی ہی راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ شکل بنگئی ہی اسیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہی راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہی جبلّی اوقات کی تلاش
طاؤس کو ہمیشہ ہی برسات کی تلاش

یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہی
نادان ہی دیکے دل جو کرے ذات کی تلاش

بوسے کی آرزو ہی ہمین مفلسی مین یون
جیسے گدا کو ہوتی ہی خیرات کی تلاش

پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
بیعقل ہی جو دن کو کرے رات کی تلاش

جز ذات بے نیاز کوئی یان غنی نہین
عالم کو ہی کسی نہ کسی بات کی تلاش

کب بھولتی ہی یاد خط و زلف یار اُنھین
دن رات عاشقون کو ہی آفات کی تلاش

حضرت کو گر نہین مری پروا تو غم نہین
بندے کو کب ہی قبلۂ حاجات کی تلاش

ہی میکشی کا وہ میاں عبادت کے وقت مین
مسجد مین بیٹھکر ہی خرابات کی تلاش

شہرے سے حسن کے ہوے مشتاق یار ہم
سُنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش

ہم اور بوسۂ لبِ محبوب سبزہ رنگ
کرتا ہی کون پردۂ ظلمات کی تلاش

ای شیخ ہی امیر تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہی زلفِ سیہ فام کی حرص
ورنہ کس مرغ کو ہی دام کی حرص

میری آنکھون کو مرے کانون کو
ہی ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوقِ دل مست مجھے رکھتا ہے
جم نہین ہون جو کرون جام کی حرص

فارغ عالم مین ہی عنقا کی طرح
بے نشانی مین مجھے نام کی حرص

ہی عجب دردِ محبت مین مزہ
اِس مرض مین نہین آرام کی حرص

نام محبوب رہے وردِ زبان
کام کی ہی تو یہ ہی کام کی حرص

نظر آجائے جو وہ مصحفِ رُخ
ہندوؤن کو بھی ہو اسلام کی حرص

عاشقِ خانہ خرابی ہین ہم
کِسکو ہی زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہی وہان سے پُرزے
اسپہ قاصد کو ہی پیغام کی حرص

ابھی پختہ نہین وہ سیبِ ذقن
مت کیجیے کیا طمعِ خام کی حرص

لبِ شیرین پہ ترے خط نکلا
اَب نہ بوسے کی نہ دشنام کی حرص

عشق نے سب سے کیا بے پروا
ننگ کی ہی نہ مجھے نام کی حرص

ہجرِ جانان مین نہانا کیسا
خاک مُردے کو ہو حمام کی حرص

خوش ہین ہم جامۂ عُریانی مین
کسکو ہی جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہین جو چوٹی مین ترے
عندلیبون کو ہی گلدام کی حرص

ہجو میکش ہی لب واعظ پر | دل مین پوشیدہ مے و جام کی حرص

لے گئی ہند سے تا شام امیر
ہمکو اُس زلف سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین ترے تیر کے خواص | ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص
مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص | وہ سب ہین خاکِ روضۂ شبیرؑ کے خواص
حیرت مجھے ملی ہی جو تمکو ملا ہی حُسن | دونون طرف ہین ایک ہی تصویر کے خواص
دُنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین | ہین تیری خاکپا مین بھی اکسیر کے خواص
کرتی ہی یہ بھی اُسکی طرح سے مخالفت | تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص
ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار | یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص
ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب | دیکھو تو بے قراری نخچیر کے خواص
اُستری نہ مرکے بھی ترے عاشق کے پانون سے | زنجیر مین ہین زلف گرہگیر کے خواص
آتی ہی خاک گور غریبان سے یہ صدا | غافل ہین مجھ مین سرمۂ تسخیر کے خواص
بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا مین جی اُٹھا | تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص
مشکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی | دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص
کہتا ہی شعر سنکے کوئی واہ کوئی آہ | کچھ میرزا کے مجھ مین ہین کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھ کے شغل نہین ہی کوئی امیر
آجاتے ہین مُرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہی نہ کچھ ہمکو لامکان سے غرض | جہان حضور ملین ہمکو ہی وہان سے غرض
تمھارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب | زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض
تمھاری ذات سے مطلب ہی دین و دُنیا مین | نہ کچھ یہان سے غرض ہی نہ کچھ وہان سے غرض

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہی رنگ
بہار سے ہی نہ مطلب نہ کچھ خزان سے غرض

خیال ہی کہ جو برق آئے منفعل نہ پھرے
نہین کچھ اور خس و خار آشیان سے غرض

پتا مکان کا پوچھا تو اُسنے ہنسکے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہی مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہی
شب وصال مین ہی کسکو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس ہین کہان وہ کم سن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہی نہ امتحان سے غرض

نہ چھوٹنے کی توقع یہان نہ چھٹنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچۂ جانان مین دفن ہو جاؤن
اگر غرض ہی تو اتنی ہی آسمان سے غرض

ہجوم رشک سے جان عزیز کہتی ہی
وہ یوسف اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہی دیر سے ہمکو
سر نیاز کو ہی تیرے آستان سے غرض

کسے ہی فکر مضامین تازہ کی فرصت
امیر ہی مجھے شیرینی زبان سے غرض

جلا کے دل عاشقون کے کیونکر نہ وقت نظارہ تاب عارض
وہ روئے روشن ہی مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

جو ہمسے یارا کی بات پوچھو کہان ہی انکا جواب عارض
اگر وہ عارض ہی مصحف رخ غلاف مصحف نقاب عارض

عیان ہی اعجاز حسن سب پر مہو زمانہ مطیع کیونکر
جمال اُسکا ہی وہ پیمبر ہی جسپہ نازل کتاب عارض

بیان ہو صیقت خال و خط مین جو کوئی لکھے تو بس یہ لکھے
یہ خط گلزار صفحۂ رخ وہ نقطۂ انتخاب عارض

خدا نے نور و ضیا سے کیسے کیے ہین پر نور دونون عالم
فلک پہ ہی آفتاب خاور زمین پہ ہی آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہی ایسا کہ ہون مناسب تمام اعضا
اُسیکا گیسو جواب گیسو اُسیکا عارض جواب عارض

ہزار خواہش کوئی جتائے وہ چہرہ بے پردہ کیا دکھائے
جو خواب عاشق کو بھی نہ آئے کبھی اُلٹ کر نقاب عارض

کہون بہشت برین ہی گلشن تو نامناسب نہین یہ کہنا
ہزار و ہفتاد و یک عدد مین کیا ہی تعین حساب عارض

شراب پی کر وہ مہر طلعت گزک کا مستی مین ہو جو طالب
کباب ہاتے کی مچھلیونکو کرے وہین التہاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہی یہ رشحہ رشحہ ہی آب بالا
غلط نہین ابر خط سیہ پر جو ہو گمان سحاب عارض

ہوے ہین ہم محوِ حُسن ایسے کہ علم ہی اوبطاقِ نسیان
بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتاب عارض

نہین ہی ممکن میانِ فانوس ہو جو پوشیدہ شمع روشن
اگر پڑینگے ہزار پردے نہونگے وجہ حجاب عارض

برنگ ذرہ بسان شبنم ہزار دیدار کے ہین طالب
دکھائیے آفتاب عارض دکھائیے آفتاب عارض

نمود خطِ سیہ اگر ہی تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہی تمکو صدقہ دینا گہن مین ہی آفتاب عارض

کہین مہ چاردہ اگر ہم تو ہی یہ تشبیہ محض بیجا
کہ مہر نصف النہار سب ہے سنا ہی ہمنے خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہمنے وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف طاء حطی

آیا ہی بندھ کے تیر مین مجکو اُدھر سے خط
لکھنا پڑا جواب مین خونِ جگر سے خط

کرتا ہون مین تو روز روانہ ادھر سے خط
لکھا نصیب کا نہین آتا اُدھر سے خط

مضمون آہین ہین کمرِ یار کے رقم
اتنا نہ باندھو کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت مین کسطرح نہ پریشان ہون غریب
اک عمر ہوگئی نہین آیا ہی گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
ڈر ہی نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

چڑھیے نہ ماہتابی پہ اُلٹے ہوے نقاب
لکھوائیے غلامی کا پہلے قمر سے خط

غربت نے نام اہلِ وطن کے بُھلا دیے
بھیجون کسے مین لکھ کے الٰہی سفر سے خط

مین تھام لون جگر کو بہت ہی یہ بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہین اشک آنکھ سے فرطِ سرور مین
ایذل نہ یاد ہو کے لگا چشمِ تر سے خط

اُنکو غرورِ حُسن ہی مجکو غرورِ عشق
آئے کبھی اُدھر سے نجائے اِدھر سے خط

آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
میری طلب مین دیکھ یہ آیا اُدھر سے خط

آنسو رواں نہین دمِ تحریر خط شوق
تحریر کر رہا ہون مین آب گہر سے خط

پڑھتے تھے یا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر
ایسے ہی جوم شوق مین آیا اُدھر سے خط

لکھتا ہون فرطِ شوق مین مین بار بار خط | لکھتا نہین ہی ایک مجھے وہ نگار خط

جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیگا یقین ہی وہ | لکھے ہین ایک روز مین مین نے ہزار خط

کیا شوق ہی بنا کے کبوتر کو نامہ بر | ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال | خطِ غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسی کو کرے نامہ وہ رقم | جبتک نکالتا نہین اُسکا عذار خط

بھیجا جو یار تک نہین پہونچا تو کیا ہوا | ڈوبا کہ جل گیا مرے پروردگار خط

لکھا ہی اپنے ہاتھ سے اُسنے یہ نامہ بر | آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

یسین کے بدلے اُسکو پڑھو میرے سامنے | آجاے یار کا جو دمِ احتضار خط

وہ سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزار ہا | پڑتا نہین ہی تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اُسنے مجکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظاے معجمہ

جان بزم مے و معشوق غنیمت واعظ | خُلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کرلونگا کچھ انکار نہین | مے کشی سے تو ذرا ہو مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے مستون کا ہی رویان رویان | کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلون سے نہ جہنم کا کیا کر مذکور | کہین اُنکو بھی نہ آجاے حرارت واعظ

حق بجانب ہی جو زہاد کی تعریف کرے | تو نے رندون کی اُٹھائی نہین صحبت واعظ

درد دل کون سُنے ذکر جو مین کرتا ہون | اور اُلٹی سے مجھے کرتا ہی نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان ہوتے ہین | درِ میخانہ نہین ہی درِ جنت واعظ

ہمسے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان | کہین آجاے تجھی پر نہ قیامت واعظ

تو جو رندون کی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ | رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

جام مے دیکھ کے جامے سے ہُوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری صورت واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہین لیتا ہی سلام
گھر مین اللہ کے رہکر یہ مشیخت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہی
سر پہ مستون کے ہی اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ مین ہی باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہین وہ حورون کا امیر
کبھی سمجھے گا نہ رندون کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہی تجھے کیون آئی ہی شامت واعظ

فصل گل مین بھی ہی محروم مے گلگون سے
دن تو اچھے ہین بُری ہی تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سُن تو مزہ بھی اُٹھے
تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہین
کچھ تو ملتی ہی زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت کے اُٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہی موقوف عذاب اور ثواب
ہی یہی میکدہ دوزخ یہی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو
وعظ مین تیرے بھی کچھ ملتی ہی لذت واعظ

قبر پر سنگ کی جا چاہیے خشت سر خم
کر اُٹھا آج بہک کر یہ نصیحت واعظ

ایکدم ذکر سے اُسکی نہین تھمتی ہی زبان
دختر رز سے ہی تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانۂ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہی زیارت واعظ

دیکھتا ہی نہ سمجھتا ہی کہ مے ہی کیا چیز
نہ بصیرت ہی تجھے ہی نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جائے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

چُپ بھی ہو بک رہا ہی کیا واعظ
مغز رندون کا کھا گیا واعظ

تیرے کہنے سے رند جائینگے
یہ تو ہی خانۂ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور
کیا خدا کا ہی دوسرا واعظ

بے خطا میکشون پہ چشم غضب
حشر ہو نے دے دیکھنا واعظ

ہم ہین قحطِ شراب سے بیمار
کس مرض کی ہی تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے مین ساری عمر
کبھی میخانے مین بھی آ واعظ

ہجو مے کر رہا تھا منبر پر
ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دُختِ رز کو بُرا مرے آگے
پھر نہ کہنا کبھی سُنا واعظ

آج کرتا ہون وصف مے مین امیرؔ
دیکھون کہتا ہی اسمین کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیشِ رخِ پُر نور ہی ہر دم سفری شمع
کیون شام ہی سے ہو نہ چراغ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہی وہ روشن ہی تو شب بھر
پائے ترے گالون کی کہان جلوہ گری شمع

کس مہرِ درخشان کی طرف دیکھ رہی ہی
بیوجہ نہین ہی تری آنکھون کی تری شمع

پروانون سے ہوتا ہی جو رخصت تجھے ہو لے
آتی ہی کوئی دم مین نسیم سحری شمع

ظاہر مین ہی معشوق تو باطن مین ہی عاشق
سیرت مین ہی دیوانہ تو صورت مین پری شمع

وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہین تجکو
پروانے سے اچھی نہین یہ بیخبری شمع

بیچارے پتنگون کے پر و بال جو پھونکے
یہ بھی ہی کوئی شیوۂ بیداد گری شمع

سبزہ ترے کانون کا اگر عکس فگن ہو
شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہی عاشق
زردی ترے چہرے سے یہ ہی آنکھو مین تری شمع

بلبل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے
گل کر گئی محفل مین نسیم سحری شمع

پروانے کہین کس سے بیان حال دل اپنا
سنتی ہی نہین شکوۂ بے بال و پری شمع

معشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق — پروانہ جلے خود تو خطا سے ہی بری شمع
محفل مین کھلے بالون حسین کیا کوئی آیا — بیوجہ نہین تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہین امیر اشک جو اسکے تو عجب کیا
ہی سوز و گداز غم الفت سے بھری شمع

میرے دل مین نہین ہین ارمان جمع — گھر مین اللہ کے ہین مہمان جمع
سیکڑون عیش کے ہین سامان جمع — پر نہین خاطر پریشان جمع
جوش سودا خیال خط غم زلف — ہین پریشانیون کے سامان جمع
آرزو داغ بیکسی حسرت — کیسے کیسے ہین دل مین مہمان جمع
ہم کوئی روکنے سے رکتے ہین — در جانان پہ کیون ہین مہمان جمع
ایک دل کے ہزار دل ہو جائین — اس لیے کر رہا ہون پیکان جمع
ہنس پڑو تم ہمارے رونے پر — لطف دین ہون جو برق و باران جمع
آرزوئین تری ہین دل مین بھری — یا پری خانے مین ہین پریان جمع
ای جنون کب سے دونون ہین مشتاق — آج ہو جائین جیب و دامان جمع
آج اٹھین گے زخمیون کو مزے — ہو رہے ہین وہان نمکدان جمع
گر یہی طبع کی روانی ہے — چار دن مین ہی اپنا دیوان جمع

اب ملیگی سخن کی داد امیر
آج محفل مین ہین سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہی جو چمکاتی ہی تیغ — یا پری کہسار سے کھینچے ہوے آتی ہی تیغ
جب گنہگارون پہ تیرے رحم فرماتی ہی تیغ — ابر رحمت بنکے مقتل مین برس جاتی ہی تیغ
واہ رے شوق شہادت ایک پر گرتا ہی ایک — عمر گذری ہی کہ دم لینے نہین پاتی ہی تیغ

چین پیشانی پر ابرو پر شکن اچھی نہین
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہی تیغ

روحین قالب سے نکل آتی ہین مارے شوق کے
میان سے اُسکے نکلنے بھی نہین پاتی ہی تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلن یہ بانکپن
قہر کی چالین تجھے ای ترک سکھلاتی ہی تیغ

سخت جانی نے خجل کس کسکو مقتل مین کیا
اُس سے شرماتا ہو مین اور مجھسے شرماتی ہی تیغ

بسملون کا جذبۂ شوقِ شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہو کر خود نکل آتی ہی تیغ

آبرو یہ اُلفت دندان قاتل مین ملی
اپنا مالا اب گلے مین میرے پہناتی ہی تیغ

چاہتی ہی بے مشقت سُرخرو ہو جائیے
قتل ہو جانیکا بیڑا مجھسے اُٹھواتی ہی تیغ

ہی یہ بازارِ جزائے تیغ زن اپنی خبر
دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوئے آتی ہی تیغ

سخت عاجز ہی ہماری سخت جانی دیکھکر
پیستی ہی دانت سر پتھر سے ٹکراتی ہی تیغ

حال سارا آبداری کا ابھی کھلجائے گا
مُنھ مرے زخمونکا کیون رُک رُک کے کھلواتی ہی تیغ

کیا عروس مرگ کا دولھا بنائیگی اسے
سُرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہی تیغ

ہی پری آنے مین بجلی سے سوا جانے مین ہی
ناز سے آتی ہی اور انداز سے جاتی ہی تیغ

خضرِ رہ بھی ہی فقط رہزن نہ اسکو جانیے
جان لیتی ہی تو منزل پر بھی پہونچاتی ہی تیغ

اور میری تشنہ کامی پر کسے آتا ہی رحم
حلق مین دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہی تیغ

تشنۂ دیدار ہون پیاسا نہ مجکو ذبح کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہی تیغ

مجرمانِ عشق کوئی ذم مین بیڑا پار ہی
آج کل دریائے رحمت بنکے لہراتی ہی تیغ

بسملون کے خون سے قاتل سے سیراب کر
دیکھ تو کب سے زبانِ خُشک دکھلاتی ہی تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہی سخت جانی کا امیرؔ
موت میری دور ہی سے مجکو دکھلاتی ہی تیغ

تیرے آگے کیا حسینون کا جلے مہرو چراغ
انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے تو چراغ

ہاتھ سے اپنے جلائے تو جو اسے گلرو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھر پھولونگی دے خوشبو چراغ

وقت گریہ یاد گیسو بخت دل ہمراہ اشک
رات کو برسات مین ہون جسطرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھون مین آنسو ہین ضرور
نور تب دیتا ہی جب روغن سے ہو مملو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پر ہی طعنہ زن
ای مہِ تابان ہو گردون پر نکلکر تو چراغ

فرقتِ محبوب مین کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہی نظر مثلِ گلِ شبو چراغ

جوش وحشت مین بیابان مرگ قسمت نے کیا
قبر پر راتون کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ

مل کے مہندی پانون مین جب وہ ہوے گرم خرام
نقش پا سے شب کو روشن ہو گئے ہر سو چراغ

نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ

چھڑکی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا
ہو گئے روشن میانِ کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شب کو تصور کسکے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اُس پہلو چراغ

ایک سے ہی ایک کو اس محفلِ عالم مین فیض
شبکو ہی آنکھون کے حق مین قوتِ بازو چراغ

اسکی زلفِ مشک سا کی لائی ہی خوشبو صبا
مشکبو شمعین سرِ محفل ہین عنبر بو چراغ

صاف محراب حرم ہی ابروے خمدار یار
کیون نہ کہیے خال روشن کو تہِ ابرو چراغ

روشنی اُسکی ہی شب بھر ہی یہ روشن رات دن
کیا چراغ داغ دل کا ہوگا ہم پہلو چراغ

شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو
ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہی پُر داغ اشکون مین ہین بخت دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنارِ جو چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجائے چراغ

گلہ نہین ہی اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوؤن نے مری قبر پر جلائے چراغ

نقاب ڈال کے آئے ہین وہ تو کیا پروا
چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیائے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا
ہوا غضب کی چلی یکقلم بجھائے چراغ

موسے جو ہم تو مراد ین برآئی عالم کی
بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہی عہد پیری مین — نسیم صبح سے جس طرح جھلملائے چراغ
تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہی — خدا کی شان کہ پروانہ آشنائے چراغ
جہان کو فیض ہی مجسے مین قید کلفت مین — مکان مین نور اندھیرا ہی زیر پائے چراغ
وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ وہ روشن — جو کاسہ گر نے مری خاک سے بنائے چراغ
عبث ہی سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا — وہ بے تمیز ہی اندھے کو جو دکھائے چراغ
جنون رہا یہی تا صبح یاد عارض مین — کبھی جلائے کبھی رات کو بجھائے چراغ
خدا ہی دل جو بچے حادثون کے جھوکون سے — کہان تلک تہِ دامن کوئی چھپائے چراغ
رہے نہ داغ جوانی امیر پیری مین — جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھائے چراغ

ردیف فا

زلفین آئی ہین لٹک کر روے جانان کیطرف — پانون پھیلائے ہین اس کافر نے قرآن کیطرف
گھر سے اُٹھے تھے کہ جائینگے گلستان کیطرف — وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کیطرف
پھول مرجھا جائین شاخون پر شجر ہو جائین خشک — مین جگر تفتہ جو جا نکلون گلستان کیطرف
مل کے اک اک گور سے ہم دیر تک رویا کیے — لے گئی عبرت جو کل گور غریبان کیطرف
رہگیا ہی آسرا تیری عنایت کا مجھے — تو ہی اب ای یاس ہو جا میرے ارمان کیطرف
ہون وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہی یہ مزہ — دیکھتے ہین زخم حسرت سے نمکدان کیطرف
ہو چکین وہ دست وحشت کی جو تھین چالاکیان — ہاتھ اب برسون نہین اُٹھتا گریبان کیطرف
حشر ہی شہر خموشان مین جو برپا دیکھنا — کسکی میت آئی ہی گور غریبان کیطرف
کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیرون کا خیال — روز آ نکلا کرو دم بھر کو زندان کیطرف
زاہدا تسبیح مین زنار کا ڈورا نہ ڈال — یا برہمن کی طرف ہو یا مسلمان کیطرف
آپ سے جاتا نہین ہر بار مین مجبور رہون — دل کھنچا جاتا ہی میرا کوے جانان کیطرف

چاہتا ہون وصل اُس سے جو دو عالم مین نہین
اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین

مجکو دیکھو اور میرے دل کے ارمان کیطرف
شوق دل لیچلا مجھے گورِ غریبان کیطرف

جا کے اب یارونکی تنہائی مین دیکھون گا امیر
لے چلی ہی بیکسی گورِ غریبان کیطرف

شوخیان کہتی ہین ہم ہین اُسکی چتون کیطرف
چتونین کہتی ہین ہم ہین چشم پرفن کیطرف

سیر دیکھو دل بھی ہی اُس شوخ پرفن کیطرف
دوست ہو کر بولتا ہی میرے دشمن کیطرف

دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا منکر نہو
وہ چلی تلوار تیری میری گردن کیطرف

اُس رُخِ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہی خلق
جھوم کر کالی گھٹا آئی ہی گلشن کیطرف

ہاتھ جب اُسپر اُٹھاتا ہی مرا دستِ جنون
بڑھ کے کہتا ہی گریبان مین ہون دامن کیطرف

عارض گلگون سے اُلٹی ہی جو اُس گل نے نقاب
بلبلین اب رُخ نہین کرتی ہین گلشن کیطرف

گر پڑا کیا کوئی لختِ دل کا لعل اے چشم تر
ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جو دامن کیطرف

کھینچ لیتا ہی جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے
دیکھتی ہی تیغ کس حسرت سے گردن کیطرف

کوئی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بلبل کو ذبح
اے صبا ہنگامہ کیسا ہی یہ گلشن کیطرف

دونون آنکھون سے ہی میری ابر و برسات کی
ایک بھادون کیطرف ہی ایک ساون کیطرف

نا قبول خلق مجھسا کوئی عالم مین نہین
برق بھی آتی نہین ہی میرے خرمن کیطرف

میان سے کھینچا جو خنجر یار نے اللہ رے شوق
روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کیطرف

میرے گھر آتے نہین اچھا نہ آؤ خوش رہو
خاک اُڑاتے آؤ گے اک روز مدفن کیطرف

پھول مرجھا جائین تو مجھ سے نہ کرنا کچھ گلہ
اے صبا چلنے کو مین چلتا ہون گلشن کیطرف

آجتک خورشید کا منھ اس طرف ہوتا نہین
دیکھنا آسان نہین اُس رُخِ روشن کیطرف

جب مین کہتا ہون دم آخر کوئی اپنا نہین
تیغ کہتی ہی کہ مین ہون تیری گردن کیطرف

جب بہت تعریف سنتا ہون مین چشم حور کی
دیکھ لیتا ہون ترے کمرے کے روزن کیطرف

تیغ ابرو تیر مژگان دونون حامی ہین مرے
ایک سینے کی طرف ہی ایک گردن کیطرف

لاأبالی جب نکل چلتے ہین پھر رکتے نہین
بوے گل کب دیکھتی ہی پھر کے گلشن کیطرف

لاکھ اُبھارے وحشت دل کوے جانان سے امیر
مین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کیطرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا شکار زلف
رشتہ جو دام کا وہ ایک ایک تار زلف

افسون پڑھو ہزار اُترتا نہین یہ زہر
ہی اُسکی موت ہی جسے ڈس جائے مار زلف

چوٹی مین اپنے پھول جو رکھے ہین یار نے
دکھلا رہی ہی طرفہ تماشا بہار زلف

کرتا ہی پھنس کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد
مصروف ذکر مین ہی یہ شب زندہ دار زلف

حاضر ہی میری آنکھون سے لو دامن مژہ
منظور جھاڑنا ہو جو تمکو غبار زلف

جاؤگے تم جو کھولے ہوے بال سوے دشت
آہو کرینگے مشک کے نافے نثار زلف

سودا اگر اپنا دل ہی ٹھکانے ہین اسکے دو
یا سبزوار خط ہی وطن یا تتار زلف

گلزار روے یار کی کیا بڑھ گئی ہی زیب
آیا ہی گھر کے اُسپہ جو ابر بہار زلف

چھٹ جائین دل غریبون کے ای شانہ کر کمک
گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف

جاتا نہین ہی رہرو دل اب کسی طرف
آیا پسند جیسے سواد دیار زلف

بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی
دیتا ذرا جو کحل جو اہر غبار زلف

ای دل سمجھ کے کوچۂ الفت مین رکھ قدم
ڈر ہی نہ کاٹ کھائے کہین اُڑ کے مار زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہی امیر
ہون پاے بند سلسلۂ تابدار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق
ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق

تیرے معشوق خدا کے معشوق
تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

غمزے حوروں کے اٹھاتے ہیں کوئی / آپ کے ناز و ادا کے عاشق
منھ دکھاؤ نہ سناؤ آواز / کان اپنے ہیں صدا کے عاشق
پاؤں رکھتے نہیں بالائے زمیں / تیرے نقشِ کفِ پا کے عاشق
اِن جفاؤں پہ وہی ذوقِ وفا / ہم تو ہیں اپنی وفا کے عاشق
تجھ سے روٹھے نہیں اے تیغِ جفا / ناز کرتے ہیں ادا کے عاشق
شوخ چشمی نہ کر اِتنی ظالم / گڑے جاتے ہیں حیا کے عاشق
مہندی ملواؤ نہ تم غیروں سے / رنگ لائیں گے حنا کے عاشق
دیکھیے حشر میں کیا ہوتا ہے / ہم ہیں محبوبِ خدا کے عاشق
رغبت اب دل کو ہے یوں جانبِ غم / جیسے معشوق کو تاکے عاشق

رات دن ہوتے ہیں اُس بُت پہ امیرؔ
سیکڑوں بندے خدا کے عاشق

ہیں نہ زندوں میں نہ مردوں میں کمر کے عاشق / نہ اِدھر کے ہیں الٰہی نہ اُدھر کے عاشق
ہے وہی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو / کان وہ ہیں جو رہیں تیری خبر کے عاشق
جتنے ناوک ہیں کماندار ترے ترکش میں / کچھ مرے دل کے ہیں کچھ میرے جگر کے عاشق
برہمن دیر سے کعبے سے پھر آئے حاجی / تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سرکے عاشق
آنکھ دکھلاؤ اُنھیں مرتے ہوں جو آنکھوں پہ تیر / ہم تو ہیں یار محبت کی نظر کے عاشق
چھپ رہے ہو گئے نظر سے کہیں عنقا کی طرح / تو یہ سمجھے کہیں مرتے ہیں کمر کے عاشق
بے جگر معرکۂ عشق میں کیا ٹھہریں گے / کھاتے ہیں خنجرِ معشوق سے جگر کے عاشق
تجھکو کعبہ ہو مبارک دلِ ویران ہمکو / ہم ہیں زاہد اِسی اُجڑے ہوئے گھر کے عاشق
کیا ہوا لیتی ہیں پریاں جو بلائیں تیری / کہ پریزاد بھی ہوتے ہیں بشر کے عاشق
بیکسی، درد و الم داغ تمنا حسرت / چھوڑے جاتے ہیں اِس مرگ پہ ترکے عاشق

بے سبب سیر شب ماہ نہین ہی یہ امیر
ہو گئے تم بھی کسی رشک قمر کے عاشق

جادہ راہ عدم ہی رہ کاشانۂ عشق
مرکز خاک ہی دُرد تہ پیمانۂ عشق
کم بلندی مین نہین عرش سے کاشانۂ عشق
ہی جو واللیل سراپردہ کاشانۂ عشق
دل مرا شیشہ ہی آنکھین مری پیمانۂ عشق
ہم تھے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
غرق ابھی بحر فنا مین یہ دو عالم ہو جائین
ہم وہ فرہاد تھے کاٹا نئی صورت سے پہاڑ
کچھ گرہ مین نہین گرمی کے سوا مثل سپند
عین مستی مین ملے ہین مجھے گوش شنوا
آرہے باغ جنان سے جو زمین پر آدم
معتقد کون نہین کون نہین اُسکا مُرید
دل نے تسبیح بنا کر وہ کیے زیب گلو
زلف معشوق نہ گھٹ جلئے ادب کا ہی مقام
سننے والون کے یہ ڈر ہی نہ جلین پردہ گوش
خاک در کار ہی وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
کہتے ہین مرگ جوانی جسے سب اہل جہان
آہ عاشق سے ہوئی غفلت معشوق نہ کم
بخت برگشتہ ہون تب بھی نہین جاتا یہ مزہ

ملک الموت ہین دربان در خانۂ عشق
آسمان ظرف برآوردۂ میخانۂ عشق
دونون عالم ہین دو مصراع در خانۂ عشق
سورۂ شمس ہی قندیل در خانۂ عشق
جسم یا جوش محبت سے ہی میخانۂ عشق
جس زمانے مین نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق
ایک اشارہ جو کرے نرگس مستانۂ عشق
حُسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق
برگ و بر دو دو شجر رہون جو اُگے دانۂ عشق
سُن رہا ہون مین صدائے لب پیمانۂ عشق
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانۂ عشق
پیر ہفتاد و دو ملت کا ہی دیوانۂ عشق
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یک دانۂ عشق
بڑھ جلین اتنے نہ موے سر دیوانۂ عشق
کیا سُناؤن کہ بہت گرم ہی افسانۂ عشق
ورنہ ہر خاک سے اُگتا ہی کوئی دانۂ عشق
اپنے نزدیک ہی وہ بازی طفلانۂ عشق
خواب تھا حُسن فسون ساز کو افسانۂ عشق
گر گرے بادہ جو وارون بھی ہو پیمانۂ عشق

طور پر کہتی ہے یہ شمعِ تجلّی کی زبان
سُرمۂ حُسن ہے خاکسترِ پروانۂ عشق

طالبِ درد ہے اس درجہ مرا طائرِ دل
ٹوٹ پڑتا ہے یہ جس دام مین ہو دانۂ عشق

ہون وہ دیوانہ کہ قدمون سے لگا ہے مرے حُسن
ہے مرے پانُون مین زنجیرِ پریخانۂ عشق

مرکے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس بن بن کے چُگے گوہرِ یک دانۂ عشق

کیا فلاطون کو ہے نسبت مرے دیوانے سے
آشنا ہے یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حُسن تھا جس روز نہ پروانۂ عشق

جلد آجاؤ کہ ہین گور کنارے مشتاق
دم مین آیا ہے جو حورون کے تمھارے مُشتاق

دلِ صد چاک بھی چلمن ہے کسی کمرے کی
سر جُھکاتے ہین تو کرتے ہین نظارے مُشتاق

مست ہونیکا انھین حکم ہے ای نرگسِ یار
خوب پہچانتے ہین تیرے اشارے مُشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہین کون
گُل زمین پر ہین تو گردون پہ ستارے مشتاق

استخوانو کہین جلدی ہو بدن سے باہر
ہین ہما و سگِ محبوب تمھارے مشتاق

بیخودی تا بکجا آپ مین آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہین احباب تمھارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلفِ رسا سر سے پانُون تک
لینے لگی بلائین ادا سر سے پانُون تک

لاغر ہون اسقدر مجھے پہچانتی نہین
رہ رہ کے دیکھتی ہے قضا سر سے پانُون تک

رُخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو ای صنم ہے نورِ خدا سر سے پانُون تک

کھائے ہین مین نے گُل ترے چھلّون کے اسقدر
خالی نہین ہے جسم مین جا سر سے پانُون تک

گنڈا نظر گذر کا پنھائیگی آپ کو
قد ناپتی ہے زلفِ رسا سر سے پانُون تک

دلکش ہے مجھ ضعیف کا ہے ہر عضو جسم وار
مین کاہ ہون وہ کاہ ربا سر سے پانُون تک

دوران سر کے ساتھ ہی چکر بھی پانون مین
ہون مبتلاے رنج و بلا سر سے پانون تک

موقوف شمع پر نہین کچھ سوزش دردان
جسپر گرے یہ برق جلا سر سے پانون تک

ادنی یہ خار وادی وحشت کی ہی خلش
ایک آبلہ ہی جسم مرا سر سے پانون تک

میری نگاہ شوق کی اندری گرمیان
وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

کچھ تمکو میری طوق وسلاسل کی ہی خبر
زیور مین غرق رہتے ہو کیا سر سے پانون تک

اچھی کسی کی آنکھ کسی کی نگاہ ہی
یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک

گرمی سے حسن کے وہ ہوا ہی عرق عرق
دیکھو ٹپک رہی ہی ادا سر سے پانون تک

زلف دوتا سے آپ ہی الجھن مین آنکا دل
گھیرے ہی دو طرف سے بلا سر سے پانون تک

گریان اگر مین نہر لبن سے گذر گیا
فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک

تڑپے شب وصال نہ کیونکر نگاہ شوق
گھیرے ہوے ہی انکو ادا سر سے پانون تک

جب مین نے فکر کی ترے دانتونکے وصف مین
آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچا دے کربلا مین جو بخت رسا **امیر**
ملیے بدن مین خاک شفا سر سے پانون تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہی آگ اک دل سے زبان تک

دھوان دل سے مرے اٹھا ہی ایسا
اندھیرا ہی زمین سے آسمان تک

گرون کس شوق سے ہر بار سجدہ
جو پہونچے سر تمہارے آستان تک

تجھے ملتا نہین گھر انکا قاصد
گئے کیونکر پیمبر لامکان تک

غش آیا ہی مجھے مسجد مین بے مے
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

جو موت آئے تو پہچانے نہ مجکو
ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہی مجھپہ صیاد
خبر پہونچے نہ اسکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

مرے ہر عضو کو ہو اُس بُت خونخوار سے لاگ
دلکو ہو تیر سے گردن کو ہو تلوار سے لاگ

اُس دلارام کو ہو میرے دلِ زار سے لاگ
مژدہ ای مرگ مسیحا کو ہو بیمار سے لاگ

مردمی لین کھول کے دل تو بھی کچھ آنسو پچھ جائین
ضبطِ غم تجکو ہو کیون دیدۂ خونبار سے لاگ

کشتہ تلوار سے کرتا ہو جو عاشق کو حلال
دل مین رکھتا ہو وہ جلاد گنہگار سے لاگ

جھانک کر دیکھ لیا کرتے ہین چلمن سے کبھی
ہو جو در پردہ اُنھین طالبِ دیدار سے لاگ

پھولنے پھلنے کی نوبت نہین آنے پائی
کیا خزان کو ہو آگئی مرے گلزار سے لاگ

شانے کی طرح سے صد چاک رہا کرتا ہو
جیسے ہو دلکو ترے گیسوے خمدار سے لاگ

دو قدم یار چلا اور قیامت آئی
فتنۂ حشر کو ہو یار کی رفتار سے لاگ

ہم نہ ہین دوست کسی کے نہ کسی کے دشمن
یار سے ہمکو لگاوٹ ہو نہ اغیار سے لاگ

مدد ای پیرِ مغان المدد ای پیر مغان
بڑھ گئی ہو بہت اب چرخ ستمگار سے لاگ

تارے گِن گِن کے شبِ ہجر بسر کرتا ہون
کیا کرون خواب کو ہو دیدۂ بیدار سے لاگ

کیون حیا اُنکو نکلنے نہین دیتی باہر
حُسنِ یوسف کو ہو کیون گرمیِ بازار سے لاگ

بندۂ عشق ہون نہین ایک سے دونون ہین مجھے
کچھ نہ کافر سے محبت ہو نہ دیندار سے لاگ

بیطرح حال تمھارا جو مین پاتا ہون امیر
ہو گئی کیا کسی معشوق طرحدار سے لاگ

ردیف لام

سُنتا نہین وہ دل سے کبھی داستانِ دل
کس سے بیان کرے کوئی دردِ نہانِ دل

کرتا ہو آب آب جگر کو بیانِ دل
افسانے کی طرح نہ سنو داستانِ دل

ای شاہ کشورِ دل و جانِ جہانِ دل
قربان ہر ادا پہ دل جان و جانِ دل

کس بے نشان کی یاد نے ایسا مٹا دیا
سینے مین نام کو نہین باقی نشانِ دل

ہمراہ دوڑتا ہون مین اُس شہسوار کے
ہی دست اختیار سے باہر عنانِ دل
جیسے کہ تیرِ یار کی سینے مین ہی جگہ
خالی نہین ہما سے مرا آشیانِ دل
حوّا کا عشق قسمتِ آدم مین جو لکھا
پہلا تھا نقطہ وقلمِ امتحانِ دل
بے شبہہ اس مین سے جدا ہی زمین عشق
اِس آسمان سے ہی الگ آسمانِ دل
پھُنک جائے صورِ حشر جو ہونا ہو جلد ہو
کبتک کرون مین ہجر مین ضبطِ فغانِ دل
پھولے ہین کیسے لالہ وگل فیض عشق سے
قابل ہی تیری سیر کے یہ بوستانِ دل
جیسے کہ دھیان ہی رُخِ تابانِ یار کا
ہی آفتاب حشر چراغ مکانِ دل
جائیگا کیا تصوّرِ خالِ سیاہ یار
آنکھون مین مردمک ہی سویدا میانِ دل
حسرت وہی فروغ وہی ہی جلا وہی
کچھ کچھ تو آئنے سے ہی آئینہ شانِ دل
تو ہی وہ ماہ مصر کہ جاتا ہی جس طرف
رہتا ہی ساتھ ساتھ ترے کاروانِ دل
غصّے مین آکے ہاتھ سے پھینکا پٹک دیا
آئینے پر ہوا اُنھین شاید گمانِ دل

ممنونِ ضعفِ عالمِ پیری ہون ای امیر
جھکتا چلا ہی سر طرفِ آستانِ دل

داغون سے گلرخون کے دوبالا ہی شانِ دل
بے ماہ وآفتاب نہین آسمانِ دل
عنقا سے ہی بلند کہین آشیانِ دل
سُنتے ہین نام پر نہین ملتا نشانِ دل
فیضِ قدم سے تیرے بڑھی ہی شانِ دل
ہین ساتون آسمان تہِ آسمانِ دل
دوزخ شرارِ نالۂ آتش فشانِ دل
فردوس برگ ریزِ گلِ بوستانِ دل
کعبہ ادب سے آتا ہی میرے طواف کو
جیسے ہوا مین گوشہ نشینِ مکانِ دل
غنچے کے توڑنے کو سمجھتا ہون معصیت
سونگھی ہی جیسے بوے گلِ بیخزانِ دل
اپنے لیے پسند ہی مجکو چمن کی سیر
گُل شکلِ داغِ دل ہی صنوبر بسانِ دل
رُتبے مین وقت فکر سکندر سے کم نہین
کرتا ہون سر جھکا کے مین سیر جہانِ دل

آئے نظر نہ عالم غم ہو اگر نگین
سختی نہیں ہے اہل صفا کے خمیر میں
کیا آنسوؤں نے پردۂ الفت کیا ہے فاش
گریں گے یاد ہم دُرِ دندانِ یار کو
ممکن نہیں کہ وہم کسیکا پہونچ سکے
مانند شمع نطق کی طاقت نہیں مگر

خالق نے کیا وسیع بنایا مکانِ دل
دیکھا کہاں کسی نے کبھی استخوانِ دل
آنکھوں سے آشکار ہے رازِ نہانِ دل
اسطرح موتیوں سے بھرینگے دہانِ دل
کوسوں ہے لامکان سے بلند آستانِ دل
روشن مری زبان سے ہے میرا بیانِ دل

دو ٹکڑے ہو ابھی جگرِ بوالہوس امیر
کھینچوں جو معرکے میں تیغ زبانِ دل

گل وہ رخِ نازک ہے پسینا عرقِ گل
بلبل کا قفس چھائے کبھی پھولوں سے صیاد
نازیست تھا مجھ زار کو عشقِ رخِ رنگین
اُس روے کتابی کا ہے ذکر او دہن اپنا
ہے فصل خزاں میں بھی وہی رنگِ بہاراں
کسکے رخِ رنگین کا سُنا ہے فسانہ
کب خار اُلجھ سکتے ہیں دامانِ صبا سے
آہ دن نے کیے لختِ جگر برہم و درہم
آمد ہے یہ گلزار میں کسکی کہ صبا نے
وہ رنگ کہاں اب کہ خزاں باغ میں آئی
تحریر کرے وصف رخ اُسکا تو ہے لازم
زیبا ہے کہوں جو فلکِ خاک چمن کو
پائیگا امیر اُس رخِ گلرنگ کا بوسہ

شبنم سے ہے لبریز گُھریا طبق گل
اس چرخ پہ بھی چاہیے پھولے شفقِ گل
ہو غسل و کفن کو عرقِ گل ورقِ گل
بلبل کو فراموش نہ ہوگا سبقِ گل
گل سینۂ بلبل میں ہے داغ قلقِ گل
گل کان ہوے کان کے پردے ورقِ گل
گلشن کی قلمرو میں ہے نظم و نسقِ گل
کیا تند ہوا میں ہیں پریشان ورقِ گل
صدقے کے لیے زر سے بھرے ہیں طبقِ گل
بیکار ہے اب تذکرۂ باسبقِ گل
کاتب خطِ گلزار میں لکھے ورقِ گل
پھولی ہے عجب موسم گل میں شفقِ گل
بلبل کے سوا کوئی نہیں مستحقِ گل

بجا ہین بلبل و گلچین خراب خندۂ گل — دو آتشہ ہی چمن مین شراب خندۂ گل
گرائے برق اگر التہاب خندۂ گل — تو کیون نہو دل بلبل خراب خندۂ گل
ہنسی ہی اُس گل تر کی جواب خندۂ گل — تبسم نمکین انتخاب خندۂ گل
گریگی بلبل نالان جو حشر مین فریاد — صبا سے ہوگا حساب و کتاب خندۂ گل
محال ہی کہ چڑھے عشق حُسن کے مُنھ پر — کہان ہی نالۂ بلبل جواب خندۂ گل
چمن مین نالہ کشی ہی قبول اے صیاد — پر اس چمن مین نہین مجھکو تاب خندۂ گل
ابھی تو صورت شبنم ہون اشک بلبل خشک — چمک دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل
جو کاسۂ سر بلبل ملے دہ منصفت ہو لت — بھرون ہین اسمین لبالب شراب خندۂ گل
شراب نغمۂ بلبل کو پی کے کیون نہو مست — ابھی تو نام خدا ہو شباب خندۂ گل
سمند ہوش ہو بلبل کا کیون نہ برق خرام — جو تازیانہ ہو موج شراب خندۂ گل
دیا ہی وہ تجھے اللہ نے دل نازک — کہ آب آب کرے جبکو تاب خندۂ گل
نہ جانتی تھی صبا یہ کہ ہوگی غش بلبل — کھلا کے غنچہ اُٹھاتی نقاب خندۂ گل
ذرا نہین کسی بلبل کو ہوش صورت مست — غضب کی تند کھنچی ہی شراب خندۂ گل
غش آگیا مجھے غنچون کے مسکرانے سے — کسے ہی حوصلۂ انتخاب خندۂ گل
ابھی ہی شام سے مضمون گریۂ بلبل — سحر کو دیکھیے گا اضطراب خندۂ گل
نظیر گریۂ بلبل ہی گریۂ مینا — ہنسی ہی جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہو گلشن مین جان بلبل کی
کھنچی ہی صبح سے تیغ خوشاب خندۂ گل

پرتو رُخ سے ترے ہی جو منور محفل — ہی تجلی کدۂ طور سے بڑھکر محفل
جذب دل کھینچ کے گل پیرہنون کو لے آ — عطر مجموعہ سے ہو جائے معطر محفل
رشک پروانہ ہین ہم تم ہو اگر غیرت شمع — امتحان کے لیے ہو جائے مقرر محفل

بت فراہم ہوے اس درجہ سوم مین میرے
بن گئی غیرت بتخانۂ آذر محفل

ہجر مین چار ادھر چار اُدھر روتے ہین
جس طرح ماہ محرم مین ہو گھر گھر محفل

صاف فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہی
کھا رہی ہی یہ ترے رقص سے چکّر محفل

باغ کس کام کا جسمین گل و شمشاد نہون
لطف دیتی نہین بے شیشہ و ساغر محفل

رقص کے وقت قیامت ہی تمھاری ٹھوکر
کیون اُلٹ جائے نہ مثل صف محشر محفل

لیکے نالون کے علم ہم بھی ضرور آئینگے
ہو گی جس روز محرم مین ترے گھر محفل

جا چکا عہد جوانی کا چلین سوے عدم
شمع سان دیکھ چکے دہر مین شب بھر محفل

شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی اے گل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل

ہل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذرا اُس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو امیر
کیجیے چودھوین تاریخ مقرر محفل +

فرقت یار مین ماتمکدہ ہی ہر محفل
بلکہ ہنگامۂ محشر کے برابر محفل

ہی عجب شمع کی صورت دل قاتل غبطے
بسملون کے ہو تہ سایۂ خنجر محفل

چاہیئے آئنہ رویون کا بھی مجمع ہو جائے
کیجیے چل کے سر قبر سکندر محفل

ہم بغل مجھسے ہو غیرون کو لگائے رکھو
گھر مین خلوت ہی رہے جمع ہو باہر محفل

کس پریرو کا تصور نہین دل مین اپنے
جمع رہتی ہی اِس آئینے کے اندر محفل

سب مکانون سے جدا پیر مغان کا ہی مکان
میکشون کی ہی الگ شہر سے باہر محفل

اے پری حسن سے تیرے ہی جہان کی رونق
جس طرح شمع سے ہوتی ہی منوّر محفل

تمکو پروا ہی نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی اندر محفل

ہر دل سوختگان روز الم ہی شب عیش
چشم پروانہ مین آتشکدہ ہی ہر محفل

دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن چشم اُداس
محفل آرا نہو کوئی تو ہی ابتر محفل

شمع محفل مین ہی پروانے ہین گرد سر شمع — کیا تکلف ہی کہ محفل کے ہی اندر محفل
ہم ہین پروانۂ دل سوختۂ بزم خیال — شمع رویون سے یہان گرم ہی شب بھر محفل
سرفروش آئے ہین مشتاق شہادت ای ترک — جمع کرتا ہی ہمیشہ ترا خنجر محفل

اُسکے بھڑکانے سے برہم ہوئے یہ غیر امیر
شمع کیا ہمپہ ہوئی دست بہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل — تب ہم نہ رہے وفا کے قابل
ہی خوف سے سارے تن مین رعشہ — اب ہاتھ کہان دعا کے قابل
آئے نہ مجھے دیکھنے اطبا — جب مین نہ رہا دوا کے قابل
بوسے مرے دل پہ پیسکر دانت — یہ دانا ہی آسیا کے قابل

کلفت سے امیر صاف کر دل
یہ آئینہ ہی جلا کے قابل

ای دل مجھے بیش جہلا بات سے حاصل — خالی ہی مکان حرف و حکایات سے حاصل
تسکین مجھے دیتے نہین ای حضرت واعظ — کیا اور مجھے قبلۂ حاجات سے حاصل
پتھر ہی ترا دل ہین کہون حالت دل کیا — کعبے مین جو بت ہو تو مناجات سے حاصل
ہی زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذت — جس رات کا وعدہ نہو اُس رات سے حاصل
روتا ہون لہو بھی تو مجھے مے نہین ملتی — کیا بندگی پیر خرابات سے حاصل
ظاہر مین دیا بوسہ تو کیا دل ہی مکدر — نیت ہی نہین ٹھیک تو خیرات سے حاصل
تقدیر مری تو نہ بدل دیگا دعا سے — ای شیخ پھر اس کشف و کرامات سے حاصل
قسمت مین جو مے ہی وہ بہ کیف ملیگی — پھر قاضی و مفتی کی ملاقات سے حاصل

پہچانتے ہین اہل سخن خوب سخن کو
خاموش امیر اتنی مباحات سے حاصل

ردیف میم

کیون نالے کرین بلبل گلشن تو نہین ہم
ای ضبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم

دلکو جو بچاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین
کیا لوٹ ہی لین گے کوئی رہزن تو نہین ہم

خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

خط دیکے تجھے کوچۂ جانا مین بھیجین
کچھ غیر ہی قاصد ترے دشمن تو نہین ہم

ذلت سے کبھی لین گے نہ ہم بوسۂ گیسو
صدقہ کسے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم

کیا ضعف سے حاصل کہ ترے گھر مین نہ پہونچے
ذرّے ہین مگر ذرّۂ روزن تو نہین ہم

دل کھینچے لیے جاتا ہی قاتل کی گلی مین
کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم

رہجائینگے پیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سایہ ہین غبار سم توسن تو نہین ہم

سو بار کہین گے ارنی طور پہ جاکر
کیا سمجھے ہین موسی ہین الکن تو نہین ہم

کرتا ہون جو کنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو
کانٹو نہین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم

ظاہر مین تو نرگس کیطرح پائی ہین آنکھین
پر قابل نظارۂ گلشن تو نہین ہم

بخیے کا دیا حکم تو بولے دہن زخم
سلواتے ہو کیون قابل سیون تو نہین ہم

موسیٰ سے یہ کہدو کہ بہت بڑھ کے نہ بولین
کچھ نابلد وادی ایمن تو نہین ہم

کہتا ہی حیا سے وہ دہان مسی آلود
کیا دیکھتے ہین سب گل سوسن تو نہین ہم

غیرون کے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے
ای دوست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیا نالہ کشی کی ہمین رُت دیتے ہین ترغیب
انسان ہین ناقوس برہمن تو نہین ہم

کرتی ہین یہ طنز اُنسے خط سبز پہ آنکھین
کچھ پیر ہین خضر ہین رہزن تو نہین ہم

کیا حوصلہ اُنکا ہی جو زندان مین یہ تھمین
زندانی تاریکی مدفن تو نہین ہم

بے منت احباب یہان قبر ہی روشن
محتاج چراغ سر مدفن تو نہین ہم

بوے گل فردوس امیر اپنا ہی مُردہ
سر کا جو فراغت مدفن تو نہین ہم

ہوے جو رنگ وصلِ یار مین ہم
اچھے پھولے پھلے بہار مین ہم

ہو گئے مُردہ ہجر یار مین ہم
گھر مین اپنے ہین یا مزار مین ہم

اُسکو لائین نگے خاک قابو مین
کہ نہین اپنے اختیار مین ہم

کون پوچھے گا ہم غریبون کو
روزِ محشر ہین کس شمار مین ہم

فرش سے عرش تک نشان نہین
دور ہو پنچے ہواے یار مین ہم

حضرتِ دل جو تم ہو پہلو مین
مر کے بھی رہ چکے مزار مین ہم

وصل مین بھی شکستہ خاطر ہین
تو بہ مست ہین بہار مین ہم

پیش رخسار یار خار ہین گل
ایک دو کیا کہین ہزار مین ہم

قاصد آیا ہی پر نہین پاتا
گم ہوے ایسے انتظار مین ہم

گھر مین ہین لیکن اپنے نام کی طرح
ہین ہر اک ملک ہر دیار مین ہم

زلف و رخسار کے تصور سے
ہین حلب مین کبھی تتار مین ہم

جبر جو چاہین ہمیں وہ کر لین
ہین امیر اُنکے اختیار مین ہم

ہُوا کہ زندہ رہا نامہ بر نہین معلوم
کچھ آج تک ہین اُسکی خبر نہین معلوم

مکان دل مین ہی کسکا گذر نہین معلوم
یہ بیخودی ہی کہ گھر کی خبر نہین معلوم

کیا ہی بیخبری نے جہان سے فارغ
فلک کہان ہی زمین ہی کدھر نہین معلوم

مین جسکو دیتا ہون اُس فتنہ گر کے نام کا خط
وہ ٹالتا ہی کہ مجھکو تو گھر نہین معلوم

تری گلی ہی کہ میدان حشر ہی قاتل
یہان کسی کو کسیکی خبر نہین معلوم

ہوا شہید تبسم جگر کہ دل یارب
گری تڑپ کے یہ بجلی کدھر نہین معلوم

کیا ہی ذوقِ شہادت نے محو یہ دمِ قتل
لگے ہین زخم کہان جسم پر نہین معلوم

شب وصال ہون بوس و کنار سے محروم
دہن کہان ہی کدھر ہی کمر نہین معلوم

پڑا ہی تیغ کے نیچے کہ پاے قاتل پر
کدھر کو اُڑ کے گیا تن سے سر نہین معلوم

شب وصال سرِ شام سے وہ کہتے ہین
کہ آج کیون نہین ہوتی سحر نہین معلوم

اِدھر کو مُنھ جو نہین پھیرتا کبھی خورشید
یہ کسکا گرم ہی بازار اُدھر نہین معلوم

جو کل تھے ساتھ گئے آج کسطرف یارب
کسیکا حال کسیکی خبر نہین معلوم

خضر ہو راہبری ہی ثواب ای زاہد
کہ ہمکو بادہ فروشون کا گھر نہین معلوم

ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہی کیا باعث
یہ نخل کیون نہین لاتا ثمر نہین معلوم

جہان مین اب نظر آتا ہی رات دن اندھیر
فلک سے کیا ہوے شمس و قمر نہین معلوم

بھٹکتے پھرتے ہین ہم مثل گرد راہ امیر
ہوا ہی قافلہ راہی کدھر نہین معلوم

ترے جور و ستم اُٹھائین ہم
یہ کلیجا کہان سے لائین ہم

جی مین ہی اب وہان نہ جائین ہم
دل کی طاقت بھی آزمائین ہم

نالے کرتے نہین یہ اُلفت مین
باندھتے ہین تری ہوائین ہم

ای لبِ یار کیا ترے ہوتے
لبِ ساغر کو مُنھ لگائین ہم

دل مین تم دل ہی سینہ سے خود گم
کوئی پوچھے تو کیا بتائین ہم

آبِ شمشیر یار اگر مل جائے
اپنے دل کی لگی بجھائین ہم

اب جو مُنھ موڑین بندگی سے تری
اے بُت اپنے خُدا سے پائین ہم

زندگی مین ہی موت کا کھٹکا
قصر کیا مقبرہ بنائین ہم

توبۂ مے سے کیا پشیمان ہین
زاہد و دیکھکر گھٹائین ہم

دل مین ہی مثل ہیزم و آتش
جو گھٹائے اُسے بڑھائین ہم

زار سے زار ہین جہان مین **امیر**
دل ہی بیٹھے جو لطف اُٹھائین ہم

ردیف نون

کیا دیر ہی امیر کے عفو گناہ مین — اللہ کیا کمی ہی تری بارگاہ مین
آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین — تولو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین
کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون — کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین
بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین — مشہور یہ خبر ہی غلط خانقاہ مین
خالی شرارتون سے نہین ظلمت جہان — لپٹی ہوئی ہی برق گلیم سیاہ مین
پیری مین سرنگون جو ہوا دانت بھی چلے — بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ مین
مدت ہوئی پھرے ہوئے آنکھونکی پُتلیان — صورت تمھاری پھرتی ہی ابتک نگاہ مین
نکلا نہین ہی خط ترے عارض پہ حُسن نے — کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین
کشتی ضرور ساتھ رہے تیرے ای فقیر — ڈوبے نہ قلزم کرم بادشاہ مین
بے قصد بد سے بھی کبھی ہوتا ہی کار نیک — شبکو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین
دعوی بہت تھا سنگدلی کا حضور کو — کیون دل پکڑ کے بیٹھ گئے ایک آہ مین
اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ چرخ سے — تاثیرین دوڑی آتی ہین آغوش راہ مین
اعلی کو کیون نہ صحبت ادنی سے ہو حذر — دیکھا کبھی نہ پرتو خورشید چاہ مین
یوسف سے بھی سوا ہی مرے دل کا مرتبہ — ڈوبا ہوا ہی چاہ زنخدان کی چاہ مین
بیداغ عشق ارض سے تا آسمان ہی کون — ماہی مین فلس ہی تو کلف جرم ماہ مین

ہی نقش دل پہ صورت توحید ای **امیر**
ہون محو ذکر اشہد ان لا الہ مین

ہون زار اسقدر کہ تری جلوہ گاہ مین — چھپ جاؤنگا مین پردۂ گرد نگاہ مین

ہین جلوہ گر شرار تری دود آہ مین — یہ نجم چھپتے ہین کوئی ابرِ سیاہ مین
وہ توڑا اے فلک ہی مرے تیر آہ مین — جا ہون تو رخنے ہون سپرِ مہر و ماہ مین
سمجھے سریر و تاج کو کچکول و بوریا — ہو فقر کا مزہ جو دلِ بادشاہ مین
آہ اُس دہن سے نکلے تو کیونکر حسین نہو — بنجائے ماہ میم جو ملجائے آہ مین
سایہ پڑا مگر مرے بختِ سیاہ کا — یہ تیرگی نہ تھی تری زلفِ سیاہ مین
افعالِ نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو — مے پیجیے تو چل کے کسی خانقاہ مین
آنے نہ دے حیا کو یہ ہی رات وصل کی — کیا کام غیر کا ہی تری جلوہ گاہ مین
دیوانہ تیرا آتا ہی لرزان ہین اہلِ شہر — رستم کی دھاک سے ہی تزلزل سپاہ مین
کیون مثلِ رُخ نہ ہمکو خطِ سبز ہو پسند — پھولون کی ہمکو آتی ہی خوشبو گیاہ مین
اہلِ زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد — ہی ماہ کو زوال و کمال ایک راہ مین
ہم رہروانِ عشق کو محشر کا خوف کیا — پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین
زلفون کی آڑ مین نہین کرتے وہ چشمکین — بجلی تڑپ رہی ہی یہ ابرِ سیاہ مین
کیا سمجھے قدر ساغرِ جمشید کی وہ چشم — دُنیا نہین سماتی ہی جسکی نگاہ مین
تو نے تو اے سیاہی شبہائے تار ہجر — دھبا لگا دیا مرے بختِ سیاہ مین
اُترے جو نشہ توبہ کرین ہم شراب سے — لغزش نہ تازیان کو عذرِ گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوئے دفن ہم امیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہی آنکھ تری جلوہ گاہ مین — کیا احتیاج شمع تماشائے ماہ مین
ہین شوخیان بہی جو تمھاری نگاہ مین — بجلی گرے گی چار طرف جلوہ گاہ مین
محراب اُسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز — ہو بچا مین قتل گاہ مین یا عیدگاہ مین
فریاد کس سے تیرے سوا او اجل کرین — ساتھی ہمارے چھوٹ گئے ہمکو راہ مین

چہرہ دکھا جو حُسن کا شاہد ہی آئنہ
قرآن ضرور چاہیے دست گواہ مین

اُس ترک کجکلہ پہ اُٹھین کیون نہ اُنگلیان
اندازہ ماہ نو کا ہی طرف کلاہ مین

دیکھو جما کے آنکھ تو دیکھو رقیب کو
چھُریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

برگشتہ بخت وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا اِدھر اُدھر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اُٹھ گیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہی راہ مین

اعضا تمام صوم مین رہتے ہین روزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرۂ عشق مین نہین
پائین و صدر ایک ہی اس بارگاہ مین

ہی راست رو وہی جو ہی دین رسولؐ پر
ہوتی ہی کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غوّاص آئین بحر سے موتی نکالنے
پرتو اگر پڑے ترے دانتو نکا چاہ مین

یون روے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہوجاے جیسے چاک کتان نور ماہ مین

مقراض دونون پائون ہین وحشت کے جوش مین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطع راہ مین

نشہ کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین امیرؔ
یا چند سُرخ پوش مکان سیاہ مین

وہ تو سُنتا ہی نہین ہی دادخواہی کیا کرون
کسکے آگے جاکے سر پھوڑون الٓہی کیا کرون

مجھ گدا کو دے نہ تکلیف حکومت اے ہوس
چار دن کی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

رشک دیکھو غیر میرا محضرِ خون دیکھکر
سوچتا ہی اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھوتے دھوتے آنسوؤن سے ہوگئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجکو ساحل تک خدا پہونچاے گا اے ناخدا
اپنی کشتی کی بیان تجھسے تباہی کیا کرون

نزع مین آنکھین ملا کر یار نے مجھسے کہا
اب تری آنکھو نمین دم ہی کم نگاہی کیا کرون

ترک لذّت سے جُدائی مین زبان ہی آشنا
بادۂ صاف و کباب مرغ ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہی پہونچ جاؤن مین اب کعبے مین جلد
راہ مین بتخانہ پڑتا ہی الٓہی کیا کرون

نکل گیا تھا پیش زاہد سوچتا ہون دل مین آج
خدمتِ پیرِ مغان مین عذرخواہی کیا کرون

فرض کردم آہ رک سکتی ہی تھم سکتے ہین اشک
چھپ نہین سکتا ہی لیکن رنگ کا ہی کیا کرون

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہی امیر
پیش خالق ادعاے بیگناہی کیا کرون

گلے مین ہاتھ تھے شب اُس پری سے راہین تھین
سحر ہوئی تو وہ آنکھین نہ وہ نگاہین تھین

نکل کے چہرے پہ میدان صاف خط نے کیا
کبھی وہ شہر تھا ایسا کہ بند راہین تھین

فراق مین ترے عاشق کو جا کے کل دیکھا
کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہین تھین

بگولے اب ہین کہ غربت ہی گور شاہان پہ
سرِ دن پہ چتر جلو مین کبھی سپاہین تھین

ہزارون لوٹ گئے کل اُٹھی جو وہ چلمن
خدنگ موے مژہ برچھیان نگاہین تھین

کیا یہ شوق نے اندھا مجھے نہ سوجھا کچھ
وگرنہ ربط کی اُس سے ہزار راہین تھین

یہ ضعف ہی کہ نکلتی نہین ہین اب دل سے
کبھی فلک سے بھی اونچین ہماری آہین تھین

جگر مین ہجر کی کچھ خُبھ رہی تھین کچھ پھانسین
مگر جو غور سے دیکھا تری نگاہین تھین

پہونچ گئے سرِ منزل چلے جو چال نئی
اُنھین مین پھیر تھا دیکھی ہوئی جو راہین تھین

فلک کے دَور سے دُنیا بدل گئی ورنہ
جہان بنے ہین یہ میخانے خانقاہین تھین

یہ ضعف اب ہی کہ ہلنا گران ہی قدمون کو
سبکروی مین کبھی انکو دستگاہین تھین

مشاعرے سے حسین کیون نہ چھین لیجاتے
رباعیان مری، جو گوشہ کلاہین تھین

حسین زر کے ہین طالب کہ اب ہین گرد امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہین تھین

جب کبھی اُسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین
دل ہی واقف ہی جس ارمان سے ہم دیکھتے ہین

داغ سے بڑھ کے نہین دلمین کسیکا جلوہ
گھر کی رونق اِسی مہمان سے ہم دیکھتے ہین

ہی پری تو نہین پریون کی مگر خو تجھ مین
انس تجکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہین

ضعف کا پاس کرے دست جنون کے ہوتے
یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہی اگر طالب مقصود تو مٹ جا اے دل
نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھ سے رضوان کے اُسے بھی ہو نصیب
ذلتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہر خاص تجھے حق نے بنایا ہی صنم
شان اُسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

گرد ابرو پہ ہی مُنھ لال ہی چتون ہی پھری
آج اُنھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہی
مور کو بڑھ کے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہی بدخشان مین شفق پھولی ہی
سُرخ جب ہونٹھ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر پاتے ہین غلطان اُسے حسرت کے سبب
جو گُہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہی زلف اُس رُخ روشن کیطرف
ربط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہو کہین لالہ وگل اور کہین شمس وقمر
ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کنہ باری کو پہونچ جائے دلا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہی نظر
آئنہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سواری کسی قاتل کی پھری مقتل سے
لاشے آتے ہوئے میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھ تمھین سے نہین کاوش ہی حسینون کو امیر
چھیڑ پریون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہین

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین
موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین

اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین
زیر خنجر بھی اُسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے تھے رُخ امید کو جس حسرت سے
یاس کو بھی اُسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سُنکے حال دل عشاق کو اس کان سے وہ
صاف اُڑا دیتے ہین اُس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھ آئینے سے کیون اُنکی پھری رہتی ہی
کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران سے ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہی جو تو غیر کی دانائی کی
پھرون مُنھ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

شکل آئینہ بنایا ہی ہمین حیرت نے — دیکھتے ہین جسے حیران سے ہم دیکھتے ہین
شک یہ ہوتا ہی کہ حلقے مین ہی ناگن کے یہ مَن — زلف اپنی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہین
جان باقی نہین گو دل مین ہمارے لیکن — تجھپہ قربان اُسے سو جان سے ہم دیکھتے ہین
خط نمایان کبھی کرتا ہی کبھی خال وہ رُخ — روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہین
بھر گیا جی غمِ دلدار سے شاید ای دل — کچھ کشیدہ وہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہین
رشک ہوتا ہی کہ شاید ہی تمھارا عاشق — تنگ ای جان جسے جان سے ہم دیکھتے ہین
ساغرِ بادہ بھی ہی جام جہان بین ساقی — سیرِ عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین
جی مین آتا ہی کرین ہاتھ کلائی سے قلم — جب الگ اُسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہین
ہو گیا میل کچھ آپسمین کہ اب غیرون کو — جھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین
سحن داؤد سے آہن جو ہوا موم تو کیا — دلکو پانی تری ہر تان سے ہم دیکھتے ہین
عرش کا حال دلِ صاف سے آتا ہی نظر — رفعتِ بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہین

دور بینی کہین کیا چشمِ بصیرت کی امیر
صاف سیرِ قدمِ امکان سے ہم دیکھتے ہین

بختِ سیہ سے گو کہ گلیم گدا ہون مین — شاہون کے سر پہ سایۂ بالِ ہما ہون مین
صحرا مین مثلِ موج ہوا کم نما ہون مین — دریا مین نقشِ آب کی صورت شنا ہون مین
واکردہ چشم دل صفتِ نقشِ پا ہون مین — ہر رہگذر مین راہ تری دیکھتا ہون مین
مطلب جو اپنے اپنے کئے عاشقون نے سب — وہ بُت بگڑ کے بول اُٹھا کیا خدا ہون مین
ای انقلابِ دہر مٹاتا ہی کیون مجھے — نقشے ہزارون مٹ گئے ہین تب بنا ہون مین
وحشت مین گو کہ قیس سے بڑھکر نہین مگر — اتنا کہونگا ایک وہ تھا دوسرا ہون مین
افتادگی مین اُس سے نہ سمجھو جُدا مجھے — سایہ صفت قدم بقدم زیرِ پا ہون مین
محنت یہ کی کہ فکر کا ناخن بھی گھس گیا — عقدہ یہ آجتک نہ کھلا مجھپہ کیا ہون مین

اُس دل کا مبتلا ہون جو رکھتا ہو داغ عشق
پروانۂ چراغ حریم خدا ہون مین

گشتہ کیا ہو مجکو محبت کے جوش نے
مذبوحِ خنجرِ نگہِ آشنا ہون مین

اعضاے تن کو بسکہ ہو زخمون کا اشتیاق
آہن ہو تیغ یار تو آہن ربا ہون مین

کہتی ہو ہر پلک تری زلفِ دراز سے
چھوٹے سے قد پہ میرے بجا نا بلا ہون مین

رسوا ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بیخطا ہون مین

زندہ کیے ہین مین نے دلِ مردہ سیکڑون
فیضِ سخن سے عیسیٰ معجز نما ہون مین

مقتل ہو میری جان کو وہ جلوہ گاہ ناز
دل سے ادا یہ کہتی ہو تیری قضا ہون مین

لذت ہو آب تیغ مین آبِ حیات کی
زندہ بسان خضر ہون گو مرچکا ہون مین

مانند سبزہ اس چمنِ دہر مین **امیر**
بیگانہ وار اک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ اسکے اگر لگے ہوے ہین
کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوے ہین

کیونکر نہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی
بجلی کی سان پر یہ خنجر لگے ہوے ہین

نکلین گے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر
قبرون کے مُنھ پہ بھاری پتھر لگے ہوے ہین

کیا دیکھیے عاشقون کے وہ داغدار سینے
پھولون کی کشتیون مین زیور لگے ہوے ہین

یارب ہو کسکی آمد جو شہر مین ہو شادی
صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوے ہین

چاہی جو مین نے عجلت بولا بگڑ کے قاصد
اڑ جاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوے ہین

کیا حال دل سناؤن جاسوس اُس پری کے
آواز میری سننے در پر لگے ہوے ہین

نامے وہ باری باری عشاق کے پڑھین گے
عجلت سے کچھ نہوگا نمبر لگے ہوے ہین

مین جانتا ہون بلبل جو ہو تری حقیقت
اک مشت استخوان مین دو پر لگے ہوے ہین

بڑھتا ہو آبرو مین کیا آنسوون سے میرے
کون ایسے لعل تجھ مین گوہر لگے ہوے ہین

ہو حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے
یہ اشتہار اسکے گھر گھر لگے ہوے ہین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے **امیر** وہ کیا
شاہون کے اُس گلی مین بستر لگے ہوے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین — کہتا ہی حسن مین نہ رہونگا حجاب مین
بے قصد لکھدیا ہی گلہ اضطراب مین — دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین
بجلی چمک رہی ہی فلک پر سحاب مین — اب دخت رز کو چین کہان ہی حجاب مین
اللہ ری میرے دل کی تڑپ اضطراب مین — گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین
مہمان کے ساتھ کھانے کا ہوتا نہین حساب — ہم تم کباب کھائین ڈبوکر شراب مین
اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی — یان عمر کٹ گئی ہی اسی اضطراب مین
ملنے کا وعدہ مُنھ سے تو اُنکے نکل گیا — پوچھی جگہ جو مین نے کہا ہنس کے خواب مین
دو کی جگہ دیے مجھے بوسے بہک کے چار — تھے نیند مین پڑا انھین دو کا حساب مین
قاصد ہی قول و فعل کا کیا اُنکے اعتبار — پیغام کچھ کہا ہی لکھا کچھ جواب مین
ترغیب میرے قتل کی دو اُنکو ہمدمو — ہی کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین
کیا آہ کی ہوا سے ہوا اُل گئے جو دو — اُٹھتا مزہ جو بند نہ ہوتے نقاب مین
سمجھے ہین دلمین کیا جو یہ گلرو ہوا مین ہین — مہمان چار دن کا ہی جوبن شباب مین
سمجھا ہی تو جو غیبتِ پیرِ مغان حلال — واعظ بتا یہ مسئلہ ہی کس کتاب مین
خونخوار ہی وہ مست ملے گا بڑا مزہ — قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب مین
کام آئی کیسی ظلمتِ عصیان بروزِ حشر — سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین
دیکھا کیا جو دفترِ آفاق بعد جمع — ہم پہلے ہو گئے نظری انتخاب مین
منظور قید و قتل جو ہو حکم دیجیے — ہی یہ گناہگار بھی حاضر جواب مین

دامن مین اُنکے خون کی چھینٹین پڑین **امیر**
بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

قاضی بھی ابتو آئے ہین بزمِ شراب مین ۔۔۔ ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین
جا پائی خط نے اُسکے رخِ بے نقاب مین ۔۔۔ سورج گہن پڑا شرفِ آفتاب مین
دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین ۔۔۔ محشر کے دن بٹھائے گئے آفتاب مین
رکھا یہ تمنے پاے حنائی رکاب مین ۔۔۔ یا پھول بھر دیے طبقِ آفتاب مین
تیرِ دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا ۔۔۔ کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین
وہ ناتوان ہون حلقۂ آہن ہو وہ مجھے ۔۔۔ کر دے جو کوئی بند مکانِ حباب مین
حاجت نہین تو دولتِ دُنیا سے کام کیا ۔۔۔ پھنستا ہی تشنہ دامِ فریبِ سراب مین
مثلِ نفس نہ آمد و شد سے ملا فراغ ۔۔۔ جبتک رہی حیات رہے اضطراب مین
سرکش کا ہی جہان مین دوران سر مآل ۔۔۔ کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب مین
چاہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع ۔۔۔ کب سوکھتے ہین برگ شجر آفتاب مین
دل کو جلا تصورِ حسنِ ملیح سے ۔۔۔ ہوتی ہی بے نمک کوئی لذت کباب مین
ڈالی ہین نفسِ شوم نے کیا کیا خرابیان ۔۔۔ موذی کو پال کر مین پڑا کس عذاب مین
اللہ رہی تیز دستیِ مژگانِ رخنہ گر ۔۔۔ بیکار بند ہوگئے اُنکی نقاب مین
چلتا نہین ہی ظلم تو عادل کے سامنے ۔۔۔ شیطان ہی پردہ در کہ ہین مہدی حجاب مین
کچھ ربطِ حسن و عشق سے جاے عجب نہین ۔۔۔ بُلبُل بنے جو بلبلہ اُٹھے گلاب مین
چومے جو اسکا مصحفِ رخ زلف مین پھنسے ۔۔۔ مارِ عذاب بھی ہی طریقِ ثواب مین
ساقی کچھ آجکل سے نہین بادہ کش ہین ہم ۔۔۔ اِس خاک کا خمیر ہوا ہی شراب مین
فرقت مین میرے دل کے ڈرانے کیواسطے ۔۔۔ مشعل ہی برق کی کفِ دیوِ سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہی کبوتر کو اے امیر
اُسنے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہان ہی اُسکو جو ہی پیچ و تاب مین ۔۔۔ دیکھا نہ پاے موج کو گفشِ حباب مین

ساقی مسیح وقت ہی بزم شراب مین
دیتا ہی بھر کے مے قدح آفتاب مین

دریا سے حل یہ مسئلہ ہی فہم چاہیے
دیکھو ملا صدف مین خلا ہی حباب مین

دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے
شعلہ ہی کب دھوئین کیطرح پیچ و تاب مین

دُنیا بھی دین ہی جو ہو لذت بشر سے ترک
کیون ہو حرام نشہ نہو جس شراب مین

مردہ جو اہل دل ہون تو زندہ اُنھین سمجھ
عارف کی آنکھ رہتی ہی بیدار خواب مین

دریا مین ہو گیا ہی نہانے سے اُنکو عشق
شاید ہی نقش حب کا اثر نقش آب مین

خط اُسکے روے صاف پہ نکلا غضب ہوا
مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین

رکھ دیکھ بعد مرگ بھی میرے گلے پہ تیغ
طاقت نہ ہی جذب آب کی مُردہ سحاب مین

دکھلاتے ہین وہ وقت گزک معجز مسیح
ہونٹون سے جان پڑتی ہی مرغ کباب مین

پروا نہین ہی ہمکو اگر ہین قفس مین بند
صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین

پیری مین یہ جھکی ہوئی پلکون کا حال ہی
دیوارین جیسے خم ہون مکان خراب مین

لکھا ہی مین نے دیدۂ گریان کا اپنے حال
جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین

سمجھانے ہین جو آئے تو ناصح رہے خموش
دم مارنیکی جا نہین انسان کو آب مین

پیاسون کو خاک سیر کریگا یہ آسمان
چشمہ تو ہی پر آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبت زندان سے کیا امیرؔ
عالم کبھی نہ رہ کے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین
دل ہمکو دیکھتا ہی ہم دل کو دیکھتے ہین

واماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین
کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین

ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہی
صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہین

آنکھون کو بند کر لین خالق سے لو لگائین
کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین

شوق نظارہ دیکھو پٹی ہوئی ہی عینک
آنکھین ہین بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہین

پروانہین جو آنے پاتے نہین ہین شب بھر　　ہم خواب مین تمھاری محفل کو دیکھتے ہین
کیون مُنھ بنا رہے ہو بوسے کے مانگنے پر　　خوش ہوتے ہین سخی جب سائل کو دیکھتے ہین
لیلیٰ کو دیکھکر جو بیخود نہین ہوے ہین　　ناقے کو دیکھتے ہین محمل کو دیکھتے ہین

دُنیا امیرؔ ساری ہو محفل مشایخ
دیتا ہی جان اُسپر جس دل کو دیکھتے ہین

شمشیر ہی سنان ہی کسے دون کسے ندون　　اِک جان ناتوان ہی کسے دون کسے ندون
مہمان ادھر ہما ہی اُدھر ہی سگِ حبیب　　اِک مُشتِ استخوان ہی کسے دون کسے ندون
دربان ہزار اُسکے یہان ایک نقد جان　　مال اسقدر کہان ہی کسے دون کسے ندون
بُلبُل کو بھی ہی پھولونکی گلچین کو بھی طلب　　حیران باغبان ہی کسے دون کسے ندون
سب چاہتے ہین اُس سے جو وعدہ وصال کا　　کہتا ہی اک زبان ہی کسے دون کسے ندون
شہزادی ہی یہ دختِ رز کے ہزارون ہین خواستگار　　چُپ مُرشدِ مغان ہی کسے دون کسے ندون
یارون کو بھی ہی بوسے کی غیرونکو بھی طلب　　ششدر وہ جان جان ہی کسے دون کسے ندون

دل مجھسے مانگتے ہین ہزارون حسین امیرؔ
کتنا یہ ارمغان ہی کسے دون کسے ندون

تصور ایک بحرِ حُسن کا یون ہی مرے دل مین　　روان رہتا ہی دریا جسطرح آغوشِ ساحل مین
ہوائے زلفِ جانان نے نہ چھوڑا مر کے بھی پیچھا　　قیامت مین بھی ہم جھگڑے ہوے آئے سلاسل مین
شرابِ سُرخ شیشے مین نہین ہے یار اے ساقی　　بھرا ہی خونِ بسمل یہ گلوے مرغِ بسمل مین
تمناے شہادت مین نہ مر کر بھی ہوئی راحت　　تڑپ کر خُلد سے پھر آرہا مین کوے قاتل مین
ترا خالِ ذقن دیکھا تو ہمکو یہ خیال آیا　　فرشتونکی جگہ ہی قیدِ زہرہ چاہِ بابل مین
کیا جوہر نے مجھے جسدم نکھر کر روبرو آیا　　بجاے تیغ آئینہ ہی لازم دستِ قاتل مین
رہِ صحراے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹے گا　　تری تلوار کا دم آگیا ہی تیرے بسمل مین

جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملے بعد فنا مجکو
فلک میرا ابھی حق ہی کچھ زمین کوے قاتل مین

یہ کسکی نوک مژگان کا تصور آینوالا ہی
کھٹک جاتا ہی اک کانٹا سا جو ہر دم مرے دل مین

نکالے رنگ کو جاہل نہین پر قابل صحبت
طلب ہوتا ہی کب طاؤس بہر رقص محفل مین

تڑپتے ہین کہ شوق قتل مین یہ رقص کرتے ہین
تماشا بسملون کا ہو رہا ہی کوے قاتل مین

یہ کیون گھبرا رہے ہین کچھ سبب اسکا نہین کھلتا
کبھی جاتے ہین آنکھو نمین کبھی آتے ہین وہ دل مین

چھری کو تیرے ای صیاد ابتک بیقراری ہی
کوئی رگ رہگئی ہی کیا گلوے مرغ بسمل مین

تقاضا جان نثاری کا یہ ہوا یذا نہوا اسکو
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھدین دست قاتل مین

ہزارون قیس سر پٹکتے پھرتے ہین بیابان مین
مرے دل مین خیال یار یا لیلیٰ ہی محمل مین

کبھی غمزہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہی
تو پلکون کے چبھو جاتے ہین وہ نشتر مرے دل مین

جہان ظلمت تھی میرے گھر شب فرقت سمٹ آئی
دھوئین کا نام اب باقی نہین ہی چاہ بابل مین

بمشکل ضعف مین پہونچا ہون میدان شہادت تک
جمانے دے قدم ای درد پہلو کوے قاتل مین

عروس مرگ تیری تیغ کا منھ چوم لیتی ہی
نکلتی ہی لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل مین

نکلجائے ترا تیر آکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی ای ترک اتنی جان باقی ہی مرے دل مین

امیر ابتک نہین کھلتے جو اسکے تیغ کے جوہر
توقف کیون ہی کیا مہندی لگی ہی دست قاتل مین

کسی زہرہ شمائل کا تصور ہی مرے دل مین
منجم یا قمر کا ہی گذر خورشید منزل مین

قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی رہنے نہ پائے گا
نکلجائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین

پھبیگی خوب ای قاتل غضب کا رنگ لائے گی
لگائی ہی جو مہندی پیس اسکو خون بسمل مین

نہین کرتا کبھی پرواے جنت ای گل خوبی
نہایت پائی ہمنے بے نیازی تیرے سائل مین

یہی حیرت کا عالم ہی تو نظارہ کہان مجنون
نکل بھی آئے محمل سے تو پھر لیلیٰ ہی محمل مین

دوئی اٹھ جائے تو جھگڑا کہان شیخ و برہمن کا
بت آئے سجدے کرتے شوق سے اس کعبۂ دل مین

تڑپتا ہی دلِ صیاد بھی اسکے تڑپنے پر
قیامت کا اثر ہی اضطرابِ مرغِ بسمل مین

یہ بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہی اے دل
جہان آیا مسیحا درد دونا ہوگیا دل مین

دہانِ زخم نے کس کس مزے سے اسکو چوسا ہی
لبِ شیرین کی لذت ہی زبانِ تیغِ قاتل مین

جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل نذر کرتا ہی
زبانِ تیغ نے لذت یہ پائی خونِ بسمل مین

ذرا محمل سے ہٹکر خاک اُڑا او بے ادب مجنون
خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہی کون محمل مین

کرامت ہی کوئی ساقی کہ تیری چشمِ میگون سے
چھلکایا ایک پیمانے سے تونے سبکو محفل مین

لگا کر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اُسطرف تمنے
تمھارا روتی رہی چھٹی ہوئی پہلوے بسمل مین

اجازت چاہتی ہی کس سے پروانو کے آنیکی
ٹھہرتی ہی عرض بیگی کی طرح جو شمع محفل مین

نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اُسکا شوخی پر
الٰہی خیر بجلی سی چمکتی ہی مرے دل مین

امیر اُسکی تجلی گاہ ہی دُنیا جو آنکھین ہون
وہی گل ہی گلستان مین وہی ہی شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لبِ آب آتے ہین
شوقِ دیدار مین آنکھون سے حباب آتے ہین

اشک آنکھون مین مرے گرم شتاب آتے ہین
شہسواران عدم پا برکاب آتے ہین

یاد وہ ولولۂ عہدِ شباب آتے ہین
جوش کیا کیا ہمین ہنگامِ خضاب آتے ہین

پی کے مے جذبہ یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہی
اُڑ کے مُنھ تک صفتِ مرغِ کباب آتے ہین

اسطرح مجلسِ زہاد مین جاتا ہون مین رند
متقی جیسے سوے بزمِ شراب آتے ہین

بیخبر دیکھ کے مردون کو یہ کہتی ہی زمین
جو یہان آتے ہین مستِ مئے خواب آتے ہین

جو تہِ گنبدِ تسلیم و رضا بیٹھ رہے
غیب سے اُنکے سوالونکے جواب آتے ہین

سمِ رہوار سے روندینگے وہی خاکِ مزار
تا درِ گور جو ہمراہِ رکاب آتے ہین

صفتِ شمعِ سحر جو تری محفل سے ہین دور
موت کے اُنکو پسینے دمِ خواب آتے ہین

موت آتی ہی کہ آتی ہی سواری اُنکی
کئی جلاد بھی ہمراہِ رکاب آتے ہین

مرگ کے بعد نہ آئینگے کبھی ہم انھین یاد
چین حسینون کے تصور دم خواب آتے ہین

غیر منھ پر نہ چڑھے کھینچتے ہین ہم نالے
کھو ابلیس ہٹے تیر شہاب آتے ہین

سوزش دل سے یہ جلتی ہین ہماری آنکھین
اشک منھ پر صفت اشک کباب آتے ہین

ہجر ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہی جگر
ہر طرح سے مرے حصے مین کباب آتے ہین

راتین وصل کی یاد آتی ہین اڑ جاتے ہین ہوش
غش پہ غش ہجر کی شب مین دم خواب آتے ہین

یہ قضا ہو کر ادا آپ کی سبحان اللہ
صف الٹتی ہی جو مسجد مین جناب آتے ہین

نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال
صبح کو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین

کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی
تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین

عمل بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین
گور مین بنکے وہی مار عذاب آتے ہین

کیون نہو دیدہ تر یار کو رحم آ ہی گیا
خوب چھینٹے تجھے ای خانہ خراب آتے ہین

دعویان بجا ہی بط مے کی ہم آوازی کا
ایسے نغمے تجھے کب مرغ کباب آتے ہین

پانون ٹکتے ہین کوئی بحر جہان مین اسکے
سر اٹھائے ہوے جو مثل حباب آتے ہین

جوش وحشت مجھے ہر سال بناتا ہی جوان
جب بہار آتی ہی ایام شباب آتے ہین

ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ
لوگ کعبے مین پئے کسب ثواب آتے ہین

حال افلاک دل صاف مین آئینہ ہی
ایک قطرے مین نظر سات حباب آتے ہین

دعویان بندھتا ہی جو اس عارض و گیسو کا امیر
متصل لخلخۂ مشک و گلاب آتے ہین

عینک ہون خواہ آشنا کہ غلط گاہ ہون
جیسا ہون پیش چشم ہون پیش نگاہ ہون

باوصف بخت تیرہ ہون روشن نگاہ ہون
سرمہ وہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون

معلوم ہو مرے قتل سے قاتل جو روز حشر
بولے زبان تیغ کہے مین گواہ ہون

کرینگے اشک گرم مرے مجکو روسپید
گو روسیاہ ہون مگر ابر سیاہ ہون

حرص و ہوا کو حد جہان سے نکال دون
دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون

ہفتے مین ایک دن تو مرے گھر مین آئیے
امیدوار مرحمت گاہ گاہ ہون

رہتا ہی صبح و شام گناہون کا سامنا
فارغ جو اسنے ہون تو کبھی عذرخواہ ہون

غیر از چراغ غول نہین کوئی پیش و پس
تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون

تاب و توان مجھ مین نہ عقل و حواس و ہوش
شکل آدمی کی صورت مردم گیاہ ہون

کہتا ہی روے یار یہ خطِ سیاہ سے
تو ہالہ ماہ کا ہی مین ہالے کا ماہ ہون

لاغر یہ عشقِ مو سے کمر نے کیا مجھے
پنہان نگاہِ خلق سے مین مثل آہ ہون

دستِ کشادہ ہی سببِ تنگیِ معاش
دریا دلی سے اپنے مین محبوس چاہ ہون

اِس قلزم جہان مین غنیمت ہی میری ذات
سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون

رکھتا نہین ہی فرق سرِ مو مرا سخن
گویا زبان خامۂ صنع الٰہ ہون

مدِ نظر ہی صاحبِ جوہر کا مجکو حفظ
مثل نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسولؐ کا ہی اگر بارگاہ حق
مین بھی امیر خاک در بارگاہ ہون

خیالِ لب مین ابر و دیدہ ہاے تر برستے ہین
یہ بادل جب برستے ہین لب کوثر برستے ہین

خدا کے ہاتھ ہم چشمون مین ہی اب آبرو اپنی
بھرے بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کس پر برستے ہین

ڈبو وینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین
بھلا برسین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین

کبھی آہین کبھی ہین سختیِ ایام سے نالے
ہوا چلتی ہی بجلی گرتی ہی پتھر برستے ہین

جہان اُن ابرؤون نے سر ملا یا کٹ گئے لاکھون
یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین

لبِ شیرین سے ایسی سخت باتین میری تربت پر
کہ گویا کوہکن کی قبر پر پتھر برستے ہین

چھلکے رہتے ہین مے سے جوش پر ہی رحمتِ ساقی
ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین

جو ہم برگشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی
زہے بارانِ رحمت چرخ سے پتھر برستے ہین

غضب کا ابر خون افشان ہی ابر تیغ قاتل بھی / روان ہی خون کا سیلاب لاکھون سر برستے ہین
سمائے ابر نیسان خاک بھی گریان کی آنکھو نہین / کہ پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین
وہان ہین سخت باتین یان امیر آنسو پر آنسو ہین
تماشا ہی اِدھر موتی اُدھر پتھر برستے ہین

عروسِ مرگ پہ جو دل نثار کرتے ہین / لپٹ کے خنجرِ قاتل کو پیار کرتے ہین
وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین / لباسِ زیست مرا تار تار کرتے ہین
جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین / ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین
جو راہ چلتے ہین وہ ملکے پانون مین مہندی / زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین
سوے یہ بھی تحدانی ہی تختۂ نرگس / ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین
ہزار شکر گئین بدگمانیان اُنکی / وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین
مزے بتون کے تو خود لوٹتے ہین حضرتِ دل / خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین
دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے / تڑپ تڑپ کے مجھے بیقرار کرتے ہین
مین مر کے خاک ہوا خاک ہوگئی برباد / وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین
مثالِ شاخِ گل ہی مرادل نہ دامن سے خوار / بہار مین اسے کیون داغدار کرتے ہین
مین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ مغبچے ساقی / لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین
خدا نے آن حسینون کو دی ہی اور ہی کیا / بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین
وہ صاف دل ہین قرابت کا کچھ خیال نہین / جو تمکو پیار کرے اُسکو پیار کرتے ہین
طلسمِ گنج بھی آتا ہی جب نظر ہمکو / وہ مردہ دل ہین گمانِ مزار کرتے ہین
کبھی بتون سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش / خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین
گِلہ نہین جو اڑاتے ہین تیغ سے ٹکڑے / یہ ترک ایک سے مجکو ہزار کرتے ہین
فلک کے قصر سے ہی اور کیا ہمین حاصل / فقط نظارۂ نقش و نگار کرتے ہین

چلو اسیر چلو تا کجا اقامتِ دہر
مسافرانِ عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسیٰ کو خطر ہو شوقِ برقِ طور مین / مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجابِ نور مین
روزِ حشر ایسی جلن ہوگی دلِ محرور مین / بھاگ کر ڈوبیگا دوزخ چشمۂ کافور مین
خاکسارون کی ہو ذلت دیدۂ مغرور مین / مال کیا ظرفِ گلی ہو مجلسِ فغفور مین
ہم ہون یا موسیٰؑ ہون کوئی دیکھ سکتا ہو اُسے / پر پڑے حیرت سے گر پڑے ہین جلوہ گاہِ طور مین
کیا تماشا ہو اسے سمجھے ہین غافل جلترنگ / جامِ چینی رو رہے ہین ماتمِ فغفور مین
حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہو / دار بھی ہو شاخِ سدرہ دیدۂ منصور مین
گور مین جو نکالے یہ عبرت پکاری بار بار / ہوشیاری شرط ہو غافل شبِ دیجور مین
نزع کے وقت آدمی ہو ہل سکین کیا ہاتھ پاؤن / شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین
بُت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر / چھپ رہے تھے بُت خدا سے ڈر کے سنگِ طور مین
گھر بنایا ہو یہ کسکا قصرِ تن ہو بے ثبات / جھونکتی ہو خاک عبرت دیدۂ مزدور مین
شیخ کو تھوڑا نہ جانو یہ بڑا مکار ہو / ساری دُنیا چھوڑ بیٹھا ہو تلاشِ حور مین
منزلِ مقصود کی مستونکو دکھلاتی ہو راہ / خضر بن بیٹھی ہو سبزی دانۂ انگور مین
اُسسے کہتی ہو حیا آتا جو میرا پاس تھا / نور بنکر چھپ رہی ہوتی نگاہِ حور مین
محتسب کے لاکھ لاکھ احسان کہ خوشے کی طرح / کاٹکر مستون کے سر لٹکا دیے انگور مین

ہو اگر گردون مخالف غم نہین مجھکو امیر
ہون مین ظلِ دامنِ شاہِ ابو المنصور مین

پھُکتے ہین اعضا یہ گرمی ہو تنِ محرور مین / جائے ہیزم استخوان جلتے ہین اپنے تنور مین
سنگ پر ہو انکا جدا لطف اور ہو اُس حور مین / ہو زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین
جان جاتی ہو خیالِ عارضِ پُر نور مین / ڈوبتی ہو میری کشتی چشمۂ کافور مین

چاہتا ہی ایک دم مین طی کرے ہستی کی راہ
آج ایسی آگئی طاقت ترے رنجور مین

اپنی طاعت کی جزا چاہے جو خالق سے بشر
پہلے محنت سے اجورہ دے کفِ مزدور مین

جمع مال انسان تو کیا حیوان کو کرتا ہی تباہ
شہد دلواتا ہی آتش خانۂ زنبور مین

فرش استبرق کی کچھ حاجت نہین اے باغبان
بادہ کش ہین پڑ رہین گے سایۂ انگور مین

مین اگر چھولون غلش سے آسمان پیدا کرے
خار ہر غنچے مین جیسے نیش ہی زنبور مین

سچ ہی اہلِ درد سے ہوتا نہین رونیکا ضبط
اشک رہتے ہین لبالب دیدۂ ناسور مین

کشتگانِ عشق سے کہتی ہی تیغِ حسنِ یار
شربتِ دیدار کا چشمہ ہی کوہِ طور مین

ساقیا کیون دم بدم یہ خشک و شاداب ہی
خون حق پرستونکا شاید بھر دیا انگور مین

سچ ہی انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہی یاد
موت کا دھیان اکثر آتا ہی دلِ رنجور مین

میری بزمِ عیش مین رویا ہی یہ جی کھول کر
ایک قطرہ خون نہین باقی تنِ طنبور مین

داغ سے ہی سینۂ پرسوز عاشق کا فروغ
گردۂ نان آئینہ ہی خانۂ تنور مین

داغ اُلفت کھائیے جاتی جوانی ہی تو کیا
چاہیئے شب بھر چراغ اے دل شبِ دیجور مین

راتدن مین لاکھ بار اُٹھ اُٹھکے رہجاتا ہی پھر
درد شاید قید ہی میرے دلِ رنجور مین

عیب سلطان کیا ضرورت ہی رعیت مین بھی ہو
لنگ ہی رہتے تھے کیا سب کشورِ تیمور مین

ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت
شہد آتش سے سوا ہی خانۂ زنبور مین

سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا
کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین

سینۂ پُر درد مین کیا روح کو آرام ہو
کون سویا چین سے ہمسایۂ رنجور مین

کیسے موسیٰ لن ترانی کی صدا کیسی امیر
حُسن کے نیرنگ تھے خلوت سرائے طور مین

ہٹاؤ آئینہ امیدوار ہم بھی ہین
تمھارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین

تڑپ کے روح یہ کہتی ہی ہجرِ جانان مین
کہ تیرے ساتھ دلِ بیقرار ہم بھی ہین

رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہین
کہ تیرے کوچے مین مشتِ غبار ہم بھی ہین

کہو کہ نخل چمن ہمسے سرکشی نکرین
اِنھین کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہین

ہمارے آگے ذرا ہو سمجھ کے زمزمہ سنج
کہ ایک نغمہ سرائے ہزار ہم بھی ہین

کہان تلک آئینے مین دیکھو بھالا دمرد دیکھو
کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہین

شراب مُنھ سے لگاتے نہین ہین اے زاہد
فراقِ یار مین پرہیزگار ہم بھی ہین

ہمارا نام بھی لکھ لو جو ہے قلم جاری
قدیم آپ کے خدمتگزار ہم بھی ہین

ہُما ہین گرد مری ہڈیون کے آٹھ پہر
سگ آپ کے کہتے ہین امیدوار ہم بھی ہین

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
امیر مست نہین ہوشیار ہم بھی ہین

چار ابرو ہین ترے حُسن مین بہتر چارون
کیا رباعی ہے کہ مصرع ہین برابر چارون

کس گلِ تر کا ہین کُشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے
بنگئے چار چمن گوشۂ چادر چارون

ایک دم حکم خدا مجکو فراموش نہین
دل پہ لکھے ہین سماوی ہین جو دفتر چارون

کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہوے آج
دم مین ہو جائینگے اِک جا دمِ محشر چارون

ہاتھون پانون کا بھروسا تھا سو وہ بھی تہِ خاک
ہو گئے مجھ سے جُدا وائے مقدر چارون

ابرِ مژگان کی شبِ ہجر جو بارش ہے یہی
گھر کی دیوارین گرائیگا مقرر چارون

زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقت نثار
گرد پھرتے ہین ترے باندھ کے چکر چارون

تندرستی کی کہان فرقتِ جانان مین امید
حد اصلاح سے اخلاط ہین باہر چارون

حق تو یہ ہے کہ ہین تیرے درِ دولت کے گدا
خسرو و قیصر و دارا و سکندر چارون

خاک ہین لعل و زمرد ہون کہ یاقوت و عقیق
ہون غنی میری نظر مین ہین یہ پتھر چارون

بطنِ مادر بغلِ گور مکان ہے باغِ بہشت
اپنے بندون کو خدا نے یہ دئے گھر چارون

اے امیر احمدِ مرسل کے جو ہین چار وزیر
چار یاری ہون مجھے ہین وہ برابر چارون

سہوا کسی سے اپنی کہانی اگر کہون ۔ طاقت جواب دے کہ جو بار دگر کہون

طول شب فراق کا قصہ نہ پوچھیے ۔ محشر تلک کہون مین اگر مختصر کہون

قاصد یہ کوے یار سے کہتا ہوا پھرا ۔ اپنی خبر نہین مجھے کسکی خبر کہون

ای اہل دیر و کعبہ مین غماز کچھ نہین ۔ جو اس طرف کی سنکے کسی سے ادھر کہون

سنتے ہین آپ سارے زمانے کا درد دل ۔ کہیے تو مین بھی قصۂ سوز جگر کہون

شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے ۔ سورج قمر کو شام کو مین بھی سحر کہون

حاصل صفاے قلب ہو آئینے کی طرح ۔ کیون منہ پہ صاف صاف نہ عیب و ہنر کہون

وقفہ بہت قلیل ہی حسن شباب کا ۔ بڑھکر کہون تو جلوۂ برق و شرر کہون

تشبیہ سامنے کی ہوا سے فکر چاہیے ۔ گیسو کو شام چہرے کو اسکے سحر کہون

محروم ہون مین لذت بوس و کنار سے ۔ کیونکر نہ انکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آسکے مری بات مین امیر ۔ اکبار جو کہا ہے وہی عمر بھر کہون

سخت دل لیٹا ہی ناحق آہ بے تاثیر مین ۔ کچھ نہین حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر مین

ہو کے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا ۔ آگے آگے دیکھیے کیا ہو مری تقدیر مین

پھر تو ہو ای دل کنار امرگ کا زیر قدم ۔ پیر سے دو ہاتھ اگر آب دم شمشیر مین

بہتے بہتے ایکدن شیرین کو پہونچیگا ضرور ۔ نامہ لکھکر ڈالدے فرہاد جوے شیر مین

عشق ابروے بتان مین دل نے کی ایسی طپش ۔ زلزلہ آیا زمین کوچۂ شمشیر مین

جس پری کی آنکھ مجھ سے پھر گئی بولا جنون ۔ مبارک اور ایک حلقہ بڑھا زنجیر مین

آے جب نخچیر ہونے پر کمی ترکون کی کیا ۔ پر نہین سرخاب کا ای ترک تیرے تیر مین

موے ابروے بتان مین تل نہین ای مرغ روح ۔ دانہ چھٹکا ہے یہ دام جوہر شمشیر مین

عشق گیسو مین ملی دنیا کی گردش سے نجات ۔ نیند بھر کر پاؤن سوئے خانۂ زنجیر مین

رو نہ رسوائی سے نادم ہو کے قاتل بعد قتل
وہ تری تقدیر مین تھا یہ مری تقدیر مین

کشتۂ خون ایسا ہی رہتا دو بر تر کا مین اگر
روند عزرائیل پھرتی کوچۂ شمشیر مین

نیند تیرے وحشیون کو صبح تک آتی نہین
رتجگا رہتا ہی شب بھر خانۂ زنجیر مین

باندھتا ہی گر ہوا سے ظلم کر مجکو شکار
جب گھٹین گے پر مرے تب پر لگین گے تیر مین

عشق ابرو مین جو چلاتا ہون کہتا ہی وہ ترک
کون دیتا ہی دُہائی کوچۂ شمشیر مین

منحصر ہی مجرمون پر شان رحمت کا ظہور
ہی خطاے فاش اگر تقصیر ہو تقصیر مین

تیر پر تیر اُس ستمگر نے لگائے اسقدر
رہگئی حسرت تڑپنے کی دل نخچیر مین

کج نہادون سے ضرر کیا راستبازون کو امیر
خم نہین آتا ہی صحبت سے کمان کی تیر مین

ہی یہ بیمہری کا چرچا دور چرخ پیر مین
خون مادر طفل پیتے ہین ملا کر شیر مین

قصۂ غیرون سے تمھارے عشق ابرو مین ہوا
چل گیا ہتھیار ہم سے کوچۂ شمشیر مین

ضبط غم سے آہ بنتی ہی مرے دلمین گرہ
تیر ہو جاتا ہی پیکان سینۂ نخچیر مین

سرنوشت اتنی جو مجھ کج ناشگون طالع کی ہی
شاید اُلٹا قط لگا تھا خامۂ تقدیر مین

صبح پیری کا بھی اِک مانی نشان باقی رہے
چھوڑ دینا کچھ سفیدی بھی مری تصویر مین

کھینچیے دُنیا کی ساری لذتون کو انتخاب
لیجیے شیراز سے مے پیجیے کشمیر مین

زیر ابرو شوخیان کرتی نہین چشمان یار
جو کڑی بھرتے ہین آہو سایۂ شمشیر مین

آئے ہین کس بادشاہِ ملکِ وحشت کے قدم
ہوتی ہی نالون کی شلک خانۂ زنجیر مین

دیر سے سوے حرم پیری مین جا کر کیا کرون
تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر مین

اے جنون تو جذب کو کچھ کام فرمائے اگر
چشم لیلیٰ کے ہون حلقے قیس کی زنجیر مین

ذوق رحمت کھینچتا ہی سوے رحمت اے کریم
جانتا ہی تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

ملکے آنکھین ابروِ جانان سے جب ہے دھوئے ہین ہم
بھر دیے ہین ہمنے موتی دامنِ شمشیر مین

انجمن مین مست ہوجائین نہ کیونکر سامعین / قلقل مینا کا عالم ہی تری تقریر مین
نقل سے کوئی نکلتا ہی جہان مین کار اصل / پائین کب غواص موتی قلزم تصویر مین
بیقراری سے مجھے الفت مین حاصل ہی سکون / پائے دل موج پریشانی سے ہی زنجیر مین

دور گردون مین کہان ہی جائے آسایش امیر / سیر کو آتی ہی ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہی ترقی حسن کی تنویر مین / جنکے رخ سے رنگ اُڑ آیا تری تصویر مین
قتل مجکو یاد ابرو مین اُن آنکھون نے کیا / اِن ٹھگون نے ملکے مارا کوچۂ شمشیر مین
غیر ممکن ہی دلِ حیران مین میرے دخل غیر / عکس پڑتا ہی کہان آئینۂ تصویر مین
قتل عاشق قاتلون کیواسطے ہی قوتِ روح / جب لہو چاٹا مرا دم آگیا شمشیر مین
بیخبر میرے مآلِ مرگ سے ہی وہ حسین / ہو کے یوسف ہی پریشان خواب کی تعبیر مین
عشق ابرو مین جوان و پیر سب ہوتے ہین قتل / رات دن چلتا ہی رستہ کوچۂ شمشیر مین
اپنی وحشت سے ہی روشن خانۂ زندانِ غم / مردمک ہی پاؤن اپنا دیدۂ زنجیر مین
گرمیِ خورشید محشر سے اُنھین کیا کام ہی / ہین ترے کشتون کی روحین سایۂ شمشیر مین
کام آتی ہی جوانون کے بہت تدبیر پیر / طاقتِ پرواز ہی زورِ کمان سے تیر مین
دھیان اُس ابرو کا آیا عارض روشن کے بعد / دھوپ سے ہم اُٹھکے بیٹھے سایۂ شمشیر مین
جمع زر ممسک جو کرتا ہی ہوا ثابت ہمین / اسکی قسمت مین نہین ہی غیر کی تقدیر مین
زخمیون کا کام نکلے کچھ تو ای ناوک فگن / ہی مناسب ہون پرِ طاؤس تیرے تیر مین
کیا عجب ہی اُس رخ پر نور پر نکلا جو خط / جمع ہوتے ہین پتنگے شمع کی تنویر مین

کب خزانہ غیب کا ملتا ہی بے قسمت امیر / چھانتا ہی خاک ناحق خواہش اکسیر مین

وطن کی یاد ہی لیل و نہار غربت مین / یہی ہی ایک بڑی غمگسار غربت مین

شگفتگی کے ہون سامان ہزار غربت مین
پر ایک سی ہی خزان و بہار غربت مین

گل وطن کی جو بو لیچلی اڑا کے مجھے
لپٹ گئے مرے دامن سے خار غربت مین

عجب نہین ہی جو ہو موجزن نسیم کرم
دکھائین خار گلون کی بہار غربت مین

امید و بیم و غم بےکسی و درد فراق
یہی رفیق ہین دو تین چار غربت مین

مین بوے نافۂ آہو کہ نکہت گل ہون
وطن مین صبر نہ مجکو قرار غربت مین

اچھا کے مین نے مصلا پڑھا دوگانۂ شکر
اگر ملا شجر سایہ دار غربت مین

وہ زار ہون کہ مین زندہ ہوا زمین مین دفن
پڑا جو اڑ کے بدن پر غبار غربت مین

چراغ شام غریبی نے گل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت مین

قرار گھر مین بیابان مین اضطراب ہی کیون
وہی وطن مین وہی کردگار غربت مین

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہل وطن
کہ بڑھ کے موت سے ہی انتظار غربت مین

تڑپ گیا صفت ابر یہ دل مضطر
برس پڑا اگر ابر بہار غربت مین

کبھی نہ بھول کے اہل وطن نے یاد کیا
نہ ہچکی آئی مجھے زینہار غربت مین

جو دوستان وطن نے دیے ہین داغ امیر
مین جانتا ہون اسے لالہ زار غربت مین

تڑپا مین جو آنکھو نکو پسند آگئین آنکھین
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئین آنکھین

کیا مست نگاہین مجھے دکھلا گئین آنکھین
دو جام تھے لبریز کہ چھلکا گئین آنکھین

مجروح ہوا ایک نظارے مین مرا دل
دو پھل کی کٹاری تھی کہ چمکا گئین آنکھین

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئین آنکھین

اورون سے تو بیباک سر بزم لڑا کین
عاشق سے ہوئین چار تو شرما گئین آنکھین

موسیٰ کی طرح تاب تجلی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہونچے تھے کہ پتھرا گئین آنکھین

ہون لاکھ زبانین یہ ہے پر مشق خموشی
پلکون سے اشارے ہین یہ سمجھا گئین آنکھین

معشوق کا جلوه مجھے دل مین نظر آیا — صد شکر جسے ڈھونڈھتی تھین پا گئین آنکھین
یقین تھین که یارب مرے قاتل کی نگاہین — بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا گئین آنکھین
اِس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش — چکر کبھی آیا کبھی تیورا گئین آنکھین
اِس ناز سے دیکھا که بہم کٹ گئے عاشق — ایک ایک کو ایک ایک سے لڑوا گئین آنکھین
ہی سوز غم عشق سے یه سوز حرارت — رونے په دل اُمڈا تو مری آ گئین آنکھین

تا چند امیر اس چمنستان کا نظاره
دل سیر سے اُکتا گیا پتھرا گئین آنکھین

گم گشته دل کی تا بکجا جستجو کرین — ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین
فرقت مین سیر باغ کی کیا آرزو کرین — دل خون ہو اگر کسی غنچے کو بو کرین
یارب وه ذوق دے که ترے ست معرفت — مستی بغیر بادۂ جام و سبو کرین
دُنیا سے ہاتھ دھو کے چلین کوے یار مین — جائز نہین که طوف حرم بے وضو کرین
مغرب سے اُٹھکے تم سوے مشرق جو آرہو — مُردون کو دفن پھر نه کبھی قبله رو کرین
بوسه جو چار ابروے محبوب کا ملے — کعبے مین سجده آٹھ پہر چار سو کرین
قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائین ہم — مالے کو موتیون کے وه زیب گلو کرین
ملتے ہین ہاتھ دیکھکے صبح شب وصال — یه چاک وه نہین ہی که جسکو رفو کرین
گلزار کو جو آپ سے اذن ثنا ملے — پتے بنین زبان شجر گفتگو کرین
دامن ہی چاک گریبان ہی تار تار — کس کس جگه لباس ہم اپنا رفو کرین
مین بھی تو خاک راه کسی گلبدن کا ہون — سونگھین نه گل حسین مری مٹی کو بو کرین
ہمسے جو بُت خفا ہین تو نامہربان خدا — کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کرین
مین دست روزگار مین تیغ اصیل ہون — جوہر شناس ہون تو مری آبرو کرین
نیچی نظر حیا سے کرین کیا وه جنگجو — جو اِک نظر مین خون ہزار آرزو کرین

پلکون سے وہ امیر لیا کرتے ہین سلام
جس طرح گُنگ اُنگلیون سے گفتگو کرین

مجروحون پر جو چشم کرم جنگجو کرین
سوز خم ایک تار نظر سے رفو کرین

مُنھ پر جو گرد آہ پڑے شُست وشو کرین
اتنی تو میرے اشک مری آبرو کرین

جو لوٹتے ہین ایک نظر مین وہ اور ہین
بہکین نہ ہم جو نوش سُبو کے سُبو کرین

دیوانگی کا سلسلہ طاعت مین بھی نہ جائے
پہلے پڑھین نماز تو پیچھے وضو کرین

تارِ نگاہ دیدۂ یعقوب سے اگر ملے
ہم چلکے چاک دامن یوسف ؑ رفو کرین

ہون مست معرفت مجھے کب ہی دماغ مَی
غمزے نہ میرے سامنے جام و سُبو کرین

انسان ہو کے ہم رہین محروم ای فلک
سبزے کی سیر سرِ لب آب جو کرین

ہم میکشون کو کام شراب و گزک سے ہی
قرآن پڑھین تو ورد کلوا واشربو کرین

ملنے نہ ملنے سے ہمین کیا کام سے ہی کام
جبتک کہ دم مین دم ہی تری جُستجو کرین

زاہد ترے فرشتون کو یہ دن نہین نصیب
جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین

ثانی نہ میرے یار کا پائین یہ مہر و ماہ
برسون چراغ لیکے اگر جستجو کرین

مرنے کے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا
کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین

جبتک کہ دل ہی چاہیے ہمکو تری تلاش
جبتک چلے زبان تری گفتگو کرین

کب زاہدون کو مسئلۂ عشق کا ہی فہم
نامحرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

آیا وہ مست باغ مین لکے سحاب کے
کہدو کہ جام لالہ و گل شُست و شو کرین

چوری ہی کب ثبوت مرے نقد ہوش کی
مفتی شہر قطع نہ دست سُبو کرین

شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر
آب بقا سے خضر و سکندر وضو کرین

ہی غنچہ سان بہار خموشی مین ای امیر
بُلبُل کی طرح باغ مین کیا ہاو ہو کرین

جیتے جی جان سے گذرتے ہین
مرنے والون پہ ہم تو مرتے ہین

کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھ خالی ہی
ہم تو دن زندگی کے بھرتے ہین

دل ٹھہر جاے یہ اُمید نہین
ایسے بگڑے کہین سنورتے ہین

کس سے چوری اگر خدا سے نہین
سچ ہی زاہد بُتون پہ مرتے ہین

لکھتے ہین خط جو وہ رقیبون کو
روز پرچے ہمین گذرتے ہین

مل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا
اب کوئی دم مین پار اُترتے ہین

چاہتے ہین تو اک نظر مین امیر
مہر ذرّے کو بھی وہ کرتے ہین

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان
خدا جانے کل تم کہان ہم کہان

جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم
ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان

حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین
مگر ان حسینون کا عالم کہان

الٰہی ہی دل جاے آرام غم
نہ ہوگا جو یہ جائیگا غم کہان

کہون اُسکے گیسو کو سنبل مین کیا
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان

وہ زخمی ہو نہین زخم ہین بے نشان
الٰہی لگاؤن مین مرہم کہان

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر
ابھی روئی یہ چشم پُرنم کہان

شہرے جو دور دور ہماری فغان کے ہین
دہشت سے ہوش اُڑے ہوے نہ آسمانکے ہین

ظاہر مین ہم فریفتہ حُسنِ بُتان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہانکے ہین

یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملین گے ہم
آخر تو پیچھے پیچھے اسی کاروانکے ہین

گھبرا کے جب فراق مین مانگی دعاے وصل
آئی صدا ابھی تو مقام امتحانکے ہین

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا
ای تیر آہ بس اب ارادے کہان کے ہین

ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو ایسے مفت سجدے مرے آستان کے ہین

مر کر بھی مے سے ہمکو تعلق وہی رہا
تختے لحد مین پیر مغان کی دکان کے ہین

ڈوبے ہوے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل
سینچے ہوے مرے مژہ خون فشان کے ہین

شکوہ شب وصال ہین تا چند چپ بھی ہو
اے دل نکالے تو نے یہ جھگڑے کہان کے ہین

ناوک فگن چمک یہ ترے عارضون کی ہے
دو آئنے لگے ہوے گھر مین کمان کے ہین

طاقت ہماری گھٹ گئی ہمت نہین گھٹی
پیچھا کرین تو آگے ہی عمر رواں کے ہین

دنیا مین بھی سفر ہمین عقبیٰ مین بھی سفر
ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہان کے ہین

روشن چراغ برق سے رہتا ہے رات بھر
چمکے ہوے نصیب مرے آشیان کے ہین

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوے تجھ مین کہان کے ہین

اے ہمت بلند ابھی تو کمی نہ کر
جلوے جو خاص ہین وہ اُدھر لامکان کے ہین

یان جان پر بنی ہے تجھے ہین رکاوٹین
اے تیغ یار چل بھی یہ غمزے کہان کے ہین

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ انھین کی زبان کے ہین

اُس مہروش کو کیا مین لکھون شرح اشتیاق
اے کلک کل یہ سات ورق آسمان کے ہین

بُلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
سارے یہ گُل کھلائے ہوے باغبان کے ہین

اِن ابروون سے حضرت دل روز سامنا
کہیے تو ایسے آپ بہادر کہان کے ہین

سمجھے یہ ہم جو خُلد مین حور آ گئی نظر
شاید ابھی مقام مین ہم امتحان کے ہین

اُس طفل تند خو سے جو ملتا ہون اے امیر
کہتے ہین لوگ ڈھنگ بُرے اِس جوان کے ہین

دل و جگر دونون جلگئے ہین ذرا لگا ہین جہان ملی ہین
تمھارے سرمے مین ہے تو کیا ایسی ہوئی بجلیان ملی ہین

مجال میری نہین اے دل کہ مانگون بوسہ لب دہن کا
ہزارون دن ہین ہین دعا مین ہیں تب اُنسے کچھ گالیان ملی ہین

ہمین تو نغمہ پسند آیا ہے نغمہ سنجان بوستان کا
سُنے نہ دیکھے یہ حلق تالو صدائین اے باغبان ملی ہین

زمین مین گلکر جو لطف اُٹھایا ادا ہو کسطرح شکر اُسکا / کبھی تو پائین تھین زندگی مین وہ راحتین جو یہان ملی ہین
خدا نے وہ سلطنت عطا کی کہ شش جہت مین ہی جسکا شہرہ / وسیع ملکِ سخن ہی اپنا حدین کہانسے کہان ملی ہین
اسیر گیسو ہےکو ہین جیسے ہوے ہین آزاد قید غم سے / نہ کیون ہون اپنے جنون کے صدقے کہ ہمکو یہ بیڑیان ملی ہین
امیر رہتا تھا جس جگہ پر وہان کل اک ڈھیر راکھ کا تھا / وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ جلی سی کچھ ہڈیان ملی ہین

نہان رہتا ہی آئینے سے وہ بیگانہ خو برسون / حیا دیکھو نہین آتا ہی اپنے روبرو برسون
رہی ای گل بسکہ روحون کو تیری جستجو برسون / پھرا کی کو بکو پیراہن یوسفؑ کی بو برسون
فلک دیتا ہی مثلِ زخم کسکو فرصتِ راحت / جو کچھ ہنستا ہی ہنس لے پھر تو رویگا لہو برسون
دلِ شفاف مین دیکھا ہی جلوہ روے حیران کا / رہے ہین ای سکندر یون ہم اپنے روبرو برسون
کہان ہمسا ہی کوئی مردِ میدان شہادت وحدت مین / کیا ہمنے خموشی کی زبان سے ذکرِ ہو برسون
سراپا جرم ہون لیکن وہ رندِ پاک طینت ہون / کیا زاہد نے میرے آب خجلت سے وضو برسون
خدا کے گھر سے او ناشاد کوئی جا کے پھرتا ہی / عجب کیا گر نہ نکلے تیرے دل سے آرزو برسون
فراقِ یار مین سب دوستون نے مجھ سے منھ موڑا / شریکِ رنجِ تنہائی رہا ای درد تو برسون
مری حالت پہ ہجرِ یار مین مر مر گئی حسرت / دلِ مایوس سے روئی لپٹ کر آرزو برسون
جھکاتے ہم کہانتک سر نہ پاے خم پر ای ساقی / حمائل اپنی گردن مین رہا دستِ سبو برسون
جنون مین یہ نئی بخیہ گری کی دستِ وحشت نے / کیا ہی پھاڑ کر دامن گریبان کو رفو برسون
تمہاری اک نگاہِ ناز نے توڑا اشارے مین / بنایا چشم و دل نے جو طلسمِ آرزو برسون
ہلائے جسنے لب اک ہاتھ مارا اُڑ گئی گردن / زبانِ تیغ سے اُس ترک نے کی گفتگو برسون
ہوا ہون آتشِ رنگِ حنا سے خاک مین جلکر / مری مٹی سے آئیگی گلِ عشرت کی بو برسون
کہان ہونگی امیر ایسی ادائین حور و غلمان مین / رہیگا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنو برسون

کریگا یاد ای غم ہمکو بعدِ مرگ تو برسون
کھلایا ہی جگر برسون پلایا ہی لہو برسون

تڑپ کر دل نے میرے مدتون رسوا کیا مجکو
بہا کر اشک آنکھون نے ڈبوئی آبرو برسون

گدازِ عشق مثلِ شمع ہر مو سے ہوا ظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون

مزہ یہ فیج مین پایا کہ کرتا ہی دعا بسمل
رہے یونہی الٰہی ربطِ شمشیر و گلو برسون

کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبطِ الفت کو
نہین آتا زبان تک دل سے حرفِ آرزو برسون

فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا
مگر ای بیکسی رویا کریگی مجکو تو برسون

چھپائے منھ اگر وہ یوسفِ گل پیرہن دو دن
چمن کا منھ نہ دیکھے کاروانِ رنگ و بو برسون

نہین ای بیکسی بعدِ فنا کچھ خوفِ تنہائی
رہیگا میری تربت پر ہجومِ آرزو برسون

رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
ہوئے پر بھی نہ اُتریگا مرا طوقِ گلو برسون

بچھوڑا یاس ایمان حق پرستی اسکو کہتے ہین
رہِ شوقِ بتان مین بھی چلے ہم قبلہ رو برسون

مزا لے کے رگڑا ہی گلا شمشیرِ قاتل سے
برنگِ خم ہم ہنس ہنس کے روئے ہین لہو برسون

نہ آیا ساقیِ پیمان شکن ہم سرو کی صورت
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنارِ آبِ جو برسون

وہ بلبل ہون کہ یون صیاد نے جی میرا بہلایا
لگایا ڈھیر پھولون کا قفس کے روبرو برسون

نہ کر ای یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو
اسی گھر مین جلایا ہی چراغِ آرزو برسون

کبھی ہمکو بھی تھا ای درد دعویٰ ضبطِ الفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آ کر تا گلو برسون

امیر اُس بےنشان تک سعی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پانون ہم آنکھون سے کرتے جستجو برسون

رہے تصویرِ حیرانی ہم اُنکے روبرو برسون
لبِ خاموش سے کی رو دل کی گفتگو برسون

نہین ملتی ہی دل سے مر کے اُنکی آرزو برسون
یہ وہ گل ہی کہ مرجھائے پہ بھی دیتا ہی بو برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازارِ محبت مین
پھرے ہم بیچتے یوسف کو لیتے چارسو برسون

نہوگا بادہ فا میخوار اے پیرِ مغان ہمسا
گھٹا کر خون بڑھائی دخترِ رز کی آبرو برسون

رہے مرکر بھی یارب سیکڑون مین دور مستون کا
بنائے جائین انکی خاک سے جام و سبو برسون

یہ کس تیغ نگاہ ناز نے زخمی کیا مجکو
کہ آئی میرے زخمون سے بھی بوے ناز بو برسون

چلے تھے ایکدن ٹھکرا کے ساغر کو مستون نے
کیے سر زاہدون کے کاٹ کر نذر سبو برسون

رہین کیونکر نہ توصیف دہن مین ہم نجود شاعر
جگہہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسون

پسیجا دل نہ اسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ دردِ گلو برسون

صدف سے بھی نہ نکلے شرم آئی تیرے دانتون سے
گرہ مین باندھ رکھی موتیون نے آبرو برسون

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغ یار روئی چشم جوہر سے لہو برسون

زبان اظہار حق سے کافرون مین کوئی رکتی ہی
خدا کی حمد کی ہمنے بتون کے روبرو برسون

لگا یا دخت رز کو منھ نہ مین نے ہجر ساقی مین
بست طاقون پہ سر ٹکا کیے جام و سبو برسون

ہوا یہ قحط آب آتشین ساقی کی فرقت مین
رہا ورد دعا سے توبہ ہمکو بے وضو برسون

تصور کب گیا دل سے مرے مژگان جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھون مین روز ایک ایک مو برسون

امیر اک مصرع تر تب کہین صورت دکھاتا ہی
بدن مین خشک جب ہوتا ہی شاعر کا لہو برسون

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہین
ایک تصویر در دل پہ لگا جاتے ہین

طرفہ شوخی ہی اگر طور پہ آجاتے ہین
ہوش وہ برق تجلی کے اڑا جاتے ہین

دم کے دم کو مرے پہلو مین جو آجاتے ہین
دل لگانے کی جگہہ تیر لگا جاتے ہین

پتلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو دم نزع
وقت پڑتا ہی تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

یہ بھی ایما ہی کہ غصہ نہین اترا اب تک
جاے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہین

کرتی ہی تیغ قضا ڈھونڈھ کے انکو چورنگ
چوٹ شمشیر ادا کی جو بچا جاتے ہین

یاد آتا ہی جو ہنس ہنس کے رولانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہی فلک
یاد ساقی مین بلا نوش چڑھا جاتے ہین

کیا سخی ہین عدم آباد کے جانے والے
نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتے ہین

جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پر رکھکر
جادۂ ملک عدم مجکو بتا جاتے ہین

اور پچتا کے کرین کیا ادہر آنے والے
مارے غیرت کے زمین مین تو سما جاتے ہین

کسکے کوچے سے یہ آتے ہین ہوا کے جھونکے
کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین

جو ترے دل مین ہی وہ دیکھنے والے تیرے
نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہین

کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ
سرمۂ تلوار سے آنکھون مین لگا جاتے ہین

گل سے مطلب ہمین گلشن ہی نہ بلبل سے غرض
سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین

گو نکل جاتے ہین آ آ کے گھٹا کے لکّے
ساقیا دل تو یہ مستون کے بڑھا جاتے ہین

سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اے دل
کیسے مطلب کی تو یہ صاف اڑا جاتے ہین

ہیزم خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو
راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہین

سچ ہی آندھی ہین مٹانے کو حسین دل کے لیے
جو گھروندا یہ بناتا ہی مٹا جاتے ہین

ہین خریدار اگر ہون تو نگہ کا اُن کی
تیغ کیون میرے گلے سے وہ لگا جاتے ہین

حسن کی شان کو ہی بوقلمونی لازم
کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین

ملک الموت کبھی بنکے سلا دیتے ہین
فتنۂ حشر کبھی بن کے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہو کے وہ گیسو تجھے لپٹے ہین امیرؔ
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہین

مین الفت کے وہ حسن کے جوش مین
نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین

لٹک کر وہ زلف آئی ہی تا کمر
کہ لیلےٰ ہی مجنون کے آغوش مین

نہ اٹھوا ابھی بزم سے مے کشو
ہمین ابھی تو آ لینے دو ہوش مین

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہی کیا
گہر ہو کبھی زیب اُس گوش مین

کہین لعل ہم کیا لب یار کو
کہ ہی فرق گویا و خاموش مین

قدم پر جو گرنے لگا عشق مین مین | کہاہٹ کے آؤ ذرا ہوش مین
بہت دخترِ رز سے گرمی نہ کر | کہین آ لئے واعظ نہ وہ جوش مین
نہ کر ساقیا اب تو قحطِ شراب | نہین جانِ رندِ قدح نوش مین

بلا وصل مین مے نہ انکو امیر
مزہ کیا رہے جب نہ وہ ہوش مین

میکش کے دل کے راز کسی پر عیان نہین | شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہی زبان نہین
عالم مین اُسکے حُسن کا جلوہ کہان نہین | فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین
موجود خشت خم ہی اگر نردبان نہین | اتنی تو میفروش کی اونچی دُکان نہین
اگر تے ہو انکسار کی باتین ہی آج کیا | میرا بیان ہی یہ تمھارا بیان نہین
مُژدہ جو مجھ غریب کا بے گور رہ گیا | دو گز بھی کیا زمین تہِ آسمان نہین
اک حور وش کی خانۂ زندان مین ہی جو یاد | موجین نسیمِ خلد کی ہین بیڑیان نہین
کیا کیا کرینگے قتل نگہ نے تو دو اُنھین | پنہان ہی تیغ زنگ مین جوہر عیان نہین
کیا باغبان کا ڈر کہ مین ہون طائرِ اثر | جز شاخ نالہ اور کہین آشیان نہین
چشمِ سیاہ یار کے اتنے کیے ہین وصف | ہی میل سرمہ مُنھ مین ہمارے زبان نہین
طوطی ہی آجکل سگِ جانان کا بولتا | لذت مین نیشکر ہین مرے استخوان نہین
مرقد مین بھی نصیب کی گردش وہی رہی | سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین
بالیدہ اُسکے آنے سے ایسا ہوا چمن | ساقی وہ کون شیشہ ہی جو آسمان نہین
زندان چمن ہی وحشی نازک مزاج ہون | پھولون کی بدھیاں ہین مری بیڑیان نہین
آنکھون سے ہم تو ساعدِ جانان کے گرد ہین | حلقے ہماری آنکھون کے ہین چوڑیان نہین
ہون اِس چمن مین طائرِ کم پر تو کیا ہوا | صیاد ابھی ہی دور بلند آشیان نہین
لذت جو آبلے نے اُٹھائی ہی خار کی | کیونکر بیان کرے کہ دہن مین زبان نہین

پیری مین اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب
اُتو قبائے تن پہ ہی یہ جھُریان نہین

ادنی یہ فیض ہی سخنِ آبدار کا
موتی صدف مین ہین مرے مُنھ مین زبان نہین

ایذا کا خوف صاحبِ تمکین کو کیا امیر
نشتر سے آشنا رگِ سنگِ گران نہین

مرتبہ تیغ ادا کا وہی بسمل سمجھین
زیست کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھین

قاتلون سے کہو سر کاٹ کے مغرور نہون
اپنے سر کو بھی تہ خنجرِ قاتل سمجھین

ای پری اُنکے لیے فکر سلاسل ہی عبث
جو تری زلفِ مسلسل کو سلاسل سمجھین

اِک تجلی مین جو موسیٰ سے ہو طالب کا یہ رنگ
اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھین

جان جان جسکو کہے جان اُسے ہم جانین جان
دلربا جسکو کہے دل اُسے ہم دل سمجھین

لاکھ دو لاکھ مین شاید کہ اُٹھے ایک کا پانون
عاشق اتنی جو کڑی عشق کی منزل سمجھین

زندگی یار کے اور موت ہی اللہ کے ہاتھ
کسکو آسان کہین ہم کسے مشکل سمجھین

آشنا درد سے کچھ ہون جو بتانِ بیدرد
میری ہر آہ کو اک مصرعِ بیدل سمجھین

کیا کسی دل کے تڑپنے پہ انھین رحم آئے
رقصِ بسمل کو جو آرایشِ محفل سمجھین

بت مین بھی دیکھتے ہین نور خدا کا جلوہ
واعظو حق کسے جانین کسے باطل سمجھین

اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہون
کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی یہ قاتل سمجھین

زخم کا ذکر تو کیا ضد ہی یہانتک مجھسے
زہر دین بوسۂ خط کا جو وہ سائل سمجھین

آپ پیری و جوانی پہ نجائین صاحب
دلِ عاشق کو بدستور وہی دل سمجھین

گھر کرین دل مین وہ شرماتے ہین کیون آنکھو نسے
اُسکو محمل تو انھین پردۂ محمل سمجھین

یون تو ہر غنچۂ گل شکلِ صنوبر ہی امیر
جسمین کچھ درد کی بو آئے اُسے دل سمجھین

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھین
تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھین

آبلے دیکھین کرین میرے تحیر پہ نظر
ہمہ تن چشم وہ جسکو ہمہ تن دل سمجھین

پیچ قسمت نے دیے ہین یہ اسیرونکو ترے
موج گل بھی اگر آجائے سلاسل سمجھین

کھینچ کر تیغ ہی آئین وہ کہین آئین تو
نہ جلائین نہ سہی قتل کے قابل سمجھین

جلد سے لین کہین اسکو بھی فراغت ہو جائے
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھین

حورین بن بن کے ہین بیچ مین شہدا کی نکلین
غلط سمجھین کہ اسے کوچۂ قاتل سمجھین

ہے مزہ عفو گنہ کا انھین کچھ دور نہین
بیگناہون کو جو تعزیر کے قابل سمجھین

دور ساقی مین ہی یہ ربط شکست دل مین
ٹوٹ کر چور رہو شیشے کو اگر دل سمجھین

دل جو انگارون پہ لوٹے تو وہ کیون شاد نہون
شمع و پروانہ سے جو گرمیِ محفل سمجھین

پانی ٹپکائین دم نزع نہ منھ مین احباب
تشنۂ آب دمِ خنجرِ قاتل سمجھین

بسمل ناز و ادا ہم سے کہان ہوتے ہین
رُک کے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھین

اتنے خود بین ہون یارب کہین توڑین اُسکو
آئینے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھین

ہمہ تن داغ مین جیسے لالے کا تختہ ہی بدن
لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھین

ذبح کے دم جو پڑے تیغ کے ہالے پہ نظر
ہم وہ بسمل ہین کہ گردن ہین حمائل سمجھین

مر رہے کچھ کم نہین خود بیچ زمین کے نیچے
قاتلون سے کہو محفل تہ محفل سمجھین

لے اُڑے گر طرف باغ تنا ہمکو امیر
نالۂ دل کو پر طائر بسمل سمجھین

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ مین
بھول ہو جائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھ مین

گل ترے جھلکے ہین اے گل دستے ہاتھ مین
باغ الفت کا ہی گلدستہ ہمارے ہاتھ مین

پوچھتے ہو کس سے جو چاہو کرو مختار ہو
دل تمہارے ہاتھ مین ہی یا ہمارے ہاتھ مین

اے پری افشان چھڑکنے کا جو تجھکو شوق ہو
زہرہ دوڑے آسمان سے لیکے تارے ہاتھ مین

لطف اُٹھے سیر ساحل کا شب مہتاب مین
ہاتھ اُسکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھ مین

ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو خس خانہ ہوا
توڑین دو ڑین لیکے جنت ہے ہزارے ہاتھ مین

ہم بہت لاغر ہین پہناؤ نہ ہمکو ہتھکڑی
ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ مین

اُنگلیان شوخی سے چمکاتا نہین وہ رقص مین
یہ سمندِ ناز بھرتا ہی طرارے ہاتھ مین

جام کیسا جام چلو کو بنا سکتے نہین
ہی تہیدستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ مین

ناز سے کہتے ہین ٹھکرا ہی آنکھون پر وہ ہاتھ
دیکھو یون تسخیر ہوتے ہین چکارے ہاتھ مین

آتش رنگِ حنا بھی ہی عجب معجز نما
ہی ضیا مثلِ کفِ موسیٰ تمہارے ہاتھ مین

کیا نزاکت ہی جو توڑا شاخِ گل سے کوئی پھول
آتشِ گل سے پڑے چھالے تمہارے ہاتھ مین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہی اے امیر
چھپ رہی ہین مچھلیان دہشت کے مارے ہاتھ مین

کھائی شکستِ گل نے اُس گل سے یہ چمن مین
ابتک ہی ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہی بدن مین

ہین چشم و دل جھکانے جبتک ہی روح تن مین
کیا مصحفِ آرسی ہی دولہا مین اور دلہن مین

ہی چرخ پر یہ ایما ابروے ماہِ نو کا
کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہی بانکپن مین

غصے سے یاد اُسنے مجکو کیا ہی شاید
جو ساتھ ہچکیون کے رعشہ بھی ہی بدن مین

بڑھتی ہی عمر جتنی ہوتی ہی عقل افزون
ہر دم نیا مزہ ہی اِس بادۂ کہن مین

یمنِ قدم سے تیرے بالیدگی ہی ایسی
جو شمع ہی لگن مین شمشاد ہی چمن مین

ہی جمع مال آفت دیکھا اے بخیل غافل
کیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین

کیا جانیے کہ چھوٹا پھولون نے کیا شگوفہ
بلبل پکارتی ہی صیاد کو چمن مین

شیخِ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
کعبے سے اُٹھ کے بیٹھے پہلوے برہمن مین

دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی ہی
ہشیار بھی ہین اکثر مستون کے پیرہن مین

دیبا حریر قاقم تھا رخت خواب جنکا
زیرِ لحد پڑے ہین لپٹے ہوے کفن مین

داغِ جگر کا پھاہا جلکر دہین چھڑائین
یہ بھی کنول ہو روشن اُس گل کی انجمن مین

سن لے جو بتکدے مین اُس گل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہر اک بت دامان برہمن مین

کیا ثمرۂ گریبان انگور کا ہی دانہ
رنگ شراب گلگون ہی اُسکے پیرہن مین

مین نفس کے ہون در پی ہی نفس میرے در پے
رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

کنعان کے چاہ مین تھا یوسف کو سہل گرنا
جب جانتے کہ گرتے تیرے چہ ذقن مین

یاران رفتہ کا ہی غم ای امیر ناحق
چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائین گے وطن مین

سمجھا یہ مین جو نکلے شاخون سے گل چمن مین
صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

ہی باغ باغ بلبل جسطرح تو چمن مین
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اُس بُت نے منھ چھپایا گیسوے پر شکن مین
ای دل خدا خدا کر خورشید ہی گہن مین

آزادہ رو کے ہمنے ایّام عمر کاٹے
دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر یہ جانا اسکے ہی پیر زال دنیا
غافل ہی یہ زلیخا یوسفؑ کے پیرہن مین

آواز کُن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پُکارتی ہی بس رہ چکے وطن مین

حالِ بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہی
اک شمع ہی سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین جز خموشی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کے دہن مین

یارون سے اُنس کیسا غربت مین عمر گذری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتون کو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہی جو صورت خط مین لکھون کہان تک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

فرقت مین عیش کیسا شیشے کی طرح ساقی
سو رو کے دل ہی خالی کرتا ہون انجمن مین

گل گل کے بہ گئے ہین فرقت مین سارے اعضا
مثلِ حباب باقی ہی سانس پیرہن مین

موے سفید سر پر تیاری عدم ہی
غربت سے خاک اُڑاتے جاتے ہین ہم وطن مین

سنبل نے روز فرقت پھانسی گلے مین ڈالی
سولی پہ مجکو کھینچا شمشاد نے چمن مین

عشقِ دہن مین تیرے منھ سے یہ خون ڈالا
اب تک لہو بھرا ہی ہر غنچے کے دہن مین

چھیڑے صبا نہ اتنا کہدو مین بو گل ہون
جا کر چمن سے مجکو آنا نہین چمن مین

کسوقت ہون پشیمان کب بیٹ پاتا ہون
جب دانت تک نہین ہین باقی مرے دہن مین

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہین ہی
مانند گل ازل سے ہی چاک پیرہن مین

ہم جو مست شراب ہوتے ہین
ذرّے سے آفتاب ہوتے ہین

ہی خرابات صحبتِ واعظ
لوگ ناحق خراب ہوتے ہین

کیا کہین کیسے روز و شب ہم سے
عملِ ناصواب ہوتے ہین

بادشہ ہین گدا گدا سلطان
کچھ نئے انقلاب ہوتے ہین

ہم جو کرتے ہین میکدے مین دعا
اہل مسجد کو خواب ہوتے ہین

وہی رہ جاتے ہین زبانون پر
شعر جو انتخاب ہوتے ہین

کہتے ہین مست رند سودائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

آنسوؤن سے امیر ہین رسوا
ایسے لڑکے خراب ہوتے ہین

کچھ خار ہی نہین مرے دامن کے یار ہین
گردن مین طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہین

سینہ ہو کشتگانِ محبت کا یا گلا
دونون یہ تیرے خنجرِ آہن کے یار ہین

خاطر ہماری کرتا ہی دیر و حرم مین کون
ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہین

کیا پوچھتا ہی مجھسے نشان سیل و برق کا
دونون قدیم سے مرے خرمن کے یار ہین

کیا گرم ہین کہ کہتے ہین خوبان لکھنؤ
لندن کو جائین وہ جو فرنگن کے یار ہین

وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہی
ہم تو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین

کچھ اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہم نہین
نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہین

کانٹے ہین جتنے وادی غربت کے ای جنون
سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہین

گم گشتگی مین راہ بتاتا ہی ہمکو کون
ہی خضر جنکا نام وہ رہزن کے یار ہین

چلتے ہین شوق برق تجلی مین کیا ہی خوف
جیتے تمام وادی ایمن کے یار ہین

پیری مجھے چھڑاتی ہی احباب سے امیر
دندان نہین یہ میرے لڑکپن کے یار ہین

بے نشانی تو گذر خلد کے گلشن مین نہین
داغ ہی ایک بھی زاہد ترے دامن مین نہین

زار ای مرگ ہون مین کچھ بھی مرے تن مین نہین
کس سے الجھین گے فرشتے کوئی مدفن مین نہین

سر بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن مین نہین
طوق قمری کی طرح میری بھی گردن مین نہین

کھدوا آئین نہ فرشتے مجھے خجلت ہوگی
ہی جگہ تنگ سمائی مرے مدفن مین نہین

کیون نہ خوش ہون کہ بھرا ہی یہ مرے کینے سے
کہ مرے دوست کی جا اب دل دشمن مین نہین

مرگ کے بعد بھی ہی تیرگی بخت ایسی
کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن مین نہین

کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق ای بت
پتلی پتھرائی ہوئی چشم برہمن مین نہین

آب فوارہ صفت خاک لہو اچھلے گا
رگ جہندہ کوئی قاتل مری گردن مین نہین

غم دوری کی نکالے دل عشاق سے پھانس
نوک ایسی مژہ یار کی سوزن مین نہین

مین وہ رہرو ہون کہ ہی دست تہی نان سفر
کچھ ندامت کے سوا قسمت رہزن مین نہین

ہین زمانے کی جو لذت سے بری عالی قدر
گذر برق کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

حور و غلمان مین جو ہی حسن بشر مین بھی وہ ہی
کم یہ تصویر گلی رنگ مین روغن مین نہین

دوڑتے ہین دل عاشق کو سمجھکر گنجشک
ابھی کم سن ہین انھین ہوش لڑکپن مین نہین

بخت سے مجکو وہ معشوق ملا سادہ مزاج
چین جو لی ہین شکن تک کہین دامن مین نہین

دونون خواہان تھے پڑے پہلے مجھی پر وہ تیغ
لاگ اور اسکے سوا کچھ سر و گردن مین نہین

دولت حسن کو کیا دولت دنیا ہو سکے
جو چمک رنگ طلائی مین ہی کندن مین نہین

ہون وہ لاغر جو ملک آئے پس مرگ امیر
پھر گئے دل مین یہ سمجھے کوئی مدفن مین نہین

چھوٹ کے بھی قید ہون قوت جو مرے تن مین نہین
کہ نشان طوق کا ہی طوق جو گردن مین نہین

خوف آفات جہان کا دلِ روشن مین نہین
دخل سیلاب کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

چشم نمناک نے اشکون کا یہ مینھ برسایا
کہ کہین گرد کدورت دلِ دشمن مین نہین

پردہ بیجا ہی غم عشق کوئی چھپتا ہی
چشم خونبار نہان گوشۂ دامن مین نہین

دل جو صد چاک ہی اُسمین ہی خیالِ رُخِ دوست
شاہد پردہ نشین کون سی چلمن مین نہین

اپنے چہرے کی سیاہی سب اُسی کو دیتا
کیا کرے بخت مرا قابوے دشمن مین نہین

باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا
کوئی گل میخ بھی دروازۂ گلشن مین نہین

فاتحہ پڑھنے مری قبر پہ آئے کوئی کیا
طائرون کا بھی گذر گنبد مدفن مین نہین

گرے آنسو ترے میخوار کے ہین ای ساقی
رات کو کرمک شبتاب یہ ساون مین نہین

بزم میخانہ ہی کیا انجمن ناز و نیاز
ہاتھ کس مست کے یان شیشے کی گردن مین نہین

دل اُکھنچے جاتے ہین سب کے ترے بازو کیطرف
نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن مین نہین

کوچۂ عشق مین جا دیکھ فروغ رخ حسن
طور کس جا ہی اگر وادیِ ایمن مین نہین

خندہ زن کیا ہی کہ طوق ایک ہی آہن ہو کہ زر
تیری گردن مین نہین یا مری گردن مین نہین

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہین ایک
خال عارض ہی سویدا دلِ روشن مین نہین

کیا زمانہ ہی نہین صاف کسی سے کوئی
دوست کے دل مین وہ ہی جو دلِ دشمن مین نہین

آب یہ سنجیدگیِ طبع سے خالی ہی جہان
مصرع سرو بھی موزون کسی گلشن مین نہین

میکشو شیشۂ مے کی ہی حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن مین نہین

واہ کیا تازہ مضامین ترے رنگین ہین امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن مین نہین

غم دنیا کا گذارہ مرے مسکن مین نہین
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن مین نہین

کونسا بل ہی جو زلف بت پرفن مین نہین
زور ایسا کسی اُڑتی ہوئی ناگن مین نہین

ای جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
شکر ہی طوق گریبان مری گردن مین نہین

کسکی آمد ہوئی گھبرا کے جو کہتا ہی یہ رنگ
رخصت ای گل کہ گذارہ مرا گلخن مین نہین

ای جنون دست درازی کا ترے قایل ہون
چاک ہی کون گریبان کا کہ دامن مین نہین

چاہیے کیا مجھے محشر مین کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبا ترے دامن مین نہین

کہتے ہین وہ خط رخ جلد بنا ای حجام
کام اس سبز قدم کا مرے گلشن مین نہین

ڈھونڈھو لو گرمی دل جا کے گر انجا تو نہین
یہ شرر سنگ مین ہوگا اگر آہن مین نہین

ہمہ تن ہو کے زبان کہتی ہی مقتل مین وہ تیغ
کون سر ہی جو مرے سایۂ دامن مین نہین

آتش مے سے جو اُٹھتا ہی دھوان کافی ہی
کسکو پروا ہی ہوا ابر جو گلشن مین نہین

جانتا ہی مری خاطر کی کدورت وہ مہر
ذرہ خورشید سے پنہان کسی روزن مین نہین

کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آ نکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

تیغ قاتل کا لب خشک ہو تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگ گردن مین نہین

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن مین نہین

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طایر سیماب کا گلشن مین نہین

کشتۂ تیغ تحیر ہون ہین اس محفل مین
جان تصویر کے مانند مرے تن مین نہین

کیون لگاتے ہین سر گور غریبان نوحین
دفن لاشے ہین جو فتنہ کسی مدفن مین نہین

بزم مین جنکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سوجھتا کچھ انھین تاریکی مدفن مین نہین

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظل ہما
آشیان جغد کا اب کون سے روزن مین نہین

قتل کرتی ہی دوبارہ ہمین شرم اُلٹی امیر
خم شمشیر ہی خم یار کی گردن مین نہین

عالم پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین
صبح ہی خورشید روشن کا پتا ملتا نہین

وصل بت ہوتا نہین ہی یا خدا ملتا نہین
ڈھونڈھنے پر آدمی آئے تو کیا ملتا نہین

حسن بے پردہ ہی عاشق کا پتا ملتا نہین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین

ای امیر اول تو وہ نا آشنا ملتا نہین
مل گیا جسکو کہین اسکا پتا ملتا نہین

دل لگاتے ہین تو دنیا کے مزے کیواسطے
ای بتو تم سے کوئی بہر خدا ملتا نہین

ذبح کرتا ہی تو میرے دست و بازو کھولدے
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین

حسرتین گھیرے ہین اس کثرت سے بسمل کو ترے
روح نکلے تن سے اتنا راستہ ملتا نہین

اک مجھی سے رہگیا سارے زمانے کا حجاب
کون ہی جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین

ٹھوکرین کھانا مقدم ہی جو منزل کا ہی قصد
راہرو بہکے نہ جب تک راستہ ملتا نہین

ہوشیاری شرط ہی غافل جہان جھپکی پلک
خواب مین بھی ساتھ والون کا پتا ملتا نہین

دیر مین بھی ہی اسی کا فیض ای اہل کرم
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا نہین

منکر یکرنگی معشوق و عاشق ہین جو لوگ
دیکھ لین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین

اتنی تیزی کر نہ قاتل ذبح کرنے مین مرے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین

تازہ وارد ہون عدم مین حال دل کس سے کہون
ملک بیگانہ ہی کوئی آشنا ملتا نہین

ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہی ہجر کا
لب سے لب بوقت تلفظ اک ذرا ملتا نہین

رزق کی وسعت جو ہو منظور ای دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین

راہرو کا ذکر کیا ہی سرزمین عشق مین
سیکڑون منزل نشان نقش پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھیے ستر ہین مردے ای امیر
خاک کے نیچے بھی کنج انزوا ملتا نہین

موے مژگان پہ ترے سیکڑون مر جاتے ہین
ہی نشتر تو رگ جانان مین اتر جاتے ہین

حرم و دیر ترے عشاق کے مشتاق مگر
تیرے کوچے سے ادھر ہین نہ ادھر جاتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہی ‏— جو گذرتے ہین نہ ملنے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے ‏— نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثر آب بقا خاک رہ عشق مین ہی ‏— وہی زندہ ہین یہان آکے جو مر جاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھارے ہوتے ‏— سب حسینان جہان دل سے اتر جاتے ہین

زاہد و تمکو جنان ہمکو در یار پسند ‏— خیر جاؤ تم ادھر کو ہم ادھر جاتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین ‏— زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علیؑ مین ہی کہ لیتے ہی امیر
کام بگڑے ہوئے جتنے ہین سنور جاتے ہین

ہے یہین کیا کہ کچھ قضا ہی نہین ‏— ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت ‏— اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصف دہن ہین سنکے کہا ‏— ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہین

کسطرح جائین انکی محفل مین ‏— جنکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سنین گے وہ خلق کی فریاد ‏— کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذت عیش وصل کیا جانین ‏— اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص ‏— آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہی یہین اب تو تیری الفت مین ‏— صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مرے مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آتے ہین ‏— پڑا ہون مین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہی غسل یارون نے کفن رنگین پنہاتے ہین ‏— تماشا ہی کہ کشتے کو ترے دولھا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہی تیری نمایش کی ‏— مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

محبت کا برا ہو دل کو روکون یا جگر تھامون
مرے قابو سے یہ دونون کج دونون بھگے جاتے ہین

گذرگاہ جہان خالی نہین رہتی ہی کثرت سے
تماشاگاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاع مہر کس کس شوق سے آکر لپٹتی ہی
کبھی کوٹھے پہ چڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتے ہین

طلب شانے کی ہی زلف دوتا کی خیر ہو یارب
خدا حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہی حنابندی کا یہ بھی ایک شوخی ہی
ہمارا ہی تو دل مٹھی مین ہی ہم سے چھپاتے ہین

نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر
ہمین کو اور اُسکے لئے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھون مین
لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیز ایسی ہی اے قاتل کہ بسمل جان دے دیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینان جہان کہتے ہین شاید درد کا شیوہ
جگہ دیتا ہی جو دل مین اُسی کا دل دکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشت دل ہوشیاری سے
گریبان پھاڑکر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آنے کو کہو اُنسے تو کہتے ہین
کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اُٹھاتے ہین

گلوری وہ نہین کھاتے ہین مستی مل کے ہونٹھون پر
نگین یاقوت کا نیلم کی پٹری پر جماتے ہین

وہ ہکیش ہین کہ رکھ لیتے ہین سینہ چیر کر دل مین
کوئی شیشے کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزشونکی تجکو اے زاہد خبر کیا ہی
فرشتے تھامتے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اُٹھی ہی گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی
اُٹھو رندو چلو واعظ تو یونہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہی شمشیر قضا پر باڑھ کا ڈورا
مبارک مرگ تو اے دل وہ پھر سرمہ لگاتے ہین

نہین ہی پیار بھی در پردہ اُنکا چھیڑ سے خالی
رلا دیتے ہین آنا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہو کر غنچۂ دل سوکھ جاتا ہی
وہ میلے ہمکو قیصر باغ کے جب یاد آتے ہین

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
سیہ پوشاک بنکر خانہ کعبہ مین جا پہونچے

جل اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین
بلا کا بھیس او کافر ترے گیسو بدلتے ہین

بہار آئی ہی صبحِ عید کا عالم ہی گلشن مین
نئی پوشاک شمشاد و کنار جو بدلتے ہین

نزاع کفر و دین ہی دور دور زلف و عارض مین
مسلمانون سے ٹوپی آجکل ہندو بدلتے ہین

تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین
پرے مین جیسے بانکے پینترے ہر سو بدلتے ہین

بہا مین کچھ تو پایا ہی انھین ای چشم تر بہتر
جو اپنے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین

مے کہنہ ہی یہ آب وضو تیرا انھین زاہد
جو چشمے نور کے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین

تری محفل مین یہ دیوار کی کیتی ہین تصویرین
ادب سے بیٹھنے والے کہین زانو بدلتے ہین

امیر اس باغ مین ہم کر کرین کیا دم الجھتا ہی
نہ نخوت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

گو کہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعبیرین کہین
وصل کی بنتی ہین ان باتون سے تدبیرین کہین

پہونچے ہم جس شہر مین پوچھا یہ اہل شہر سے
خوبرویون کی یہان بکتی ہین تصویرین کہین

نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین

قیدیون کا اپنے اس ظالم کو ہی ایسا خیال
چونک اٹھتا ہی جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین

ابرو ؤن سے ہر کس و ناکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہی منہ کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجکو خوف ہی
پانون سے میرے اتر جائین نہ زنجیرین کہین

اسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ چاہی اگر
بولے دربان جاؤ کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین
اگر جو خوب نظر آنسوؤن کا تار ہون مین

بجا ہی سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سے ہزار ہون مین

الٰہی آئے کوئی حور باغ جنت سے
الجھ رہا ہون کہ تنہا تہ مزا رہون مین

جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تخمیر
گناہگار نہین تو گناہگار رہون مین

ہزار مردون مین رند رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہو کیا خاک ہوشیار رہون مین

بغیر جرم ہون پامال شرم ہمجنسی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار رہون مین

شریک درد نباتات ہون بشر کیسے
پڑین درخت پہ پتھر تو سنگسار رہون مین

کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار رہون مین

صفا بنی ہی جہان مین مری کدورت سے
کرے جو آئنون کو صاف وہ غبار رہون مین

فسردگی ہی مری باعث خزان چمن
شگفتگی مین تماشاے نوبہار رہون مین

اُٹھا کے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون
کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین

وہ تیغ مہر ہی جس تیغ کا مین ہون کُشتہ
نگاہِ لطف ہی جس تیر کا شکار رہون مین

بہائے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
جلائے اپنے ہی دامن کو وہ شرار رہون مین

سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
دکھاؤن جوش تو دریاے بیکنار رہون مین

امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمت
وزیر اعظم سلطان تاجدار رہون مین

حریم لطف و عطا مین شمیم خلق نبیؐ
دم وغا کف حیدرؑ مین ذوالفقار رہون مین

خمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا
شریک عام نہین خاص کردگار رہون مین

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزون
زبان بند نہین صاحب اختیار رہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا امیدوار رہون مین
گناہگار رہون یارب گناہگار رہون مین

ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار رہون مین
ہوا اُڑا نہ سکے جسکو وہ غبار رہون مین

نگاہِ ذائقہ مین آنسوؤن کا تار رہون مین
گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار رہون مین

کسی کی تیغ کھنچے قتل کو فگار رہون مین
کسی کا تیر چلے صید پر شکار رہون مین

لگائے منہ مجھے وہ نغمہ دوست کب دیکھون
برنگ نے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کہو گے جب مجھے مین بھی وہی کہونگا تمہین
اگرچہ لنگر تمکین سے کوہسار ہون مین

ادائین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہہ کر
اُڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہون مین

گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آئے
قفس مین بند کہ مُردہ تہ مزار ہون مین

مرے گناہون سے ہو اُنکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کرون تو گناہ گار ہون مین

بتون کی زلف پرافشان عذار پر غازہ
رہونگا گرد حسینون کے وہ غبار ہون مین

ہوا جو قصر فریدون مین کل گذر اپنا
صدا یہ آئی کہ اُجڑا ہوا مزار ہون مین

رقیب پھولون کی بدھی اُسے پنہاتا ہی
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہون مین

امیر جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہی
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہی سر ہر گام پر رفتار مین
چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار مین

لیگیا لختِ جگر اپنے جو مین گلزار مین
برگِ گل بلبل سمجھکر لیگئی منقار مین

دیکھ سکتا ہون کوئی باہر سے مین اندر کا حال
در مین رخنہ ہی نہ روزن یار کی دیوار مین

بزم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہین
چشم بینا ہو تو یوسف ہین سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہی میری جبہہ سائی کا امیر
منہ نظر آنے لگا سنگِ درِ دلدار مین

ردیف واو

صورتِ غنچہ کہان تابِ تکلم مجکو
منہ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجکو

اور تھا کون شبِ ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجکو

مر کے راحت تو ملی پر ہی یہ کھٹکا باقی
آ کے عیسیٰ سرِ بالین نہ کہین قُم مجکو

وقت فرصت تھا مین عبرتکدۂ ہستی مین
کف افسوس ملی جسنے کیا گم مجھکو

ایک کو ایک سے بڑھکر ترے جلوے کا ہی شوق
آنکھ کہتی ہی نگہ پر ہو تقدم مجھکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی مجھے طاعت ہی
لاکھ سجدے کے برابر ہی تیمم مجھکو

آبرو دہی یہ مری پیر مغان کے آگے
منھ سے ساغر جو نکل جائے تو دے خم مجھکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون شکل نگاہ
سات پردون مین کرین قید جو مردم مجھکو

روز دکھلاتی ہی دنیا کا سپید اور سیاہ
اُسکی شام مسی و صبح تبسم مجھکو

ہون وہ مضمون کہ زمانے کو اگر ہاتھ آؤن
صورت گوہر نایاب کرے گم مجھکو

اثر طالع وارثون سے عجب کیا ہی اگر
تیغ بنجائے مرا دست تظلم مجھکو

ہون مین مشتاق شہادت کہین حسرت توٹے
خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجھکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون
نفخۂ صور ہو آواز ترنم مجھکو

مجلس وعظ مین ہین مست اگر جا بیٹھون
مغبچے کھینچ کے لیجائین سر خم مجھکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجھکو

لیگئی کل ہوس مے جو سر خم مجھکو
ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجھکو

کعبۂ رخ کی طرف پڑھتی ہی آنکھون سے نماز
چاہیے گرد نظر بہر تیمم مجھکو

واہ ای بیخودی شوق کیا خوب سلوک
اسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجھکو

ہون مین وہ قطرہ جو نیسان کی بغل سے چھوٹون
کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجھکو

نہین معلوم وہ مہمان ہوئے ہین کسکے
آج گھر گھر لیے پھرتا ہی توہم مجھکو

غنچہ سان نزہت خاطر سے عدم کو پہونچا
بال و پر ہو گئے لب وقت تبسم مجھکو

خلوت وصل مین کچھ کام نہین ساقی کا
جام مے بھر کے پلاؤن مین تمہین تم مجھکو

بے ثباتی مین نہین کون ہی جا میری نمود
ذرّے جتنے ہین وہ سب گنتے ہین انجم مجھکو

خم مے تھا کبھی اک قطرے سے کم ای ساقی
اب وہی مین ہون کہ ہی قطرۂ مے خم مجھکو

مین تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہی
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجھکو

دھوکے کھائے ہوے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہین دیکھ کے اب تک لب گندم مجھکو

مردمک ہون کہ سویدا ہون الٰہی کیا ہون
دیدۂ و دل مین جگہ دیتے ہین مردم مجھکو

مین ترا عکس تھا اس آئینۂ ہستی مین
تو نے کیا پھیر لیا منھ کہ کیا گم مجھکو

ناتمام

دیکھتا ہون کبھی آئینہ تو روتا ہون امیرؔ
اپنی صورت پہ خود آتا ہی ترحم مجھکو

قطرۂ مے نے کیا ہوش صفت گم مجھکو
ہر حباب مے پُر زور ہوا خم مجھکو

ہون مین نقش قدم اس رہگذر ہستی مین
ایک ظاہر جو کرے چار کرین گم مجھکو

مین جو مر جاؤن تو ای پیر مغان کہدینا
مغبچے کھینچ کے ڈال آئین بس خم مجھکو

ہو مرے قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
بڑھ کے لے چار قدم تیغ تبسم مجھکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہون
ضعف سے اُٹھ نہ سکونگا نہ کہین قم مجھکو

دی صدا دل کو جو اُس بزم مین تنہا چھوڑا
ساتھ لائے تھے اسی دن کے لیے تم مجھکو

ہو سیر عجز سے تا مثل گہر سجدہ قبول
چاہیے گرد یتیمی سے تیمم مجھکو

لالہ و گل ہون خس و خار ہون یارب کیا ہون
ڈوبتا ہون تو ڈبوتا نہین قلزم مجھکو

پھسلی ہی تو سنبھالے ہوئے پھسلے ہی یار
بیخودی راہ مین کرنا نہ کہین گم مجھکو

ہون وہ میکش جو کرون رُخ در توبہ کی طرف
بہکے جاتے ہو پکارے دہن خم مجھکو

نگہ مہر کہان یار جفا پیشہ کہان
ملک الموت سے ہی چشم ترحم مجھکو

سوز دل وجد کا باعث ہی یہان مثل سپند
میری فریاد ہی آواز ترنم مجھکو

نظر بد نہ لگے یار کی سفّاکی کو
قتل ہونے نہین دیتا یہ توہم مجھکو

بحث کو آئے جو واعظ مجھے آجاے یہ جوش
لب ملین ساغر مے کے دہن خم مجھکو

جانتے ہین جو حقیقت سے ہین آگاہ امیر
کن کے کلمے سے ہے ہاتھ آیا تقدم مجکو

اشک سان جنبش مژگان نے کیا گم مجکو
لغزش پا ہوئی دریا کا تلاطم مجکو

تجکو قاتل ہی کے لعل لب خندان کی قسم
نیمجان چھوڑ نہ ای تیغ تبسم مجکو

برسون جھیلی ہی مصیبت شب تنہائی کی
مدتین گذری ہین گنتے ہوئے انجم مجکو

دیکھ لون اُنکو ذرا نزع مین آلینے دے
رحم ای بیخبری کر نہ ابھی گم مجکو

خط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہین آنکھین
کھل گئی وجہ سیہ پوشیِ مردم مجکو

شوق طوفِ حرمِ عشق مین باندھی ہی کمر
گرد غربت سے مناسب ہی تیمم مجکو

شب کو نکلون جو مین لاغر تو دہن شلِ کمند
کھینچ لیجائے شعاع مہ و انجم مجکو

ہون مین وہ رند کہ مسجد مین لگاؤن زاہد
ہاتھ آ جائے اگر خشت سر خم مجکو

شمع سان محفلِ عالم مین وہ ہون سوختہ بخت
دل بھر آتا ہی جو آتا ہی تبسم مجکو

صاف کہدو نہین دیدار دکھانا ہی اگر
کعبہ و دیر مین دوڑاتے ہو کیون تم مجکو

اسنے جنت سے جہنم مین مجھے پھینک دیا
زہر کی گانٹھ ہوا دانۂ گندم مجکو

اِسقدر طول خموشی کو ہوا عزت مین
بزم مین بھول گئی طرز تکلم مجکو

وائے قسمت کہ یہان قتل کی حسرت ہی امیر
اور وہ سمجھے ہین سزاوار ترحم مجکو

پہلے تم اپنی جتون اپنی نظر کو دیکھو
پھر جسنے دل دیا ہی اُسکے جگر کو دیکھو

کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھ سے
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو

اُس رُخ کی گرمیون سے ہی برق طور ٹھنڈی
چڑھتے ہین کسکے مُنھ پر شمس و قمر کو دیکھو

پتھرا گئی ہین آنکھین جس جا ملائکہ کی
جا کر وہان لڑی ہی میری نظر کو دیکھو

ملتا نہین ہزنالے مدت سے ڈھونڈھتے ہین
بیٹھا ہی مُنھ چھپا کر کیسا اثر کو دیکھو

لپٹا جو قبر مین ہین منھ سے کفن ہٹا کر
بولی یہ مجھسے غربت لو اپنے گھر کو دیکھو

غیرون کے منھ تو سے ہین مین شکل آئنہ ہون
رخ پھیر و اُسطرف سے صاحب ادھر کو دیکھو

حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو
ایک ایک غش کو دیکھو دو دو پہر کو دیکھو

کس مرتبہ کو پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ
اُس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو

آخر ہی وصل کی شب افسردہ کیون نہون ہم
رنگت اُڑی ہوئی ہی شمع سحر کو دیکھو

رکھتے ہی خط کمر مین پر لگ گئے ہین گویا
جاتا ہی کس خوشی سے وان نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہین شام و سحر کو دیکھو

گلے کٹین گے نہ یون پیترے بدل کے چلو
چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

جنون بہار مین دیتا ہی ہمکو یہ ترغیب
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو

برنگ صفحۂ نقاش ہو زمین رنگین
حنا جو پانؤن مین میرے لہو کی مل کے چلو

خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہی یہ قول
نہ آئے گرمیِ رفتار لاکھ جل کے چلو

سر مزار غریبان ہین جا بجا پتھر
لگے نہ پانؤن کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو

کفن پہن کے چلین گور کیطرف عاشق
جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو

بدل نہ جائین کہین میرے راہ مین تیور
چلو جو ساتھ نہ تیوری بدل بدل کے چلو

سُنا ہی محتسب آتا ہی دو گھڑی کے لیے
قدح کشو کہین اب میکدے سے ٹل کے چلو

ملے ہو ہمکو جو میلے مین تم تو عجلت کیا
ذرا تو ٹھہرو کہین شہر سے نکل کے چلو

بہار آئی ہوا مین ہین پھول خوشبو پر
خجل ہون عطر جو تم پیرہن مین مل کے چلو

رجوع کفر مین اسلام ہمسے کہتا ہی
کہ سوے بتکدہ کعبے مین پہلے چل کے چلو

اگر تمھین نہین فرصت تو کہدو تیغون سے
کہ خلق جمع ہی تم میان سے اُگل کے چلو

نصیب دشت مین لائے ہین وحشیو تمکو
اُچھالتے ہوئے سونا اُچھل اُچھل کے چلو

مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھو
مشاعرے مین جو آئے ہو تم تو پھل کے چلو

قضا کا کام ہی ہنگامہ کوے قاتل مین
امیر خیر ہی منھ مین نہ تم اجل کے چلو

آہ مین کھینچون تو کھینچین آپ بھی شمشیر کو
بانکپن کی نوک رکھیے کاٹیے اس تیر کو

ای خوشا وحدت کشا کثرت کشا نیرنگ عشق
دیکھتا ہون ہر مرقع مین تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوقِ شہادت دیکھیے
دے رہا ہی کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہی خاک پر نخچیر کیون
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مقتل مین تمھارے تیر کو

ڈالدی عشاق کی آنکھونپہ حیرت کی نقاب
واہ کس پردے مین رکھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلو سے نخچیرون کے آتی ہی صدا
آفرین اس تیغ کو صد آفرین اس تیر کو

کھینچنے بیٹھا جو نقاشِ ازل حیرت کی شکل
رکھ لیا پیشِ نظر پہلے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ جڑدے یارب جوہر کھلین
چوکھٹا درکار ہی آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو ترے تکلیف کیون ہووے مجھے
آپ رکھ لون چیر کر پہلو مین تیرے تیر کو

صاف کھینچا چاہتا ہی شکل حیرانی اگر
آئنے پر کھینچ اسے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھون کی بجھائی واہ ری دریا دلی
پانی پی پی کر دعائین دون تری شمشیر کو

پوچھتے کیا ہو تجھے بے بال و پر کسنے کیا
یہ پرِ پرواز پر کسنے دیے ہین تیر کو

خود مین کھنچ جاتا ہون زورِ ناتوانی دیکھنا
کھینچتا ہی جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف مین حلقے بنائے ہین شرارت دیکھنا
طوق پہنائے ہین کیا اس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہی منھ نہ موڑے خوف ہی
بسملو ٹُک دم لینے تو دو شمشیر کو

لب پہ آئی آہ ادھر سے جب اٹھی اسکی نظر
دیکھنا کیا تیر پر روکا ہی ہمنے تیر کو

تا یہ شاہد ہون نہ دعوی خونفشانی کا کرے
لب دیے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

لوٹتا ہی خاک پر اے ترک مدت سے امیر
ذبح بھی کر ڈال تڑپاتا ہی کیا نخچیر کو

او کمان ابرو سمجھکر صید کر نخچیر کو
ہو چکا مین قتل تو اُس سے قضا نے یہ کہا
جب نظر اُس ترک کی مجھپر پڑی تیوری چڑھی
فصل گل مین گل کھلے تازہ ہوا نخلِ کہن
رنگ وحدت دل مین کثرت سے سما جائے اگر
چیر کر پہلو کو دل نکلا ہی مشتاقِ نگاہ
ہجرِ دندان کا ہون مجرم ہو سزا بھی حسب حال
ناز کیونکر ہو گنا ہون پر نہ مجکو اے کریم
پیچ کی باتین رہین شانے ہی سے ای زلف یار
صفحۂ رخسار جانان پر لکھا کیا خوب خط
کسکو کرتے ہین نشانہ کسکو کرتے ہین شکار
جب کمان سے چھوٹتا ہی دلمین کرتا ہی مقام
دل کی ہوتی ہی درستی جتنی ہوتی ہی شکست
پوچھتی ہی شمع پروانون سے تیری داستان
قالبِ خاکی سے ہر دم ہی یہ تہدیدِ اجل
پانٔون اپنا درمیان تھا کھل گئے عقدے تمام

سخت جانی سے کہین صدمہ نہ پہونچے
لو مبارک آج سے فرصت ملی شمشـ
بل پڑے شمشیر مین سیدھا کیا جب
گر چکا تھا ان جوانون نے سنبھالا
ایک برگِ گل پہ کھینچون باغ کی تصو
کیا تماشا ہی ہدف لینے چلا ہی تیر
موتیون کا چاہیے دُرّہ مری تعز
پیار کرتی ہی تری رحمت مری تقصیـ
خوب سلجھاتا ہی دل اُلجھی ہوئی تقریـ
چوم لون پانٔون جو دست کاتبِ تقدیـ
ترک لڑوائین گے کیا نخچیر سے نخچیـ
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہی تمنے تیـ
کرتی ہی آباد بربادی اسی تعمیـ
گل سُنا کرتے ہین بلبل سے تری تقریـ
خاک مین اکدن ملا دینگے ہم اِس تعمیـ
سخت مشکل تھین یہ کڑیان جھیلنی شمشیـ

دل مین گھر اُسکا ہی گردن تک گذر اُسکا امیر
تیغ قاتل سے جگہ اچھی ملی ہی تیر کو

گھر گھر تجلیان ہین طلبگار بھی تو ہو
ای تیغ یار کیا کوئی قابل ہو برق کا
دل دردناک چاہیے لاکھون ہین خوبرو

موسیٰ سا کوئی طالبِ دیدار بھی تو
تیری سی اُنمین تیزیِ رفتار بھی تو
عیسیٰ ہین سیکڑون کوئی بیمار بھی تو

چھاتی سے مین لگائے رہون کیون نہ داغ کو ای دل کوئی انیس شب تار بھی تو ہو
گر ہم نہین تو رونقِ بازار عشق کیا ای حسن خود فروش خریدار بھی تو ہو
پردے مین چاہتا ہی کہ ہنگامہ ہو بپا ای آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو
اتنی اُداس صحبت مے واہ میکشو دست سبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو
زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو
ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا بہر میکشی آئے بہار رونقِ گلزار بھی تو ہو
بیجا تری نگاہ کو تیزی پہ ہی گھمنڈ برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو
سوؤن مین آکے دھوپ سے پاؤن امان اگر راضی تمھارا سایۂ دیوار بھی تو ہو
کیونکر ہو درد دل کی ہمارے اُسے خبر پردے مین خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو
اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہی آراستہ ہی فوج علمدار بھی تو ہو
ساقی اُداس کیون نہو بزم مے وسبو میخانے مین امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہی حسن جو خاطر نشین نہ ہو کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہ ہو
کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہ ہو پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہ ہو
وہ یاس ہی کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر ڈرتا ہون مین کہین نگہِ واپسین نہ ہو
راحت کی جستجو مین ہین اہلِ جہان عبث ہاتھ آئے وہ کسی کو کہان جو کہین نہ ہو
ایذائے خلق پر ہی یہ غش موذی فلک بے سانپ چاہتا ہی کوئی آستین نہ ہو
ساحل سے ہون مین تشنہ دہن خود کنارہ کش کہدو کہ بحر موج سے چین بر جبین نہ ہو
مانندِ بوے گل چمنِ دہر سے نکل اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہ ہو
نام اُس حسین کا قلب مصفا پہ نقش ہی کیونکر اِس آئینے پہ گمانِ نگین نہ ہو
ہستیِ جہان کی ہستیِ حق پر دلیل ہی کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین نہ ہو

زاہد کا صاف زہد ریائی ہی آشکار
سجدہ کرے درست تو داغی جبین نہ ہو

ساقی مین نشۂ مے عرفان سے مست ہون
افلاس مین جو بادہ میسّر نہین نہ ہو

تیرا نہ ہو مکان جو مشہور ہی فلک
کہتے ہین جسکو عرش ترا شہ نشین نہ ہو

دل سے جو چشمِ فیض ہی تجکو تو پاک رکھ
کس کام کی ہی صاف اگر دُور بین نہ ہو

ہم رند مشربون کی معاصی سے ہی نمود
روشن ہو نام کیا جو سیہ رونگین نہ ہو

ہین تنگ اُس جہان سے وہان لیچل ای جنون
جس جا پہ آسمان نہو یہ زمین نہ ہو

ساجد خدا پرست بھی اُس آستان پہ ہین
کیون بے نیاز وہ صنمِ نازنین نہ ہو

آتا ہی مجکو گریہ لبِ کشتِ زعفران
اتنا بھی جورِ چرخ سے کوئی حزین نہ ہو

سر آستانِ دل پہ نہ پہونچے کبھی امیر
جب تک کہ عرش پر قدمِ اولین نہ ہو

یاد زلف آئی دمِ نزع ستانے ہمکو
کس بُرے وقت مین گھیرا ہی بلانے ہمکو

مُنھ لگایا ہی بتون نے نہ خدا نے ہمکو
نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضا نے ہمکو

آس کسکو تھی شبِ غم کی سحر ہونے کی
ای بتو دن یہ دکھایا ہی خدا نے ہمکو

ہجرِ جانان مین کسی روز جو ہچکی آئی
جی اُٹھے ہم کہ کیا یاد قضا نے ہمکو

رخصت ای ہوش و خرد اب نہین ٹھہرا جاتا
بیخودی دور سے آئی ہی بلانے ہمکو

کشمکش مین ہین بیتابی دل رکھتی ہی
آنے دیتی ہی نہ ظالم کہین جانے ہمکو

قہر کرتی ہین شبِ وصل تمہاری آنکھین
اسی پردے مین تو مارا ہی حیا نے ہمکو

ساقیا دیر سے مستی نے نکالا ہوتا
خوب ہی روک لیا لغزشِ پا نے ہمکو

شمع آسا کبھی جلتے کبھی روتے گذری
آگ پانی سے بنایا ہی خدا نے ہمکو

دیر مین شیخِ حرم سے یہ صنم کہتے ہین
تو نے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہمکو

خنجرِ ناز سے بچ کر جو چلے چار قدم
رکھ لیا برچھیون پر تیری ادا نے ہمکو

حوصلہ کون تماشاے تجلی کا کرے
غش تو دیتا ہی نہین ہوش ہین آنے ہمکو

کیا بگاڑا ہی ترا اے شبِ فرقت ہمنے
روز آتی ہی بلا بنکے ڈرانے ہمکو

آئنہ دیکھ کے ہر بار وہ بت کہتا ہی
خود نمائی کو بنایا ہی خدا نے ہمکو

لامکان مین نہ پتا ہی نہ مکان مین اُسکا
بے ٹھکانے کے بتائے ہین ٹھکانے ہمکو

وہ بلا دوست ہین جب کوئی کڑی آئی ہی
نام لے لے کے پکارا ہی بلانے ہمکو

خار کیا کھائے ہین گل دیکھ کے فرقت مین اسیر
ایسے کتنے ہین ابھی داغ اُٹھانے ہمکو

آج محفل سے تم آئے ہو اُٹھانے ہمکو
ہاے وہ دن کہ جو اُٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

مُنھ شبِ ہجر دکھایا نہ قضا نے ہمکو
کون پوچھے گا نہ پوچھا جو خدا نے ہمکو

حوصلہ دل سے تڑپنے کا نکلتا کیونکر
دم ہی لینے نہ دیا تیغ ادا نے ہمکو

تیغ جلاد نے جوہر کو کیا ہمسے عزیز
آنکھ اُٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہمکو

اتنی نسبت بھی کفایت ہی یہان بخشش کو
کاش وہ اپنا گنہگار ہی جانے ہمکو

حلقۂ زلف مین پھنسکر کوئی نکلا ہی کبھی
موت کے مُنھ سے چھڑایا ہی قضا نے ہمکو

مسجدون مین کبھی بھیجا کبھی تبخانون مین
ٹھیک ٹھیک اُسنے بتائے نہ ٹھکانے ہمکو

آتے جاتے ہو وہان غیر کے گھر تم ہر شب
رشک آتا ہی یہان روز ستانے ہمکو

یاد آئین تری آنکھین تو یہ سمجھے دم نزع
حورین فردوس سے آئی ہین بلانے ہمکو

اُس ستمگر نے جو پہلو سے اُٹھایا اپنے
درد دل تو بھی تو اُٹھا نہ بٹھانے ہمکو

لیچلے داغ ہزارون چمنِ ہستی سے
زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہمکو

بد دا اے مرگ کہ آفت مین پھنسا رکھا ہی
آگ نے خاک نے پانی نے ہوا نے ہمکو

سُن کے آوازِ مؤذن کی شبِ وصل کی صبح
صاف سمجھے کہ بلایا ہی خدا نے ہمکو

ہین وہ میکش جو گرے ہین کبھی لغزش کھاکر
بدلیان دوڑ کے آئی ہین اُٹھانے ہمکو

امتحان تھا جو ہمارا اُسے منظور نظرا
ذبح رُک رُک کے کیا تیغ ادا نے ہمکو

وہ پرِ کاہ تھے اس گلشنِ ہستی مین امیر
دوش سے پھینک دیا بادِ صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیے زلفِ دوتا نے ہمکو
کن بلاؤن مین پھنسایا ہی خدا نے ہمکو

پر لگائے یہ ترے تیر ادا نے ہمکو
تھک گئی دوڑ کے پایا نہ قضا نے ہمکو

تو دہ تیرون کا کیا تیر ادا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو

تیرے بیمار سے یہ بیخبری کہتی ہی
کہ خبر کو تری بھیجا ہی قضا نے ہمکو

کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کرینگے
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو

کی ہی جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر
عبرت آئی ہی دہن گور جھکانے ہمکو

سارے عالم مین یہ شہرت ہی قضا نے مارا
واہ کس پردے مین مارا ہی ادا نے ہمکو

وہ کہین سمجھے نہ اُٹھا صدمۂ فرقت دو دن
موت کیون آئی ہی یہ داغ لگانے ہمکو

دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا وائے نصیب
مر گئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو

ڈھیرون انگور پڑے لُٹتے ہین ساقی لیکن
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو

عیش کرنے کو بتو تمکو کیا ہی پیدا
رنج اُٹھانے کو بنایا ہی خدا نے ہمکو

عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا
آب شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو

حیرتِ عارض جلا دے سے سکتا جو ہوا
آئی تیغِ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقد ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ امیر
آج لوٹا غضب اُس دزدِ حنا نے ہمکو

ہون وہ بلبل گل تلک پہونچون تو گلشن خشک ہو
مثلِ خار آشیان شاخِ نشیمن خشک ہو

چپا ہتا ہی سوزِ فرقت اس محیطِ حسن کا
تن مین مثلِ خارِ ماہی ہر رگِ تن خشک ہو

تازگی ہی روئے جانان کی زنخدان کے سبب
چاہ جس گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

تابش خورشید محشر سُن کے پڑتی ہو اُمید
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کے دم بھی مین سیرابؔ جان
حلق مین پانی بسانِ آبِ آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان رونق جوانی کی گئی
کیا رہے روشن چراغ اے دل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے میکدے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو خونِ برہمن خشک ہو

آبیاری ہو اگر بلبل کے اشکون کی یہی
ہو یقین فصلِ خزان مین بھی نہ گلشن خشک ہو

داغ دل سے گرم اپنی خاک ہو کیا ہی عجب
چادرِ گل پڑتے ہی بالاے مدفن خشک ہو

اور بھی گردون ستاتا ہو جو پاتا ہو ضعیف
پائمال گا دو دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرتِ دیدار مین کھینچون اگر مین آہ سرد
ایک جھوکے مین یقین ہو نخلِ ایمن خشک ہو

چھین کر رخت سفر پامال ظالم نے کیا
پائوُن شل ہو جائین یا رب دست رہزن خشک ہو

اُس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سب کے زبانِ برگ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہو روز اسے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہو کہ اپنا زخم گردن خشک ہو

حسرتِ دیدار ہو ہمکو مکانِ یار کی
دیدۂ تر کیا برنگِ چشمِ روزن خشک ہو

مین اگر رونے پر آؤن صورتِ ابرِ بہار
سبز ہو دم بھر مین برسون کا جو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثلِ رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اس گلستان مین ہی مجھ سا کون طائر بے نصیب
پائوُن رکھون مین جہان شاخِ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہو لگاؤن مین اگر منھ سے امیرؔ
جام مثلِ چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہین اے جتو جیا کو
کیا منھ نہ دکھاؤ گے خدا کو

لٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو
پیچھے نہ لگاؤ اِس بلا کو

ظالم تجھے دل دیا خطا کی
بس بس مین پہونچ گیا سزا کو

کانٹون سے کہو سنبھال لینا
آتا ہی غش اِک برہنہ پا کو

بلبل کو ملے جو باغبانی
رو کے درِ باغ پر صبا کو

ای حضرتِ دل بتون کو سجدہ
اتنا تو نہ بھولیے خدا کو

گل کر گئی میری شمعِ تربت
کیا موج یہ آگئی صبا کو

کوچے مین ترے ملا یہ آرام
نیند آگئی چشمِ نقشِ پا کو

اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ
یون کھولیے قفلِ مدعا کو

کہتا ہی یہ شوقِ قتل ہر دم
دم لینے نہ دیجیے قضا کو

کیا کیا تری چشمگین بچائین
دھوکے دیے تیرِ بے خطا کو

دکھلا کے ہم اپنی سخت جانی
غصہ دلواتے ہین قضا کو

ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
کھدوائیے نقشِ مُدّعا کو

راضی برضا ہون ای صنم مین
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہی امیر اُس سے شوخی
اَب مُنھ نہ دکھائیے حیا کو

وصال یہ ہی جو وصل امتحان کر دیکھو
آمیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو

خدا کی شان کہ دیکھین ہم آپکی آنکھین
نگاہ تک نہ کرو تم اِدھر اُدھر دیکھو

پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پر
ابھی تو جان سی آئے جو اک نظر دیکھو

جنازہ غیر کا نکلا ہی تو نکلنے دو
ہمین کو بیٹھو جو چلمن سے جھانک کر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرتِ غم کو
بہت رہے مرے دل مین اب اور گھر کو دیکھو

کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو
ذرا کلیجے پر اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر بازیان ہون غیرون سے
ہمین سے آنکھ چُرانا ذرا ادھر دیکھو

دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر ہی کیا
جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو

ہی سحرِ عشق کہ جلتے نہین پرِ بلبل
لگی ہو آتشِ گل باغ مین جدھر دیکھو

گیا تھا لیکے خط آیا ہی ہاتھ کٹوا کر
ذرا خدا کے لیے شان نامہ بر دیکھو

اُٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہی خدا سے ڈرو
کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہین ممکن حصول دولت دہر
نظر جو آئے محرّم کا چاند زرد دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وُہی ظہور وہی شان ہی جدھر دیکھو

دل ہی وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو
اَب تو سر مین یہی سودا ہی بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہی طبیبو مرض عشق ہی یہ
غیر ممکن ہی کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دیکے خط اَب کسے بھیجون کہ بر آئے مطلب
جب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے مین تو مانند غبار
ہم لپٹ جائینگے دامان قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا مین تو کہا اُس بُت نے
مین نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجائے جو اُس زلف سیہ کی ناگن
ڈال دون ہاتھ مقرر مین بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہی صحت مشکل
فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان وہ ہون نہ کٹ جاؤن اگر شرم سے مین
شرط بدتا ہون جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہی معمّا دہن تنگ کا دشوار بہت
حل یہ مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہی گدای سلطان
عفو لازم ہی جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھین نہ وہ اُلفت کی نگاہ
حال دل کس سے کہون تم تو خفا سے کچھ ہو

بادۂ سُرخ ملے تم سے یہ اُمید کہان
مغبچو تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

متوقع درِ دولت پہ کھڑے ہین کب سے
اَب تو ہمکو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو

کوے جانان مین کوئی دم تو ٹھہر جاے پاؤن
ایسی اُفتاد مری لغزش پا سے کچھ ہو

عالم فقر مین تکلیف گوارا ہی امیر
نہ ملین گے نہ ملین گے اُمرا سے کچھ ہو

دیر سے قتل کے مشتاق ہین باہر آؤ
دیکھو اتنا نہ کھنچو کھینچ کے خنجر آؤ

آمد و شد نفسِ چند کی باقی ہی فقط
اپنے گھر مجھکو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ

نہ سہی زیست مین مرنے پہ تو لو میری خبر
اب نہ آؤ تو جنازے پہ مقرر آؤ

دیکھ لے کوئی نہ آتے مری تربت پہ تمھین
چاندنی شب ہی ذرا اوڑھ کے چادر آؤ

دیکھکر آئنے کو عکس سے کہتا ہی وہ شوخ
تجھ اگر حُسن کا دعویٰ ہی تو باہر آؤ

نذرِ عاشق کی ہی کچھ لوٹ نہین ہی صاحب
دل و جان دونون جو لینے ہین مکرر آؤ

ساتھ اگر راہ مین ہی باتین بھی ہوتی جائین
آگے پیچھے نہ چلو میرے برابر آؤ

ناف کی طرح نہ پڑ جائے شکم پر کوئی آنکھ
کھول کر بند نہ دروازے کے باہر آؤ

جان بلب ہم ہین عیادت ہی مریضونکی ثواب
مانو اللہ کو تم بہرِ پیمبر آؤ

تب مزہ جانے کا وان ہی کہ کہے یار امیرؔ
میری آنکھون پہ تم آؤ مرے سر پر آؤ

حشر کے روز نہو تشنہ دہانی مجکو
دے تری تیغ جو اک قطرہ بھی پانی مجکو

تیزیِ موج اگر بحرِ روان مین دیکھی
یاد آئی ترے خنجر کی روانی مجکو

آب خنجر سے ترے پیاس کوئی بجھتی ہی
اور بھی آگ لگاتا ہی یہ پانی مجکو

خوبرویون مین صنم ایک ہی تو ایک ہی تو
نظر آتا نہین تیرا کوئی ثانی مجکو

اور کس سے ہون دہان و کمرِ یار کے وصف
خوب معلوم ہین یہ راز نہانی مجکو

اس سے اُنکا ہی یہ مطلب کہ کرون مین بھی فغان
ہدیہ بھیجا ہی تو دیوانِ فغانی مجکو

نوجوان کوئی جو پیری مین نظر آتا ہی
یاد آتی ہی بہت اپنی جوانی مجکو

داغ کھا کھا کے کردن اُنہی مین اوقات بسر
اسلیے دیتے ہین چھلا وہ نشانی مجکو

بات وہ کر کہ مرے خواہ ترے کام کی ہو
ایسی اے بُت نہ سُنا رام کہانی مجکو

جسطرح صبح کو خورشید عیان ہوتا ہی
آکے پیری نے دیا داغِ جوانی مجکو

بے خطر خاک تہ سقفِ فلک بیٹھوں ہین
نظر آتی ہی نہایت یہ پُرانی مجکو

سینہ جلتا ہی پلا جلد شراب ای ساقی
آگ بھڑکی ہوئی ہو چاہیے پانی مجکو

یہ موحد تو سمجھتے نہین اطلاق صحیح
کہین اول تو بتادین کوئی ثانی مجکو

آرزو اسلیلے فردوس کی مجھ پیر کو ہی
ہاتھ آئیگی وہان میری جوانی مجکو

خوف ہی وصف مین اُس چاہِ ذقن کے اتنا
کہ ڈبو دے نہ طبیعت کی روانی مجکو

نغمہ سنجانِ گلستانِ سخن ہین جو امیر
کہتے ہین بلبلِ گلزارِ معانی مجکو

چل دلا دیر سے کرتا ہی اشارے گیسو
نہ زبان ہی نہ دہن ہی کہ پکارے گیسو

خطِ شبگون پہ یہ آتے نہین پیارے گیسو
جال پر جال بچھاتے ہین تمھارے گیسو

یہ ترو تازہ چمن ہی کہ تمھارا عارض
یہ دھوان دھار گھٹا ہی کہ تمھارے گیسو

مچھلیان دام سمجھکر ہین جو موجون مین نہان
کھل گئے کسلکے یہ دریا کے کنارے گیسو

دن کو رخسار دکھاتا ہی فروغِ خورشید
شب کو چمکاتے ہین افشان کے ستارے گیسو

بال کنگھی سے جو سلجھائے تو دل اُلجھایا
تیرہ بختون کو بگاڑا جو سنوارے گیسو

دلِ صدچاک نے شانے سے کہا جل کے یہ رات
او سیہ کار تجھے باندھ کے مارے گیسو

شہر سے بڑھ کے اگر جانبِ صحرا جائین
شانۂ شاخ سے سلجھائین چکارے گیسو

ہو چکے جن و بشر قیدِ ملک باقی ہین
اَب سرِ عرش سے زنجیر اُتارے گیسو

عاشقون کے دلِ پرداغ سے ایسے چمکے
ہو گئے شہپرِ طاؤس تمھارے گیسو

سانپ نے گھیر لیا گلشنِ جنت کو امیر
حلقہ حلقہ نہین عارض کے کنارے گیسو

ہون مین وہ میکش اُٹھا ساقی مری تعظیم کو
گردنِ مینا سے خم ہو گئی تسلیم کو

آتے ہی اُس مست کے گلزار مین آئی بہار
ابر اُٹھا تعظیم کو شاخین جھکین تسلیم کو

ساغرِ جمشید سے کچھ ساغرِ مے کم نہیں
دیکھتے ہین بادہ کش گھر بیٹھے ہفت اقلیم کو

غیر کو دشنام دو بوسہ عنایت ہو مجھے
چاہیے مردم شناسی صاحبِ تقسیم کو

بیٹھے بیٹھے میرے پہلو سے جو وہ عیسیٰ اُٹھا
دردِ دل بھی ساتھ ہی اُسکے اُٹھا تعظیم کو

لب پر ای غنچہ دہن تحریر مستی کی نہین
کاتبِ تقدیر نے خلعت دیا ہی میم کو

نقدِ آمرزش کا طالب ہو اگر ای خود فروش
تول میزانِ عدالت مین امید و بیم کو

دین جو مردانِ خدا آفت مین راحت ہی انھین
عید تھی قربانیِ فرزندِ ابراہیمؑ کو

جعد خالی خال ہی کنجِ دہن مین یار کے
ہی تعجب جیم کا نقطہ دیا ہی میم کو

خاک اُڑاتے تشنگانِ عشق کے آتے ہین غول
کہہ دو رضوان سے بچائے کوثر و تسنیم کو

ٹکے منزل کا نشان ملتا ہی اہلِ فنا
ہر قدم پر خضرؑ ہی نقشِ قدم تعلیم کو

مال کھنے کو نہین کہہ دو غنی سے بانٹ لے
لفظ مین تقسیم کے داخل کیا ہی سیم کو

اپنے وقتِ مرگ سے غافل رہے اختر شناس
کو برابر جان کے رکھا کیے تقویم کو

چشمۂ دیدار جانان کی ہین دو نہرین امیر
جانتا ہون خوب اصل کوثر و تسنیم کو

سنکے خضر آیا ہی واعظ کیا مری تعلیم کو
اِک دوراہہ جانتا ہون مین امید و بیم کو

تیغِ قاتل سے صفائی مین برابر ہی سہی
یہ روانی کب ملی ہی کوثر و تسنیم کو

دو قدم اس ناز سے جس سرزمین پر تم چلو
اُٹھ کھڑے ہون سیکڑون فتنے وہان تعظیم کو

دشتِ ہستی مین قدم بڑھکر ہٹے پیچھے نہ پھر
ساتھ ہی عمرِ روان غافل اسی تعلیم کو

جادۂ تیغِ قضا پر سر کے بل عاشق چلے
طے کیا کس حوصلے سے منزلِ تسلیم کو

نام کو ہی اک نشان باقی دہن اُسکا کہان
کاتبِ قدرت نے لکھکر چھیل ڈالا میم کو

فتنہ برپا فاتنہ سے مفسد کے ہوتا ہی ضرور
کیا ہوا اُٹھے اگر وہ غیر کی تعظیم کو

حشر کے دن نامۂ اعمال کا کیا اعتبار
سال بھر کے بعد باطل کہتے ہین تقویم کو

یہ غزل رنگین سناؤن مین ظہوری کو اگر
دھوئے آبِ شرم سے گلزار ابراہیم کو

کبرِ دولت کیا جو کرتا ہی زمانہ انقلاب
دم مین کر دیتا ہی کجکولِ گدا دیہیم کو

بھیجتا ہون پہلے مین گوی غریبان کیطرف
گھر مین آتے ہین کبھی مزدور اگر ترمیم کو

آہ کی شمشیر پر تکیہ ہی نامردون کا کام
مرد رکھتے ہین کمر مین خنجرِ تسلیم کو

یہ وظیفہ سب وظیفون سے ہی بہتر ای امیر
یاد احمدؐ کو کرون یا احمدِ بےمیم کو

انسان عزیز خاطرِ اہلِ جہان نہو
وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہو

کلفت کا اپنے نالہ کشی مین نشان نہو
ہم سو برس جو آگ جلائین دھوان نہو

مشاطہ چاہیے رُخ زیبا کے واسطے
کس کام کا وہ باغ جہان باغبان نہو

ممکن نہین کہ زلف سے اُلجھے نہ اُسکی زلف
قرآن کی طرح سے جو وہ رخ درمیان نہو

کیا داغ سینہ زیر گریبان چھپایئے
خورشید زیرِ دامنِ گردون نہان نہو

تارِ نظر سے بڑھ کے ہی لاغر مرا بدن
عشق بیان مین یون بھی کوئی ناتوان نہو

کیونکر ہمارے یوسفِ دل کا پتا ملے
چاہِ ذقن پہ جب گذرِ کاروان نہو

لکھتا ہون وصف عارض و ابروے یار کے
کیون صفحہ آفتاب قلم کہکشان نہو

پیری مین بھی کیا نہ تغافل ہزار حیف
اتنا بھی کوئی مائلِ خوابِ گران نہو

ہی حادثون سے بعد فنا بھی کہان نجات
ممکن نہین کہ زیر زمین آسمان نہو

لازم ہی ضبط نالۂ دل بعد مرگ بھی
ہی لطف جام ٹوٹ چکے مے روان نہو

ٹوٹین نہ رہرؤون کے اگر شیشہ ہاے دل
وحشت جنون مین نام کو ریگِ روان نہو

آنکھون سے فائدہ جو نہ دیدار ہو نصیب
حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہو

جانے اگر کہ چاہِ عدم مین گرائیگا
کوئی سوار توسنِ عمرِ روان نہو

وہ گل جو آئے تو یہ چمن کا ہو رنگ زرد
کچھ بھی امیر غیر گلِ زعفران نہو

عکس سے بچتو نہ آئینے مین اتنا دیکھو
جانے دو اپنی طرف ای گلِ رعنا دیکھو

چشم پوشی کا مین کرتا ہون جو اُسنے شکوہ
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو

نہوا زندہ مین عیسیٰ نے بہت سر مارا
تم بھی اس قالبِ بیروح کو ٹھکرا دیکھو

پھرنے کے لیے دل آئے تھے ہم یان ای جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اُس کوچے کا کہتا ہی یہی ہم سے امیرؔ
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجرِ جلاد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

ہون وہ دیوانہ بُلاتا ہون جو مین فصاد کو
ساتھ لاتا ہی حمایت کے لیے جلاد کو

پر جو کھولے بھی تو کب کھولے خزان جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنیکا مرے اللہ رے اُس ظالم کو شوق
حکم تینون دیدیے یکبارگی جلاد کو

یاد مین اک رشکِ عیسیٰ کے جو مین مرنے لگا
ہچکیان آئین دمِ آخر مبارکباد کو

خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز
کب کوئی دیتا ہی مٹی کشتۂ فولاد کو

زیرِ خنجر او دلِ بسمل تڑپنا اچھا نہین
قہر ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت مین تیرے جا کے بیٹھی ای کریم
کیا ٹھکانا ہاتھ آیا ہی مری فریاد کو

مجھ سا صید خفتہ طالع کون ہوگا عندلیب
نغمہ سنجی سے مری نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اُس فتنۂ عالم نے چلکر ناز سے
خوب لڑوایا چمن مین قمری و شمشاد کو

جرم میرا کیا اگر قدمون پہ سر کٹ کر گرا
خیر جانے دیجیے کیا کیجیے اُفتاد کو

کیون نہین بھاتی عدو کو میری نظمِ طبع زاد
دوست رکھتی ہی عقیمہ غیر کی اولاد کو

ہمسری ہو سکے قدِ موزون سے ہی جرم عظیم
کُندہ دوزخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اُس طفل کو سُنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگ نو اُستاد کو

عیدِ موسیٰ کو ہوئی برقِ تجلی کی مگر
پہلے نظّارے مین غش آیا مبارکباد کو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدرداں مدت کے بعد
داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم
ضعف ایسا ہی کہ رگ ملتی نہین فصّاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سُنکر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلّاد کو

کس طرف سے آگیا جھوکا ہواے مرگ کا
کیا پریشان کردیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہی امیر
روح نکلیگی دعا دیتی ہوئی جلّاد کو

سب سے پہلے تو مجھے کہا نکالو
پھر بولے غریب ہی بلالو

بیدل رکھنے سے فائدہ کیا
تم جان سے مجکو مار ڈالو

اُسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو

آیا ہی وہ مہ بجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبرا کے ہم آئے تھے سوے حشر
یان بیش ہی اور ساجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہی جاگو سونے والو

اورون پہ امیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجکو
بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجکو

کس مُنھ سے کرون قافلہ والونکی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجکو

ساقی کا گلہ کیا ہی جو دیتا نہین بوسہ
منھ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہی بہار آئے کھلاتی نہین مجکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجکو

کیا بیخبری ہی کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہی تو آپ مین پاتی نہین مجکو

کہتا ہی قیامت سے مرا طالع خفتہ
مردون کو جلاتی ہی جگاتی نہین مجکو

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی
لینے کو تو کیا ذکر چُکاتی نہین مجکو

چھاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار
یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجکو

سکتا ہی تجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل
کیون آئینہ شمشیر دکھاتی نہین مجکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پر اے یار
مجبور ہون مین اس سے کہ آتی نہین مجکو

وہ مجرمِ بیقدر ہون مقتل ہین مین تیرے
تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجکو

چھوٹون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر
تصویر کی صورت بھی ہنساتی نہین مجکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن
اسپر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجکو

ہی خواب مین آنیکا امیر اُس سے جو وعدہ
موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجکو

پردے مین بھی مُنھ موت دکھاتی نہین مجکو
کافور سے بوے کفن آتی نہین مجکو

اُفتادہ ہی کیا موت جو آتی نہین مجکو
ہون نازکسی کا کہ اُٹھاتی نہین مجکو

اس تنگ قضا سے مین نکل جاؤن کہین دور
وحشت مری وہ راہ بتاتی نہین مجکو

سر پر سے مرے ہو کے چلی جاتی ہی خلقت
کیا نقش قدم ہون کہ جگاتی نہین مجکو

اس ڈر سے کہ برہم نہو ہنگامۂ محشر
آتی ہی قیامت تو اُٹھاتی نہین مجکو

تھے گور ہی تک سب مرے مُنھ دیکھنے والے
اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجکو

لاغر ہی مین ایسا ہون تمھاری نہین تقصیر
بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجکو

کرتی نہین کب دخترِ رز مجھ سے شرارت
کسدن یہ پری آگ لگاتی نہین مجکو

کوچے سے ترے مین جو نکلتا ہون تو وحشت
ہی کون سا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجکو

اے ہمتِ دل ہاتھ مین قاتل کے ہی تلوار
اِک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجکو

ہو جاؤن مین دو ہاتھ مین اس پار سے اُس پار
تلوار تری گھاٹ دکھاتی نہین مجکو

مین مست بھی ہی دخترِ رز نشہ مین ہون چور
کیون دُرد کے مانند بٹھاتی نہین مجکو

میکش مین بلانوش ہون خم منھ سے لگا دے
ساقی یہ صراحی تو جھکاتی نہین مجکو

گردش مری قسمت کی چھڑاتی ہی وہ کوچہ
ای لغزش پا تو بھی گراتی نہین مجکو

مین گل ہی امیر آپکو اس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی ہنساتی نہین مجکو

ای ضبط دیکھ عشق کی انکو خبر نہو
دل مین ہزار درد اٹھے آنکھ تر نہو

مدت مین شام وصل ہوئی ہی مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اک پھول ہی گلاب کا آج انکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہی کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجکو کہ اسکی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہی مجکو کیا
گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین
مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین ملی ہین اشک بہانے کیواسطے
بیکار ہی صدف جو صدف مین گہر نہو

الفت کی کیا امید وہ ایسا ہی بیوفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو

طول شب وصال ہو مثل شب فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہو

منھ پھیر کر کہا جو کہا مین نے حال دل
چپ بھی رہو امیر مجھے درد سر نہو

ردیف ہاے ہوز

آیا نہ مر کے بھی شجر قد یار ہاتھ
طوبی سے بھی بلند کہون اسکو چار ہاتھ

پیری مین ضعف سے یہ نہین رعشہ وار ہاتھ
ہین دامن قضا کے لیے بیقرار ہاتھ

پہونچے کبھی نہ خواب مین بھی سکے پانون تک
پیدا کیے تھے کیون مرے پروردگار ہاتھ

دل کو مرے پنھاؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی
ہی پانون کا قصور نہ تقصیروار ہاتھ

تکلیف سائلون کی جنون مین نہین پسند
دامن کو پھاڑ دو ان مین بڑھائین جو خار ہاتھ

اے گل یہ رنگ پنجۂ مرجان مین بھی نہین
دکھلا رہے ہین طرفہ حنا سے بہار ہاتھ

ہے مرگ مجکو زیست کہ کوچے مین یار کے
دو گز زمین آ گئی بہرِ مزار ہاتھ

دبنے کی وجہ جنگ مین کیا ہے تمھین کہو
کیا میرے دو ہین اور رقیبون کے چار ہاتھ

بہ ہم نہو پھنسا کے مرے دل کو زلف یار
خوش قسمتون کو آتے ہین ایسے شکار ہاتھ

باغ جہان مین راحتِ بے غم کہان نصیب
پتون سے ملتے ہین شجرِ سایہ دار ہاتھ

جب چاہے دوڑے ساتھ مرے قیس نجد مین
میدان جیت لونگا مین بڑھ کر ہزار ہاتھ

تڑپا مین بحر خون مین تو قاتل نے یہ کہا
بیڑا ہے پار اور لگا تین چار ہاتھ

وہ سخت جان تھا غیر کہ تب سر جُدا ہوا
سفاک نے جو گن کے لگائے ہزار ہاتھ

ایک اُسکی چوٹ مین ہے سو سو پھنکیت کھیت
کتنا منجا ہوا ہے دمِ کارزار ہاتھ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑون منزل گیا امیر
پہونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہاتھ

دل جو سینے مین زار سا ہے کچھ
غم سے بے اختیار سا ہے کچھ

رخت ہستی بدن پہ ٹھیک نہین
جامۂ مُستعار سا ہے کچھ

چشم نرگس کہان وہ چشم کہان
نشہ کیسا خمار سا ہے کچھ

نخل امید مین نہ پھول نہ پھل
شجرِ بے بہار سا ہے کچھ

ساقیا ہجر مین یہ ابر نہین
آسمان پر غبار سا ہے کچھ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی
آج بھی بیقرار سا ہے کچھ

مردہ ہے دل تو گور ہے سینہ
داغ شمع مزار سا ہے کچھ

اسکو دُنیا کی اُسکو خلد کی حرص
رند ہے کچھ نہ پارسا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار امیر
اب تو بے اختیار سا ہے کچھ

داغ غم بھی ہو دلا نالۂ شبگیر کے ساتھ
کہ سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ

تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن
لوٹ جائے نہ قضا بھی کہین نخچیر کے ساتھ

کیا شبیہ رخ گلگون نے دکھایا عالم
کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ

مانگ بالون مین ہی ابرو ہی قریب مژگان
تیغ عریان وہ سپر پر یہ کمان تیر کے ساتھ

حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے
قم دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ

عرصۂ جنگ مین بھی پیجیے مرا او ساقی
کیا مزہ ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ

کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا
تھک گئی ہائے اجل دوڑ کے اس تیر کے ساتھ

تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہوئے سب قاتل
کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کے ساتھ

بحر ہستی مین کہان چشم بقا مثل حباب
اُٹھتی ہی موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ

میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر ای ترک
کاٹ ڈالون گا گلا گردن نخچیر کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ رہا ہو کے بھی زندان مین ہا
کٹ گئے پاؤن بھی شاید مرے زنجیر کے ساتھ

دی سزا اُسنے گناہونکی مجھے ہنس ہنس کر
دُرِ نایاب ملے دُرّۂ تعزیر کے ساتھ

میرے پھنستے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار
کٹ گئے تیر کے پر بازوے نخچیر کے ساتھ

بھر دیا درد یہ رگ رگ مین غم گیسو نے
ہڈی ہڈی مری عمل کرتی ہی زنجیر کے ساتھ

خط رخسار کو اُس مہر کے کیا یاد کیا
شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ

ناتوانی سے یہانتک ہین اسیری مین سبک
پاؤن اُٹھ جاتے ہین اب نالۂ زنجیر کے ساتھ

اسطرح ساتھ ہی گردون کے مرا نالۂ دل
جسطرح راہ مین رہتا ہی عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہی اُلٹی جو امیر
ضد ہی شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

اُنس رکھتا ہی بہت نالۂ شبگیر کے ساتھ
دل نکل جائے نہ یارب کہین اس تیر کے ساتھ

حوصلہ وار لگانے کا عبث ہی او ترک
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ

اور کمان دار یہ چٹکی کی صفائی کا ہی لطف
دل بھی پہلو سے نکل جائے ترے تیر کے ساتھ

خوب دیکھا تو نہین کوئی کسی کا بس مرگ
طفل ہمراہ جوان ہی نہ جوان پیر کے ساتھ

قتل کرتے ہین وہ مین اُنکو دعا دیتا ہون
چلتی ہی میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ

بچرخ گردان ہی وہی رستم و سہراب کہان
تھک گئے کیسے جوان دوڑ کے اس پیر کے ساتھ

صید اُس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے
کوسون آتی ہی قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ

یار کی حُسن جوانی کو مٹاتا ہی فلک
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اِسی تصویر کے ساتھ

حُسن صورت نے مصور کو کیا مستغنی
ہاتھ کھینچا ہی جہان نے تری تصویر کے ساتھ

کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جائے
قطب گردش نہین کرتا فلکِ پیر کے ساتھ

مین صبحون کا ہون بیمار مرے نسخے مین
عرقِ شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ

قابلِ نطق نہین کلک کے مانند زبان
خامشی خلق ہوئی ہی مری تقدیر کے ساتھ

ظلم یاد آتے ہین اُس بت کے جو پڑھتا ہون نماز
مُنھ سے فریاد نکل جاتی ہی تکبیر کے ساتھ

پہلوے مہر مین ذرّہ نظر آئے سب کو
حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ

ہون وہ نخچیر کہ مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا
دست قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کے ساتھ

کیا عجب مین بھی شہیدون مین ہون محسوب امیر
اُنس رکھتا ہون بہت حضرت شبیرؑ کے ساتھ

بڑھ کے تصویر سے لاغر ترا حیران ہی کچھ
ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہی کچھ

وصل کی راتین بڑی ہجر کی چھوٹی ہون اگر
یہ تو کہہ اے فلک اِسمین ترا نقصان ہی کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اُس سے
کیون موا کیا نہ سمجھ جائیگا نادان ہی کچھ

وصل مین بولے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اُس سے یہ انسان ہی کچھ

یا دغیرون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہی کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہی بہت سخت پریشان ہی کچھ

دیکیے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین امیر
سچ بتا دل مین ترے اور بھی ارمان ہو کچھ

رند مشرب ہم ہوئے دست سبو پر ہم کے ہاتھ
دستگیری اب ہو ساقی کوثر کے ہاتھ

عشق بت تبخانے سے جانے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہو کیا کرون زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہو فن مین قدردان ہوتا ہو خوب
بیچیے آئینۂ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اُسی کے کوچہ مین ہو یا خدا
دامن جلاد آیا ہو مجھے مرمر کے ہاتھ

اسلیے تا جاے نامہ کوئی دے جاے فریب
خط مجھے بھیجا تو بھیجا اُسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب ہی گلو ہو تیزی خنجر کے ہاتھ

فصل گل آئی ہوئے سب مست اب کیسا لحاظ
گردن قاضی مین ہین مست مئے احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان دولت ایک بھی رہتا نہین
دونون خالی پاے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ

دست نازک سے اُٹھین گے کب گڑے بھاری امیر
گر سُنے میری تو باندھون سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

زیور سے بڑھ کے تجکو تری چال ہو گئی
موج خرام پانؤن مین خلخال ہو گئی

زلف اُسکی مرغ دل کے لیے جال ہو گئی
جوٹی گندھی تو جان کا جنجال ہو گئی

اللہ ری گریبان ترے وحشی کی اسیری
زنجیر پانؤن مین جو پڑی لال ہو گئی

کیسا سلوک مجھسے کیا اشک شرم نے
زایل سیاہی خط اعمال ہو گئی

خوش خوش سمند ناز کو دوڑا رہے ہین وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی

چھوٹا جو ہجر حسن پڑے ہم عذاب مین
فرقت مین جو گھڑی تھی وہ گھڑیال ہو گئی

دیتا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل
روئی جو چشم تر وہی غسال ہو گئی

یہ وصف ہین کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہان تنگ کمر بال ہوگئی

ملتے نہین جو سکۂ داغ جنون ہمین
ای عشق بند کیا تری ٹکسال ہوگئی

دل مل گئے وصال کے سودا ٹھہر گیا
اُلفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہوگئی

ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقی اقبال ہوگئی

راتون کو چھپ کے آنے لگا ہو وہ مہروش
ہر شام صبح غرۂ شوال ہوگئی

پایا نہ اُس سے تو نے کبوتر جواب خط
آنکھ اس سے روتے روتے تری لال ہوگئی

آیا تھا سو ہے حشر مین تفریح کے لیے
یان تو شروع پرسش اعمال ہوگئی

ساقی ہو دخت رز سا حسین کون خوش مزاج
کئین اور گرمیان جو کہین سال ہوگئی

آرایش اُسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پانون مین خلخال ہوگئی

محفل مین کہہ رہی ہو انا الحق پکار کے
منصور کی زبان تری کھنال ہوگئی

کرتے ہین فاقے فرقت زلف سیاہ مین
یہ کالکا ہمارے لیے کال ہوگئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی تھی جو امیر وہ فی الحال ہوگئی

چاہنا ہمکو تو اُسکا چاہیے
وہ ہمین چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل نے جب پوچھا مجھے کیا چاہیے
درد بول اُٹھا تڑپنا چاہیے

کان جب آواز سُنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہی کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس اور ادعاے سوز عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل مرا کہتا ہی سُنکر سور حشر
یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

وعدہ آنے کا ہی اُنسے خواب مین
خواب کب آتا ہی دیکھا چاہیے

عرض دُنیا کا بہت قصہ ہی طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالب بے پردگی ہی اُنسے حسن
شرم کہتی ہی کہ پردا چاہیے

امتحان ہو دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے
دوست ہیں ہم بس رہا ہی غیر سے
جان کو دشمن کی رویا چاہیے
خشک لب ہیں صورت دریا تو ہون
وسعت دل مثل دریا چاہیے
ترک لذت بھی نہین لذت سے کم
کچھ مزہ اسکا بھی اچھا چاہیے
یون وہ بولے مین نے جب اُنسے کہا ق
چاہنے والون کو چاہا چاہیے
تمنے چاہا مجکو مین نے غیر کو
اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے

ہی مزہ اُسکا بہت نازک امیر
ضبط اظہار تمنا چاہیے

مشکل آسان نہوئی تیرے گنہگارونکی
حیف مُنھ موڑ گئی بارہا بھی تلوارون کی
ہچکیون کی ملک الموت نے بٹھلائی ہی ڈاک
موت کے گھر مین ہی دعوت ترے بیمارونکی
کر نہ انکار مرے خون سے ای تیر فگن
دیکھ کچھ کہتی ہی سرخی ترے بیمارونکی
چار سر پھوڑتے ہین چار کھڑے روتے ہین
مجلس وعظ نہین بزم ہی میخوارون کی
اِک ذرا پانون اُٹھائے ہجو ای توسن عمر
مدتون سے خبر آئی نہین کچھ یارون کی
کھول کر بال جو آتے ہین وہ زندان کیطرف
کچھ بڑھا جاتے ہین میعاد گرفتارون کی
دم نکلنے پہ بھی اُن ابروُونکا دھیان ہی
قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلوارونکی
دل شکستہ ہی جو توبہ تو عجب کیا زاہد
ہی نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخوارونکی
سب کو پاس اپنونکا ہوتا ہی یہ ہی عفو کا حکم
بیگنا ہو ہیچ صف آگے ہو گنہگارون کی
تیچھے پر طائرون کو دیتا ہی صیاد قضا
قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقارونکی
خون گرفتہ ہون مین ایسا مری شُشکر آمد
ڈاک بٹھلائی ہی قاتل نے خبردارونکی
آئے کیسی ہی کڑی اُف نہین کرتے عاشق
قید آواز بھی ہی اُنکی گرفتارون کی
مین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جانان مین گیا
سایہ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارون کی

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اُڑا دیتی ہی
بھینی بھینی مہک ای یار ترے ہارونکی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیر
شعر گوئی نہین خاطر ہی فقط یارون کی

سیر منظور ہی اُس ماہ کو بازارون کی
اب چمک جائیگی تقدیر خریدارون کی

حد نہین کچھ مرے یوسف کے خریدارونکی
پھونک دے شعلۂ گرمی کہین بازارونکی

اُنکی پلکون سے یہ ڈالب کیے تیرون نے تہی
شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارونکی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہی پتا
مینھ وہان تیرون کا بوچھار ہی تلوارونکی

ہون وہ دیوانۂ گیسو کہ گریبان کی عوض
چوٹیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کہسارونکی

گھر سے تو کھینچ کے شمشیر نکل تو قاتل
بھیڑ یہ چھٹ جائیگی دم بھر مین گنہگارونکی

کو کنارونکی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت
ڈولیان ہین یہ ترے خال کے بیمارونکی

دفعۃً پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ
جا رہین آنکھین گڑھے مین ترے بیمارونکی

مر گئے ہم تو بنا آئنہ خانے مین مزار
دل سے اُلفت نہ گئی آئنہ رخسارونکی

آتی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے
ساتھ عیدی کے اُسے فرد گنہگارونکی

بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی سے
تلخ ہو زیست نہ کس طرح غمخوارونکی

داورِ حشر سے محشر مین کہین گے میخوار
یہی ٹکڑی رہی جاتی ہی گنہگارونکی

ایسے زندانِ محبت مین ہین جو کی بہرے
کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارونکی

چٹکیان لین یہ کلیجے مین کہ دل چیخ اُٹھا
دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین وہ یارونکی

گڑ گئی آپ مری لاش تہِ خاک امیر
مر کے تکلیف گوارا نہ ہوئی یارون کی

مین رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی خیر ہو یارب مکان رہے نہ رہے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

پسِ شباب ہی کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب سے سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھو زاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹےگا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو غیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آئی ہی اب آشیان رہے نہ رہے

چلا تو ہون پئے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرو نگام کے بھی میدان عشق مین تگ و تاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کے
زمین گور تہِ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نکر
کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہی تیغ لگا دے مرا بھی بیڑا پار
پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شبِ وصال غنیمت ہی پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچۂ قاتل کو سر کے بل دیکھون
یہ حال دل کا دمِ امتحان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست غنیمت ہی ذکر حق کر لے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

امیر جمع ہین احباب درد دل کہلے
پھر التفات دلِ دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہو گیا مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہی جھلکی محفل کی محفل ایک ساغر سے

پڑا ہی داغ میرے دل مین عشق قد دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہی مجھے بازار محشر سے

گریزان کیون نہون اغیار میری آہ کو سنکر
شیاطین بھاگتے ہین نعرۂ اللہ اکبر سے

چمن مین جا کے یہ گلرو نئی چالین دکھاتے ہین
گلوں سے تن کے چلتے ہین اکڑتے ہین صنوبر سے

یہ روز و شب نہین کٹتے ہین غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہی ہر روز اک دو ورقہ تیرے دفتر سے

بٹھا کر روبرو مجکو جو دیکھا اُسنے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے

جواب خط نہ لائے دونون آخر روز حشر آیا
الٰہی اب لڑون قاصد سے یا جھگڑون کبوتر سے

حسین کہتے ہین میرے دلکو پاکر اپنے مجمع مین
نکلکر اب کہان جاتا ہی یہ نخچیر لشکر سے

نہایت اُلفت چاہِ ذقن مین دل پریشان ہی
کنوئین مین گر پڑا ہی ہو سکے اب کیا شادر سے

تمانے طالبِ دُنیا تو دُنیا رنگ پر آئی
کیے ہین اِس دُلھن نے لال کپڑے خون شوہر سے

نہین حاجت رہ ہمجنس ہمجنسون کے دُنیا مین
یتیمون کی بجھی ہی پیاس کسدن آب گوہر سے

رہا بیتاب حرصِ زر مین یہ سیماب کی صورت
بناؤ تختۂ قبرِ موس مس کی چادر سے

چمن مین آکے زیرِ سایۂ انگور بیٹھا ہون
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتے تھے خم کے خم کبھی حلقے مین مستو نکے
وہی ہم ہین کہ پھر جاتا ہی سر اک دو رساغر سے

غبارِ جہل اُڑا دیتا ہی فیضِ صحبتِ کامل
شعاعِ مہرِ تابان کم نہین سائے کو شہپر سے

جزائے خیر دے اللہ میرا میرے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آبِ خنجر سے

یہ ایما کسکے شہبازِ نظر کا تھا کہ رستے مین
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر بازو کبوتر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گران ہی سوئے مژگان پر
گرہ رشتے کی سوزن کے لیے بڑھکر ہی لنگر سے

ردیف ے

ہوئین پُر نور آنکھین جلوۂ رخسارِ دلبر سے
ہمارا طالعِ خوابیدہ چونکا شورِ محشر سے

چھکا دے بادہ خوارونکو شرابِ روح پرور سے
مٹا دے ساقیا دوران سر کو دورِ ساغر سے

تڑپکر جب نکل چلتا ہون مین کوے ستمگر سے
اشارہ کرتی ہین آپسمین تیغین چشمِ جوہر سے

ندامت سے عبث یہ زاہدانِ خشک روتے ہین
چھپے گی روسیاہی خاک اِس پانی کی چادر سے

جوابِ خط نہین آیا ہی پیغامِ اجل آیا
لکھا تعویذ اُسنے قبر کا خونِ کبوتر سے

پلا دے بادہ ہمکو بخل اِتنا بھی نہین اچھا
کہ خم خالی نہو جائیگا ساقی ایک ساغر سے

مآل کار کی صورت نظر آئی تو رو دیتا
برنگِ اشک گرتا آئنہ چشمِ سکندر سے

درِ گوشِ صنم کے وصف مین لازم طہارت ہی
ہمم کیجیے گر دیتیمی لیکے گوہر سے

پر پرواز کی حاجت ہی کیا رنگ پریدہ کو — شکستِ خاطر اس طائر کے حق مین کم نہین پر سے
وہ منصف ہون جو خال و خط جانان کا ملا بوسہ — مگس کا شہد سے منھ بھر دیا مورون کا شکر سے
کیا قمری کو صیادِ ازل نے سرو کا قیدی — شکار اُڑتے ہوئے طائر کا کھیلا تیر بے پر سے
مین وہ دیوانۂ قامت ہون جاتا ہون گلشن مین — لپٹ جاتا ہی سایہ خوف کے مارے صنوبر سے
تری تیغ نگہ کا جب دمِ ایجاد دھیان آیا — سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جوہر سے
مقدر ہی جو وارث ون ہو تو کام آتی ہی کب دولت — ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیاگر سے

جوابِ نامہ لکھکر طرفہ شوخی کی امیر اُسنے
کہ مقراضِ اُسیہ کی ظالم نے منقارِ کبوتر سے

پھولون مین اگر ہی بو تمھاری — کانٹون مین بھی ہو گی خو تمھاری
اُس دل پہ ہزار جان صدقے — جس دل مین ہی آرزو تمھاری
دو دن مین گلو بہار کیا کی — رنگت وہ رہی نہ بو تمھاری
چٹکا جو چمن مین غنچۂ گل — بُو دے گئی گفتگو تمھاری
مشتاق سے دور بھاگتی ہی — اتنی ہی اجل مین خو تمھاری
گردش سے ہی مہر و مہ کے ثابت — اُنکو بھی ہی جستجو تمھاری
آنکھون سے کبھو کمی نہ کرنا — اشکون سے ہی آبرو تمھاری
لو سرد ہوا مین نیم بسمل — پوری ہوئی آرزو تمھاری
سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر — ہی کاکل مشکبو تمھاری

تنہا نہ پھرو امیرؔ شب کو
ہی گھات مین ہر عدو تمھاری

جو ہی بہار اُسکو خزان کا خطر بھی ہی — ای باغبان بسنت کی تجکو خبر بھی ہی
گاہک ہون خاک جوہریون کو نظر بھی ہی — یہ اشک خون تو لعل بھی ہی اور گہر بھی ہی

سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے
محشر میں ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ ہمراہ زخم دل بھی ہے داغ جگر بھی ہے
کونین میں ہے جلوہ حسن و جمال دوست ہے ایک روشنی کہ ادھر بھی اُدھر بھی ہے
کیا یہ بھی تیری اُلفت عارض میں ہے مریض تب بھی ہے آفتاب کو دوران سر بھی ہے
کیا فائدہ کرین جو رفوگر سے التجا صد چاک مثل جیب ہمارا جگر بھی ہے
فرقت کی شب مین کوئی پھٹکتا نہین ہے پاس اُس مُہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے
صد چاک ہے جو دل تو جگر داغدار ہے دیکھو تو ایکجا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوبؐ حق کا خاص یہ رتبہ ہے اے امیر
داخل ہوا لامکان مین یہ حدِّ بشر بھی ہے

عمرِ روان کو جان کوئی موج آب کی تارِ نفس نگاہ ہے چشم حباب کی
نوبت نہ آئی اپنے حساب و کتاب کی اللہ شام بھی ہوئی روزِ حساب کی
مین وہ سیاہ کار ہون جب سے ہُوا ہون دفن چلاتی ہے زمین مری مٹی خراب کی
امیدوار بارشِ ابرِ کرم ہین ہم بجلی گرائیے نہ نگاہِ عتاب کی
اللہ ری قدر میرے گناہونکی روزِ حشر تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی
سو جانین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی
باندھی ہے سرد مہری گردون نے کیا ہوا مشکل ہے برق اوڑھ کے کملی سحاب کی
مصروفِ یاد دوست ہون اے منکر و نکیر پوچھا کرو یہان نہین فرصت جواب کی
ڈرتے نہین ہو ساقیِ کوثر سے واعظو منبر پہ بیٹھکر یہ مذمت شراب کی
بلبل کے جذبِ عشق سے گل اور اُڑ چلے کھینچے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی
جلتی ہے مثل موج جو وہ تیغ آبدار مٹھی مین جان رہتی ہے ہر دم حباب کی
ایک ایک تل ہے عارضِ جانان کا لاجواب قرآن کو احتیاج نہین انتخاب کی

یہ وجہ ہی جو عارض جانان پہ ہی نقاب
کرتی ہی جلد خوب حفاظت کتاب کی

اِن غافلون سے غفلتِ دل اپنی کیا کہین
یہ درے سکینگے خاک نہ تعبیرِ خواب کی

وہ رشکِ ماہ مُنھ سے لگاتا نہین امیر
مٹی خراب ہی قدحِ آفتاب کی

چمکی یہ روے یار سے قسمت نقاب کی
جالی سے چھن رہی ہی کرن آفتاب کی

دولت لٹا رہے ہین وہ حسنِ شباب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی

کھوئی کدورتون نے ہماری صفائے دل
اس آئنے کی زنگ نے مٹی خراب کی

سجدے کیے یہ مین نے کہ خطِ جبین مٹا
ایسی ہوئی خوشی نہ مجھے خطِ جواب کی

کیفِ ہواے وادیِ وحشت سے مست ہون
آہو کی شاخ مجکو قلم ہی شراب کی

سوتے تھے وہ لپٹ کے کبھی ہمسے رات بھر
اَب کیا کرین وہ ذکر کہ باتین ہین خواب کی

بولے وہ چاندنی مین ہوے جب عرق عرق
گرمی ہی ماہتاب مین بھی آفتاب کی

ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحرِ حُسن
دریا اُچھالنے لگے ٹوپی حباب کی

نقشہ ہی اپنے روے کتابی کا بھیج دو
ہی ہمکو نقل و اصل برابر کتاب کی

دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوجِ اشک
چادر ہلا رہی ہی جو ہر موجِ آب کی

انداز سے جو باتی ہی باہر مرے گناہ
زور اپنا تولتی ہی ترازو حساب کی

کیا قہر ہی کہ روزِ قیامت ہوا تمام
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے
قرآن مین تو طہور صفت ہی شراب کی

گلشن مین بلبلین ہین ہماری طرح سے مست
ساقی گلابیان ہین کہ قلمین گلاب کی

شہرت اگر نہ مہر کی ہو اس نام سے امیر
دنیا مین آبرو نہ رہے آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی
تھا بے دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی

کیا قہر ہو کہ چھوڑ کے بھٹی شراب کی
بھیجا بہشت مین مری مٹی خراب کی

موسیٰ کو یہ چڑھی ہی کہ برقِ جمال تھی
اک تہ اُتر گئی تھی تمھارے نقاب کی

مَے بھیجیے تو طارمِ انگور کے تلے
تا رونکی چھاؤن مین ہو بہار آفتاب کی

انسان کا دل تلاطمِ اُلفت صد آفرین
دیکھو بساط کیا ہی غریب اک حباب کی

کس شہسوارِ حُسن کا ہی اسکو انتظار
ابتک کھُلی ہوئی ہین جو آنکھین رکاب کی

آوازِ صورسُن کے مین کیون اُٹھ کھڑا ہوا
کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی

نقاش کیا تمام مرقع سے رو دیا
تصویر دیکھکر مری چشمِ پُرآب کی

دنیا ہی مین سزا مجھے غفلت کی ہو گئی
تعبیر خواب ہی مین ملی مجھکو خواب کی

اللہ رے جوش شرمِ معاصی کا بعد مرگ
چادر مرے مزار کی چادر ہی آب کی

تا سب پہ شانِ عفو نمایان ہو روزِ حشر
چن لی ہی اُسنے فرد ہمارے حساب کی

ساقی کا دل ضرور مکدر ہی کچھ نہ کچھ
تلچھٹ ہوئی ہی ہمکو عنایت شراب کی

غم مین بشر ہو کیون نہ بشر کا شریکِ حال
تڑپی جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی

احسان سر پہ ناخنِ شمشیرِ یار کا
کیا دل سے کھولدی ہی گرہ پیچ و تاب کی

دیکھو تو اتحاد ذرا حُسن و عشق کا
بُلبُل کے آنسوؤن مین ہی خوشبو گلاب کی

ان غافلون سے غفلتِ دل کیا کہین امیرؔ
مردے نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ چاٹ دون کہ رے نہ مذمت شراب کی
واعظ کے منھ پہ مُہر لگا دون کباب کی

پردہ چمک ہو اُسکے رُخِ بے حجاب کی
حاجت ہی کیا نقاب پہ اُسکو نقاب کی

ساقی مین رند دیکھ کے دوزخ کو روزِ حشر
سمجھا کہ گرم ہی کوئی بھٹی شراب کی

کیا بیحساب حشر مین چھوٹین گناہگار
باری جو پہلے آئے ہمارے حساب کی

گریان وہ ہون کہ جب مری تربت پہ آ گیا
چادر چڑھائی ابر نے نورو کے آب کی

قالب مین روح بند فرشتون نے کی عبث
بیفائدہ غریب کی مٹی خراب کی

محرم عرق مین ڈوب گئے آپ روان بنی
دیوار لہر کی ہی کٹوری حباب کی

خواہش بجاے نشۂ مے سوز دل کی ہی
ساقی شراب دے مجھے اشکِ کباب کی

حیران ہین جا کے اہلِ عدم سے کہینگے کیا
جی بھر کے سیر کی نہ جہانِ خراب کی

مقتل ترا تمام زمانے سے ہی جدا
قاتل ہی ہجر تیغ ہی موج اضطراب کی

کتنا دنی ہی چرخ جو مہمان ہوے مسیح
دی ایک نان خشک اُنھین آفتاب کی

دکھلا رہی ہی دخترِ رز رنگ برق طور
چوٹی ہی طور کی مجھے بوتل شراب کی

دی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہی موج موج چاک گریبان سراب کی

فرقت مین ہی یقین کہ شبِ زندگی ہو صبح
پیدا ہی دردِ دل مین چمک آفتاب کی

اُس بت پہ عاقبت دل ناصح بھی آگیا
اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت مین دل جلاتی ہی بوے کباب امیرؔ
رہ رہ کے موجین آتی ہین مجاد شراب کی

حالت لکھی ہی رو کے اُسے اضطراب کی
سطرین کہ پیچ و تاب مین موجین ہین آب کی

آئے مزار پر ہوئی خفّت عذاب کی
مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی

نیرنگیان ہین طرفہ رُخِ بے نقاب کی
سُرخی شفق کی ہی تو چمک آفتاب کی

تم شہسوارِ حُسن ہو لگ جائیگی نظر
گھوڑے سے اُترو آنکھ بچا کر رکاب کی

برباد جاتے ہین جسے آفتابِ حشر
تصویر ہی وہ دخترِ رز کی رکاب کی

وہ بد نصیب ہون کبھی جاؤن جو مین اُدھر
اُڑ جائے میکدے سے ہر اک بط شراب کی

لختِ دل برشتہ نکلتے ہین چھید کے ساتھ
ہر مدّ آہ سیخ ہی گویا کباب کی

ساقی وہ مجکو موسم گل مین شراب دے
خوشبو ہو جسمین مشک کی رنگِ شہاب کی

وہ بے نشان ہین کہ فرشتون کو روزِ حشر
ڈھونڈے سے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

وقت شناسِ حرکتِ جانان کو دیکھنا / موج آگئی جو لگ گئی ٹھوکر حباب کی
عاشق پسند کیون نہ کرین زہر چشم یار / میکش کو خوشگوار ہی تلخی شراب کی
طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہی ذائقہ / ملتی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی
رکھو کمر پہ دست حنائی نہ رقص مین / اس موکو احتیاج نہین کچھ خضاب کی
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہ شوق مین / میرے غبار نے مری مٹی خراب کی

وہ مست بیخبر ہی نہ سمجھے گا واعظو
کہیے امیر سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش مین اُسکا روزن دیوار بند ہی / کیا آنکھین کھولیے رہِ دیدار بند ہی
خلقت کو ہی یہ اُسکے نظارے کا اشتیاق / کھڑکی ابھی کھلی نہین بازار بند ہی
رُستم کا منھ ہی یہ کہ دمِ جنگ منھ چڑھے / لاکھون پہ بھی نہین تری تلوار بند ہی
توبہ کا در تو وا ہی وہین جارہین گے ہم / کچھ غم نہین اگر درِ خمار بند ہی
خوش چشم جتنے ہین وہ تجھے دیکھکر ہین غش / گلشن مین چشم نرگسِ بیمار بند ہی
یوسف ع کو پوچھتا نہین کوئی ترے حضور / مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہی
بلبل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے / سوتا ہی باغبان درِ گلزار بند ہی
چُپ لگ گئی ہی تیرے لبِ لعل کے حضور / مانند غنچہ لال کی منقار بند ہی
یارب جہان مین عید ہو جاوے مہِ صیام / مدت سے میفروش کا دربار بند ہی
سبحہ لیے تھا ہاتھ مین ای بُت جو کل تلک / وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہی
ارشاد جو ہُوا تھا زبان سے دمِ نخست / بندہ اُسی کا آج تلک کاربند ہی
اورون کا ذکر کیا لبِ جان بخش کے حضور / عیسیٰ ع کا ناطقہ دمِ گفتار بند ہی

اظہار خط ہی اُس رخِ گلرنگ پر امیر
یا گل کے گرد باغ مین یہ خار بند ہی

سب بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی
تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی

سونگھی جو بوے زلف بڑھا اپنا درد دل
طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی

پوچھو خرابی تنِ خاکی کا کچھ نہ حال
تعمیر اُس مکان کی بنا سے بگڑ گئی

جاکر مسیح اور مریضون کو دین شفا
اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی

کیسا فتور چار عناصر مین پڑ گیا
پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی

اپنی طرف سے فکر ہی لازم بناؤ کی
بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی

سامع خدا ہی قصۂ موسیٰ و لیسل ہی
اچھون کی بھی بُرون کی دعا سے بگڑ گئی

کچھ دل کا حال گرد کدورت سے خوب تھا
اس آئینے کی شکل جلا سے بگڑ گئی

ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام ہین
گلچین سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی

حاضر ہی دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر
ہُدہُد سے بنگئی جو ہُما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسۂ لبِ ساقی ہین اے امیر
بگڑی جو دختِ رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب انکے گنہگار لے چکے
وہ پھر قتل میان سے تلوار لے چکے

جس طرح ہوگا ناز بتون کے اُٹھائینگے
ذمے مین اپنے ہم تو یہ بیگار لے چکے

دھمکا رہی ہی گرمی بازار حشر کیا
ایسے حرارے تو ترے بیمار لے چکے

ہم بڑھ چلے جو وصل مین بولے وہ ناز سے
بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لے چکے

طاؤس و کبک خاک اُڑائینگے اُسکی چال
ٹھوکر ہزار جا دم رفتار لے چکے

دیکھین کہ اب تغافل ساقی دکھائے کیا
انگڑائیان خمار مین میخوار لے چکے

ٹھہرے جو کوے یار مین دربان نے یون کہا
آگے بڑھو کہ دم بس دیوار لے چکے

وہ حُسن اب کہان کہ ہوا آشکار خط
رخ کی بلائین گیسوے خمدار لے چکے

بس بس زبان روک لو آتنا نہ بڑھ چلو
ہم چپ ہین آپ دون کی سو بار لے چکے

بلتی نہین ہی نقد دو عالم پہ جنس وصل | قیمت یہ ہی تو مول خریدار لے چلے
پروا ے جسم کیا صدفِ بے گہر ہی آب | جلا و جان سا دُرِ شہسوار لے چلے
اہلِ جہان کو بسترِ آرام ہو نصیب | کروٹ کہین زمانۂ غدار لے چلے
کیا ہاتھ آئے اہلِ ہوس کو وہ مشک زلف | سودا یہ جان دے کے خریدار لے چلے
آے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے | ہم تعزیہ بھی بن کے عزادار لے چلے

کب تک کٹے امیر پریشانیون مین عمر | بل رکی کہین وہ طرۂ طرار لے چلے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہی | آنکھ بھی شکلِ دہن ہم سے چُرا رکھی ہی
کھینچ شمشیر ادا میان مین کیا رکھی ہی | یہ بھی کیا گھات ہی قاتل جو چھپا رکھی ہی
ہجو می بیٹھ کے مسجد مین نہ کر اے واعظ | ایسی شے ہی کہ قیامت پہ اُٹھا رکھی ہی
اِک ذرا وحشتِ دل بڑھ کے خبر تو لینا | خاک کیا نجد مین مجنون نے اُڑا رکھی ہی
بزم مے مین جو گئے ہم تو کہا ساقی نے | اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہی
نگہِ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہی حلال | یہ ادا کس کے لیے تو نے اُٹھا رکھی ہی
سامنے کر کے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا | کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہی
نہ دکھاتے ہین کمر کو نہ دہن کو یہ بت | اچھی جو چیز تھی وہ آپ اُٹھا رکھی ہی
حشر کے دن نہ شکایت مین کمی کر اے دل | اب یہ کس دن کے لیے تو نے اُٹھا رکھی ہی
نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر | مین یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہی
غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے | یہ نئی بات ہی جو تمنے بنا رکھی ہی
جا کے لے آئے اُسے پھر نہ مین جھگڑون نہ لڑون | مختصر بات ہی ناصح نے بڑھا رکھی ہی
نزع مین آؤ تو اُسکو بھی تصدق کر دین | جان اک سدِ رمق ہمنے بچا رکھی ہی

یار مختار ہی جو چاہے کرے ہمنے امیر | گردنِ عجز تہِ تیغ رضا رکھی ہی

کیا دور ہی یہ اُسکے جمال و جلال سے
بچتے سے جبین سے نظر آنکھیں خیال سے

خالی سپہر نجوم سے اُس رخ کی خال سے
ابرو سے بڑھ ہو کے نیچے چھپے ہلال سے

واقف ہون اہل نجم سب جو اپنے آل سے
سرمہ بھی پھر لگائین تو گرد ملال سے

بوسہ نہ کس حسین کا ملا باغ حسن مین
ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہی وہ نگار
آئینہ شہر مین ہی تو ہم مثال سے

یہ کیفیت حسن ہی کہ تصور سے ہوش اڑین
ہوتا ہو مست کب کوئی اُسکے خیال سے

سمجھا ہین جین گوشہ ابرو سے ہم کے صید
مارا فلک نے تیر کمان ہلال سے

بندون کو چشم شوق بتون کو دیا جمال
واقف ہو کون مصلحت ذوالجلال سے

کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہین مہر و ماہ
گل کھلے جن کے چھو گئے یار کے گال سے

صنبل نظر پڑا نہ کوئی گل نظر پڑا
خوشبو مین بڑھ کے زلف سے رنگت مین گال سے

صیاد مین تو طائر رنگت پسند ہون
نکلا مرے قفس کو تو شاخ ہلال سے

انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع
ہاتھ آئے مال وہ جو گرا دین نکال سے

غمگین جو مین ہوا تو ہوا اُسکا صاف دل
چمکا یہ آئینہ مری گرد ملال سے

دکھلا کے آنکھ دل نہین مجھ مست کا لیا
تمنے شکار شیر یہ کھیلا غزال سے

چاہ ذقن مین دل ہی جو غافل ہزار حیف
یعقوب کو خبر نہین یوسف کے حال سے

دونون جہان مین ہی قیامت کا سامنا
اللہ کے جلال بتون کے جمال سے

عروسے پہ میرے آکے نکالا غبار دل
ستی وہ دے گئے مجھے گرد ملال سے

تم جو عدو مین کا چاند ہو تو اچھے واسطے
کیا فائدہ کسی کو کسی کے کمال سے

ہین کیا ہون کٹ رہی ہی قضا ار سے شرم کے
چلتی ہی تیغ یار نئی چال ڈھال سے

عاشق کا جی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے
اپنے عرق عرق وہ ہوئے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگئے اللہ سے اثر
اس در پہ آبرو نہین جاتی سوال سے

وہ تیغ آب گون ہے فسان پر لگی ہوئی
دل کی بجھے گی آج مقرر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہے یقین
فرد حساب ہے سر دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی مجھ سا کہان راہ عشق مین
قدمون سے میرے رہتی ہے ٹھوکر لگی ہوئی

کرتے مین اسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز
چلمن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی

جلتا ہے سینہ بہتے ہین آنکھون سے اپنے اشک
باہر ہے آب آگ ہے اندر لگی ہوئی

جاتا نہین ہے دل سے رخ آتشین کا دھیان
وہ آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ رے دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق
ہے ہمسکو ٹکٹکی تہ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے
آنسو روان ہین خاک ہے منھ پر لگی ہوئی

غم سے بقاے دل ہے تو دل سے بقاے غم
دونون طرف ہے شرط برابر لگی ہوئی

کیونکر ہو حسن چہرۂ صفا دہ آئنہ
ٹٹی ہے مثل سد سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا خم سپہر گرا جام آفتاب
یان ہے امید شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہے راستی مزاج مین کہتا ہے صاف صاف
رکھتا نہین وہ رشک صنوبر لگی ہوئی

آئینے مین جو اسکے رخ چشم کا ہے عکس
نرگس ہے یاسمین کے برابر لگی ہوئی

اک دن تو کیجیے مرے آنسو کو زیب گوش
تو ہے اسے بھی صورت گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ غیر کے
یان آنکھ چھت سے رہتی ہے شب بھر لگی ہوئی

عالم ہے کیا شراب کا شیشے صاف مین
تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے
ہر دم یہ آس ہے تہ خنجر لگی ہوئی

آب خضر ملا نہ سکندر کو اے امیر
ہر سعی مین ہے شرط مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دلکی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھین کب آئے گھر مین ہمارے وہ ماہرو
آنکھین ہین شام سے طرف در لگی ہوئی

تو جسکا نام بھی نہین لیتا کبھی اُسے
رٹ تیری نام کی ہی برابر لگی ہوئی

خط میرا لیکے کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے چلی قضائے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہی صبح کو اُسے منظور قتل عام
اک بھیڑ ہی جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہی خدا جانے ہمکو یاد
ہچکی ہی نزع مین جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو مستون پہ آئنہ
ہی دوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گو کہ یار سے ہین پر جدا ہین ہم
ہی بیچ مین قنات سراسر لگی ہوئی

دورِ فلک سے اُنکو نہین بوریا نصیب
جنکے لیے تھی مسند پر زر لگی ہوئی

دُرِّ سخن سے معنیٔ رنگین کو کیا خطر
ستھری لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کونین مین بچیگا نہ اب کوئی قتل سے
ہی سان پر وہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قدِ یار کے لکھتا ہی یہ بلند
کیا ہی قلم مین شاخ صنوبر لگی ہوئی

بارش مین ساتھ غیر کے پیتے ہین وہ شراب
اشکونکی یان جھڑی ہی برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہین ہین تونکے ہم
اک عمر سے یہ چوٹ ہی دل پر لگی ہوئی

غیرون پر آب خنجر قاتل سبیل ہی
ہی ہمکو پیاس واسطے مقدر لگی ہوئی

اے ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف
دل کی تو بسملون سے کبھی پر لگی ہوئی

ساقی کمال پیاس ہی جلتا ہی یان جگر
لا جلد برف مین سے مٔے احمر لگی ہوئی

جائیگا سوے زلف دل اک دن ضرور امیرؔ
ظلمت کی دھن ہی مثل سکندر لگی ہوئی

خوشخرامی پہ جو اُس بت کی طبیعت آئی
چال اُڑانے کو دبے پاؤن قیامت آئی

اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

اے اجل باندھ کمر وقت ترا آپہونچا
دن ڈھلا دیکھو وہ شامِ شبِ فرقت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار مین کیا ہمکو خبر
کب پھونکا صور کب آئی قیامت آئی

دلِ پُرسوز کا نوحہ جو میں پڑھنے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم میں میت آئی

تیغِ قاتل سے تھی امید بڑی والے نصیب
وہ بھی منھ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

ہاتھ میں نے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے وہ دیکھیے پھر آپ کی شامت آئی

حال بیمارِ محبت کا یہ آخر کو ہوا
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی

تھی تو کچھ دل میں کھٹک درد کی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

الفتِ ساقیِ کوثر کی جو یاد آ گئی موج
سمجھے ہم ہاتھ کلیدِ درِ جنت آئی

میہماں سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حسرت آئی

ذرے سے عکسِ رخِ روشن سے بنا پیرۂ زر
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

ذرہ بھر ہوئے ہم بھی پروانۂ شمع
جس جگہ دیکھ لیا حسن طبیعت آئی

ہوں وہ مایوس کہ دنیا سے جو اٹھا میں امیر
گور تک پیٹتی روتی مجھے حسرت آئی

نگہِ ناز کام کرتی ہے
دم میں خنجر کی تمام کرتی ہے

اسکے محفل میں نغمۂ زن شب بھر
نیند سب کی حرام کرتی ہے

ٹھہرے ہیں دل میں ہیں کیوں غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہے

جانتا ہوں وہ بیدہن ہیں مگر
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے

بڑھتا ہے تری سیاہیِ خط
صبحِ عارض کو شام کرتی ہے

شیخ صاحب اٹھا کے دیکھو آنکھ
دخترِ رز سلام کرتی ہے

کیا وہ آ نکلے میری میت پر
خلق جو ازدحام کرتی ہے

ڈر کے میری شبِ جدائی سے
کالکا نام دام کرتی ہے

اسکے کوچہ میں روح خواب میں روز
سیر دار السلام کرتی ہے

چلتی ہے جس جگہ کہ تیغ اسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہے

شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ
چاندنی سیر بام کرتی ہے

الفت اسکی ستا ستا کے مجھے
اے امیر اپنا نام کرتی ہے

بہار آئی عجب حالت ہوئی ان دنوں مرے دلکی
جگر میں چٹکیاں لیتی ہیں منقاریں عنادل کی

سفر میں مجھسے کہتی ہے کشش ہر دم مرے دلکی
کہ وہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی

جہان سے اٹھ گئے تو اٹھ گئے ہم کچھ نہیں پروا
غضب یہ ہے کہ گردن اٹھ نہیں سکتی ہے قاتل کی

نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے
نگاہ حسرت آلودہ نہیں دیکھی ہے بسمل کی

بھلا دیکھوں تو وہ کیونکر نہیں آتے ہیں گھر میرے
اگر ہے عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دلکی

گریبان پھاڑ کر سیر چمن کو مثل گل چلیے
جنون انگیز پھر آتی ہیں آوازیں عنادل کی

غرور حسن تمکو ہے کمال عشق مجکو ہے
کہو تم میرے دلکی یا میں کہدوں آپکے دل کی

تمھارے حسن سے آیا تھا نادان اہ جا کرنے
سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی

خدا کے واسطے لا کشتی مے جلد اے ساقی
ترشح ہو رہا ہے کچھ ہوا ہے سرد ساحل کی

کسی کو دہر میں پہچانتا ہے کون اے غربت
شناسائی ہے کچھ ان راستے والوں میں منزل کی

چھپایا سب نے منھ ملکر ہمارے خون کی مہندی
عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی

جو شادی وانگان راہ الفت خوب سمجھے ہو
یہاں کیسی مصیبت میں پڑی ہے جان قاتل کی

یہ تیرے زلف کا عقدہ نہیں ہے جو جو شانے سے
ارے ناداں بہت مشکل سے کھلتی ہے گرہ دل کی

تامل سے جو دیکھا برگہا سے غنچہ گل کو
نظر میں پھر گئیں صحبتیں یاران یکدل کی

کلیجا منھ کو آجاتا ہے دل ہجران تڑپتا ہے
[illegible] جگر میں بھی چمک ہے تیغ قاتل کی

یہاں بد مزاج اس ترک کا چڑھنے لگی تیوری
ذرا قاتل کھنچا کھینچے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل امیر الفت کی بازی جان لیتی ہے
کہے دیتے ہیں ہم اچھی نہیں ہے دل لگی دل کی

بہے بحر فنا مین جلد یارب لاش بسمل کی
کہ بھوکی مچھلیان ہین جوہر شمشیر قاتل کی

تصور خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی
نگاہ قیس مین لیلیٰ سے آرایش ہی محفل کی

بسی گور غریبان جس کسی کا گھر ہوا ویران
مسافر پڑ گئے سوئے جاگ اٹھی تقدیر منزل کی

جہان رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہین دیتا
تڑپنے کا مزہ کھوتی ہی جلدی میری قاتل کی

جناب عشق سے فریاد ہی برباد ہوتا ہون
لٹا جاتا ہون مین بیکس دہائی شاہ عادل کی

تری پلکون کی فردین دیکھ کر ٹھہرا دل عاشق
سیاہہ ان صفون کا ہی سیاہی شام منزل کی

دہان یار کے آگے سکوت غنچہ زیبا ہی
خموشی چاہیے نادان کو صحبت مین عاقل کی

نہال عشق کو رو رو کے ہم سرسبز کرتے ہین
نہین آنکھین یہ دو نہرین ہین اپنے گلشن دل کی

فلاطون خم مین بیٹھا ہی شراب مرگ پینے کو
نہین حکمت سے خالی بات کوئی مرد عاقل کی

وہ لاغر ہون جوانی مین نہین کھنچتین ہین گرم آہین
شب تاریک مین ٹھنڈی ہین شمعین خانۂ دل کی

حسینان جہان بستے ہین جہان عکس کی صورت
بنا ہی خشت آئینہ سے شاید خانۂ دل کی

…ہی دو چار دانے حاصل کشت محبت مین
نہین اشک مسلسل بالیان ہین خرمن دل کی

…سی کا ساتھ کب دیتا ہی کوئی بیقراری مین
تڑپتا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی

…جو نظرون مین سمایا ہو گیا عشاق کا مہمان
جنہین کہتے ہین آنکھین کھڑکیان ہین خانۂ دل کی

…ری کشتی برنگ موج اس بحر حوادث مین
کنارے تک اگر پہونچے تو ٹکر کھائے ساحل کی

…ل سے ہی مآل کار بے مغز و نکا ناکامی
کف دریا کی قسمت مین لکھی موج ساحل کی

امیر آئیگا روز عید قربان گاہ مین قاتل
سپیدی چاہیے دیوار و در پر چشم بسمل کی

…و کیسا کہ صورت تک نہین دیکھی ہی بسمل کی
الٰہی خیر ابھی سے فق ہی رنگت میرے قاتل کی

…ا سکتی نہین مژگان تر کلفت مرے دل کی
نہ جھاڑی گرد دست موج نے دامان ساحل کی

…پ جاتا ہی دل اہل کرم کا جوش مین آکر
چمکتی ہی جو بجلی شعلۂ آواز بسمل کی

غبار رہ وہ ہر سے کیا آشنائی بحر عرفان کو
پڑی کب دیدۂ ماہی مین اُڑکر گرد ساحل کی

کنار ساحل نہین ہی کشتی دریاے بے آبی
اُسی دریا کی موجین ہین الگ پرمن دست ساحل کی

خیال نیستی یہ ہر قدم تھا دشت ہستی مین
مٹا جو نقش پا مجکو بتا دی راہ منزل کی

وہ عاشق ہین کیا جب قصد سوئیکا اندھیرے مین
چکورون سے سُنی ہمنے کہانی ماہ کامل کی

سفینے عمر کے کیونکر نہ ڈوبین ایسے طوفان مین
جھڑی ہی رات دن باران ابر تیغ قاتل کی

وہ پیاسا ہون تلاش آب مین جسدن مین جا نکلون
کرے ریگ روان دریا کو اُڑکر گرد ساحل کی

وہ مشتاق شہادت ہون جدا چھے زخم بھی کھاؤن
نہ چھوڑے چاندنی مجکو یہ رخسار قاتل کی

خلایق نے یہ وقت دفن دی ہر رنگ کی مٹی
کہ میری قبر جھولی بنگئی درویش سائل کی

تعجب کیا جو کوسون دشمن روبہ منش بھاگے
کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہی شمشیر قاتل کی

بجا ہی گر تغیر آگیا اعضا مین پیری سے
سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہی محفل کی

جو ہم سار ند ہو جاتا تو کیون پڑ مین یہ تسبیحین
اُٹھائین اپنے ہاتھون شیخ نے کڑیان سلاسل کی

ازل سے ہی جو اُس زہرہ شمائل سے امیر الفت
خمیر دل مین کیا مٹی ملی تھی چاہ بابل کی

شکوہ جو کیا درد کا تلوار نکالی
خوب اُسنے دواے دل بیمار نکالی

جب کچھ نہ رہا مجھ مین تو کھولین مری آنکھین
قاتل نے کہان حسرت دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہی ای ترک ہمین کیا
کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو
غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیاد کا رخ دیکھ لیا چاک قفس سے
یہ ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو پہونچے
ہر بات مین اِک تہ وہم گفتار نکالی

کہتے ہین یہ سے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون
اُف ہمنے نہ منھ سے کبھی زنہار نکالی

بے سونگھی ملک الموت نے بوے گل وحدت
منصور کی جب روح سر دار نکالی

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے
خالی گئی جب بندوق تو تلوار نکالی

مین نزع مین بیٹھی کو مرے شکوۂ تعظیم
کس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہی جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ
ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

بل جو ٹوپی پہ نزاکت سے وہ پُر فن ڈالے
ذبح سے پہلے لہو ہر رگ گردن ڈالے

کیا کرین طالب دیدار حیا کا شکوہ
پردے آنکھون پہ جب اُس کا رخ روشن ڈالے

مارا پردہ ہی دوئی کا جو یہ پردہ اُٹھ جائے
گردن شیخ مین زنار برہمن ڈالے

قابل دید ہی وہ عارض و چشم و مژگان
حورین بیٹھی ہوئی ہین خلد مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے
ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پر بھی نہ لی عاشق کی
چار آنسو بھی نہ تم نے سر مدفن ڈالے

رنگ اُس لعل مئی لب سے ملتا ہی کہان
منھ گریبان مین تو اپنے گل سوسن ڈالے

لوٹتی برق ہی سر طور پھرے چار طرف
تو اگر آنکھ سوئے وادی ایمن ڈالے

اُٹھ چلے رقص مین پروانہ کو پھر پیدا ہو
اپنے کاندھے پہ اُلٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتے انداز کے کس طرح سے پامال نہون
قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہین زخم نگہ ناز رفو ہوتے ہین
کہو ڈورے یہ کسی اور پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہین چھپتا ہی چھپائے سے امیر
کیون عبث لاش پہ وہ بیٹھے ہین دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہی
تجھی پہ آنکھ بصد رشک ماہ پڑتی ہی

وہ چشم پھر سے دیکھے مجھے امید نہین
گدا پہ کب نظر بادشاہ پڑتی ہی

بلائے جان وہ عالم ہی جسکی برق جمال
اب اُسکے چہرے پہ اپنی نگاہ پڑتی ہی

بنائے شانہ مرے دستِ شوق کو کیونکر
کہ کشمکش مین وہ زلفِ سیاہ پڑتی ہی

وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین دفن
بدن پہ اُڑ کے اگر گردِ راہ پڑتی ہی

ستا نہ خاطرِ مظلوم کو ڈرا سے ظالم
پڑے نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہی

عجیب حال ہی کچھ کوچۂ محبت مین
بلا مین جان یہان بیگناہ پڑتی ہی

چمن کی سیر کو جاتی ہی روح ای صیاد
قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہی

جنون مین وحشت سے بھی بھاگتا ہون مین کہ سوان
نظر جو صورتِ مردم گیاہ پڑتی ہی

پڑے ہین کشتے ترے تیغِ آبدار کے گرد
کنارے نہر کے جیسے سیاہ پڑتی ہی

گہن مین خط کے وہ رخ دیکھکر ہون ششدر
کڑی تو تم پہ بھی ای مہر و ماہ پڑتی ہی

وہ چھپ کے گھر سے نکلتے ہین یون کہ دامن پہ
نہ گردِ راہ نہ گردِ نگاہ پڑتی ہی

پنھاتے ہین وہ غریبون کو بیگنہ زنجیر
ہزار پانون پہ زلفِ سیاہ پڑتی ہی

عجب طرح کے بنائے ہین وہ دہان و کمر
کہ عقل شبہے مین بے اشتباہ پڑتی ہی

دیا ہی یار نے فرمانِ قتلِ عام امیر
ہمین بھی اب تو امیدِ رفاہ پڑتی ہی

درد پہلو کی یہ شدت ہی کہ رنگت فق ہی
زخم وہ دل مین ہی کاری کہ کلیجا شق ہی

عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہی
اسکو کیون عشق جفا اُسکا جگر کیون شق ہی

سنگدل تیری جو فریاد کرین دیر مین ہم
بول اُٹھین بُت بھی گواہی مین کہ حق ہی حق ہی

غرقِ عصیان سے بہا اشک کو ہی بیڑا پار
چشمۂ قلزمِ عصیان کے لیے زورق ہی

رشتہ آسادہ ہون لاغرِ عریانی مین
حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہی

ذکرِ گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم
ذوق جب تک نہوا ای شیخ عبث ہو حق ہی

ہون مین دلِ سوختہ دُنیا مین جُدا دنیا سے
شمع سے جامۂ فانوس کہان ملحق ہی

کیون نہ کانپے تری مژگان کی چھری سے دلِ زار
خوف سے جوہرِ شمشیر کا سینہ شق ہی

لبِ جان بخش سے کلی مرے مرقد پہ کرو
حوضِ کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہی

زاہد و ساقیِ کوثر تمھین کیون دینگے شراب
دخترِ رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہی

خوفِ معتوبیِ آدم سے ڈرا ہی ایسا
دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہی

عشق مین پار ہو کس طرح سے بیڑا دیکھین
ہم شناور نہین یہ قلزمِ بے زورق ہی

ڈرِ مضمون دمِ تحریر نکلتے ہین امیر
صدف آسا مرے خامے کا کلیجا شق ہی

یہانتک مجکو ہنگامِ خوشی ہی آرزو غم کی
اُٹھا رکھتا ہون روزِ عید پر مجلس محرم کی

مین وہ غم دوست ہون تجویز کی غم سے دوا غم کی
جو آیا منھ چبالی چھال مین نے نخلِ ماتم کی

مناہی کوچۂ محبوب مین ہی نالۂ غم کی
غضب ہی ابتو وہ جڑ کاٹتے ہین نخلِ ماتم کی

قطارِ مور جس جا دیکھتا ہون یہ سمجھتا ہون
سلیمان اُٹھ گئے شاید یہ صف ہی اُنکے ماتم کی

ترا غمزہ ہی وہ طرار جب گلشن مین آیا ہی
گلونکی جیب کتری ہی گرہ کاٹی ہی شبنم کی

خیالِ دخترِ رز مین آگیا ہی مجھکو غش ساقی
کھُلین آنکھین اگر پاؤن ہوا دامانِ مریم کی

ستایا اسقدر ان مردمِ ابلیس خصلت نے
کہ ڈر کر آدمیت چھپ رہی تربت مین آدم کی

الٰہی ہی یہ لشکر کس سلیمانِ پری وش کا
بلائین لیتی ہین پریان ہوا پر زلفِ پرخم کی

ہمارے نالۂ دل سے ہی گرم نالہ ہر بلبل
نہین کس گلستان مین شاخ اپنے نخلِ ماتم کی

یقین ہی روزِ محشر تک رہے اولاد مین جھگڑا
ہماری غیر کی ہی دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہی اتنا
بہار اسمین ہی جنت کی ہوا اُسمین جہنم کی

نہ لائے کوئی ہم تک وحشیِ گیسو سے بچا ان کو
مچائینگی یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھرے ہین دل نے گوشِ یار کیا کہکر
ہوا مین آگئی ایسی نہین سنتے ہین مرہم کی

ڈری یہ رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعا سے نور پڑھ کر اپنے اوپر شمع نے دم کی

یہ شہرہ وحشتِ مجنون کا مشتِ استخوانِ مجنون کا
مثل سچ ہی کہ رستم سے سوا ہی دھاک رستم کی

نہین ہی شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آؤ
کہ پٹی باندھ لی داغون نے آنکھون پر بھی مرہم کی

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گلِ رعنا مری آنکھون مین نیرنگی ہی عالم کی

ملا غازہ تو پایا آرسی نے رنگ آرایش
چنی افشان تو آئینہ کی قسمت اور بھی چمکی

جلانا مارنا ہی کام ان خورشید رویون کا
کہ جی اُٹھتے ہین ذرے موت آجاتی ہی شبنم کی

فراقِ یار مین ہون اسقدر محزون مین اے قاصد
لکھون جو سطر نامے مین وہ صف بنجائے ماتم کی

امیر اُس سرورِ عالم کی کیا توصیف ہو مجھسے
خدا کی شان ہی سیرت ملک کی شکل آدم کی

نہال اسکو ہمیشہ کرتی ہی بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہی یا کوئی کلی ہی نخل ماتم کی

نہو جسمین تجلی تجھ سے محبوبِ دو عالم کی
وہ جنت جل کے یارب خاک ہوجائے جہنم کی

اُدھر ہون عیش کی باتین کہانی ہو اِدھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوائے عشق سر مین دل مین رنج و یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہی ایک مشتِ خاک آدم کی

چمن کیا جانیے ہی کس شہیدِ ناز کی مجلس
کہ غنچون کے چٹکنے مین صدا ہی نخل ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی جلن ہی عشق مین یارب
پُھکا جاتا ہی تن آنچین نکلتی ہین جہنم کی

جلا اُس حور کا دل کیا ہماری سوزشِ دل سے
گئین جنت کو کچھ چنگاریان اُڑکر جہنم کی

نظارہ دو جہان کا چھوڑ کر دل کا تماشا کر
شبیہین اُس ورق پر کھینچدی ہین دونون عالم کی

اُڑائے رنگ غنچہ سیکھ لے گل کی روش اے دل
کہ مُنھ سے کچھ نہ کہہ کانون سے سنکر سارے عالم کی

ازل مین وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
کہ آنکھین آج تک کھلتی نہین بادام توام کی

زمانے بھر کی ایذاؤن سے چھٹی مرکے ملتی ہی
لحد کہتے ہین جسکو ہی وہ سرحد کشورِ غم کی

پرستش حسن گندم گون کی عین آدمیت ہی
نہین وہ ابن آدم جو نہین ہی جسمین آدم کی

رہے سینہ سپر کیا کیا شعاعِ مہر تابان سے
کھنچین سو برچھیان لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی

یہ پچھے گنگری کے آرہے ہین ہچکیان کیسی
نہین یہ حلق بسمل بانسلی ہی مطرب غم کی

ہوئی کس کس کو خجلت ایک سیر قتل سے تو ہی
پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی

تمھاری چال بھی کیا گردش گردون گردان ہی
کہ چلکر دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی

دکھایا گرم و سرد دہر داغ و اشک نے مجکو
کبھی دن بھر دھوپ کی رہتی ہی ایذا شبکو شبنم کی

یہ شوق میکشی ہی سایۂ انگور کے نیچے
ہوا کھانے کو روح آتی ہی اب تک حضرت جم کی

سوا خورشید رو ہونگے کسی پر مین نہ مائل ہون
الٰہی دل مجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکست شیشۂ دل سے امیر آیا ہی غش مجکو
چھڑک کر کوئی سنگھا دے کوئی مٹی ساغر جم کی

مجھ مست کو مے کی بو بہت ہی
دیوانے کو ایک ہو بہت ہی

موتی کی طرح جو ہو خداداد
تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہی

جاتے ہین جو صبر و ہوش جائین
مجکو اے درد تو بہت ہی

مانند کلیم بڑھ نہ اے دل
یہ دور کی گفتگو بہت ہی

بے کیف ہو مے تو خم کے خم کیا
اچھی ہو تو اک سبو بہت ہی

کیا وصل کی شب مین مشکلین ہین
فرصت کم آرزو بہت ہی

منظور ہی خون دل جو اے یاس
اتنے لیے آرزو بہت ہی

اے نشتر غم ہو لاکھ تن خشک
تیرے دم کو لہو بہت ہی

چھیڑے وہ مژہ تو کیون نہ رو دون
آنکھون مین خلش کو مو بہت ہی

غنچے کی طرح چمن مین ساقی
اپنا ہی مجھے سبو بہت ہی

کیا غم ہی امیر اگر نہین مال
اس وقت مین آبرو بہت ہی

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے
غم کیون نہ جونک بنکے ہمارا لہو پیے

تسکین ہو ایک جام سے کیا اسکو ساقیا
جو خم کے خم چڑھائے سبو کے سبو پیے

دہشت ذرا کسو کی ترے مست کو نہین
قاضی کرے جو منع تو مے روبرو پیے

قاتل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا
اَب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے

آئے جو سیکڑے مین کرے مست کیون کمی
شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے

دیکھے وہ خطِ سبز جو سبزہ تو رشک سے
کیون گھونٹ زہر کے نہ لبِ آبجو پیے

منظور چرخ ہی کہ انیسِ سیاہ مست
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

ابروے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے
خوب مطلع ہی یہ اللہ کرے یاد رہے

زعفران زار مین بھی گر دلِ ناشاد رہے
یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے

ہون جو مقتول ترے قتل کی ایسی ہو خوشی
رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے

پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے
کہدو ہر باغ کے دروازہ پہ فصاد رہے

رشک ہی بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہی
مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے

ہم جو پہونچے تو لبِ گور سے آئی یہ صدا
آئیے آئیے حضرت بہت آزاد رہے

آنکھین مرجانے کو کہتی ہین وہ لب جینے کو
کیسے وہ حکم رہے کیسے یہ ارشاد رہے

اُنکی تصویر مین اس درجہ نزاکت کا ہو صرف
لوح باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے

آشیانے سے نہ مطلب ہی نہ گلشن سے غرض
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بسملون کی نگہِ یاس بُری ہوتی ہی
اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے

یہ کہونگا یہ کہونگا یہ ابھی کہتے ہو
سامنے اُنکے بھی جب حضرتِ دل یاد رہے

ہون وہ غم دوست کہ رو رو کے دعا کرتا ہون
درد کا دل نہ دکھے خاطرِ غم شاد رہے

حشر مین عذرِ گنہ کیا ہی بتا تو رکھو
کہ مبادا تمھین بھولے تو مجھے یاد رہے

بحرِ ہستی مین حبابِ لبِ دریا کی طرح
ہم رہے کب جو کہے کوئی کہ برباد رہے

مین اگر غیر کوئی ہون تو مجھے وہ بھولے
وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

زار ایسا تھا کہ مین دشت جنون مین نہ ملا
ڈھونڈھتے مجکو مرے سایۂ ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل نہو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر مین کس کس کے یہ ناشاد رہے
قیس کا داغ کہ اسمین غم فرہاد رہے

دل اُن آنکھون کے تصور سے مرا شاد رہے
قاف پریون سے جنان حورونسے آباد رہے

قتل بے خنجر و شمشیر جو ہو مد نظر
اک ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلاد رہے

طول فرقت سے مزے وصل کے سب بھول گئے
نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن یاد رہے

جب کیا ہمنے گلا اپنی پریشانی کا
زلف جانان نے کہا ہم بھی تو برباد رہے

کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ ری خوشی
ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے

ہم وہ قیدی ہین جو لکھے وہ خط آزادی
ہی یقین حرفون مین شان خط صاد رہے

لامکان مین نہ ٹھکانا نہ مکان مین وسعت
دل سے نکلے تو کہان جاکے یہ فریاد رہے

کون پروانہ یہان شمع سر طور کا ہی
جلوہ افروز ترا حسن خداداد رہے

ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو
نہ اسے یاد رہے ہم نہ اُسے یاد رہے

واہ رے شوق اسیری کہ دعا کرتا ہون
منھ دم ذبح سوے خانۂ صیاد رہے

شادی و رنج زمانے مین ہین توام ای دل
کچھ تو ہونٹھون پہ ہنسی بھی دم فریاد رہے

گھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب
ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے

کانٹے اُلجھین نہ کہین جامۂ آزادی مین
دامن اس قمری سے سمیٹے ہوئے شمشاد رہے

روز جانباز لڑے شوق شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سر کوچۂ جلاد رہے

دل کو طرز نگہ یار جتاتے آئے
تیر بھی آئے تو بے پر کی اُڑاتے آئے

فاتحہ دینگے نہ پانی پہ بھی دو روز کے بعد
تا در گور ہین جو خاک اُڑاتے آئے

جام کوثر سے ہی کیا کام ہمین ای رضوان
آب خنجر سے وہین پیاس بجھاتے آئے

می کشی کی ہی خوشی ہجر مین کسکو ساقی
لکۂ ابر تو اور آگ لگاتے آئے

سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوے حرم
قدم بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے

دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح
خاک اُڑاتے گئے ہم خاک اُڑاتے آئے

بادشاہون کا ہی دربار درِ پیر مغان
سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے

لن ترانی سے ہوا صاف یہ ہمپر روشن
کہ ہمیبر بھی ترے ناز اُٹھاتے آئے

چھپ کے بھی آئے مرے گھر تو وہ دربانون کو
اپنی پازیب کی جھنکار سُناتے آئے

ہون وہ نالان کہ دم نزع مری بالین پہ
ملک الموت بھی پر اپنے بچاتے آئے

بے سبب در پہ یہ بلوہ نہین غالب ہی کہ آپ
پردہ ڈولی کا سر راہ اُٹھاتے آئے

محو جب مہر سے شبنم ہوئی بولی یہ زمین
یو نہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے

روز محشر جو بلائے گئے دیوانۂ زلف
بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے

ذکر غنچہ جو سُنا مجھ سے تو ہنس کر بولے
خوب آئے کہ مرے مُنھ کو چڑھاتے آئے

مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار
گل کھلاتے گئے گُلچھرے اُڑاتے آئے

کیا کہین گے کوئی محشر مین جو پوچھے گا امیر
کیون نہ بگڑی ہوئی باتون کو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
آپ بدنام نہون دھوئیے شمشیر اپنی

پھر بہار آئی جنون ہوتی ہی تدبیر اپنی
طوق بنتا ہی گڑھی جاتی ہی زنجیر اپنی

بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آتی ہی
کھینچ کر آپ مٹاتا ہون مین تصویر اپنی

قید ہو کر ترے گیسو مین یہ رتبہ پایا
نذر دی قید نے لا کر ہمین زنجیر اپنی

جان نثارون سے وہ کہتے ہین چڑھا کر تیوری
آجکل جھولتی ہی عرش پہ شمشیر اپنی

یاد مژگان مین شب ہجر جو چلاتے ہین ہم
چار سو جاتی ہی آوارہ پر تیر اپنی

مے کشی کون کرے چور ہی یان شیشۂ دل
ساقیا پھوٹ گئی ہجر مین تقدیر اپنی

حاجتِ تیر و کمان کیا ہی تجھے چل تو سہی
گردنین کاٹ کے خود لا ینگے نخچیر اپنی

تکو پھولون کے چھپر کھٹ ہین کانٹے ہین نصیب
خیر قسمت وہ تمھاری ہی یہ تقدیر اپنی

آنکھین چہرے پہ ملینگے تو چپک جائیگا حُسن
شمع چہرہ ہی ترا آنکھ ہی گلگیر اپنی

حضرت قیس جو ملجائین تو اتنا پوچھین
ہی گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی

یوسفِ مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہون
بھیج دیتا ہی وہ یوسف نئے مجھے تصویر اپنی

ای امیر اُٹھ نہ سکے ضعف سے ہم تادم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

اب تو یہ معرکۂ عشق مین مجکو جھجک ہی
پرشِ خنجرِ سفاک مرے دم تک ہی

گھورتی ہی یہ جوانانِ چمن کو ہر دم
نرگسِ باغ سے بلبل کو بجا چشمک ہی

حُسن یکتا کا ہی پر تو بھی جہان مین یکتا
زاہدا کیون تجھے یکتائی بت مین شک ہی

جنگ عاشق کے لیے حُسن نہ رو پوش ہوا
کون کہتا ہی رخِ صاف پہ یہ چیچک ہی

شب بھر آغوشِ گلستان مین ہی شبنم کی جگہ
رتبۂ دیدۂ بیدار قیامت تک ہی

فرش سے عرش تک آئینہ ہی سب فکر کے وقت
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہی

رکھ قدم بڑھ کے درِ دل پہ تو منزل کو پہونچ
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہی

نہین دیوانہ اگر لائق تعزیر امیر
کس لیے سنگ بکف دہر مین ہر کودک ہی

تیرے افشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے
اختر گردون جگہ پاکر جبین پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرایش جو اس گل کو تو ماہ
چاندنی کا پھول بنکر آستین پر گر پڑے

نامہ ہم افتادگون کا جب کبوتر لیچلا
اُڑتے ہی اُڑتے کہین بام برین پر گر پڑے

آشیانہ دور ہی صیاد آپہونچا ہی پاس
کیا کرون پرواز کی طاقت نہین بھر گر پڑے

سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دل صد چاک پر
یا الٰہی یہ سیاہی اس نگین پر گر پڑے

جائے گلشن میں جو وہ گلرو تو گل مہندی کی شاخ
سر جھکا کر اُسکے پائے نازنین پر گر پڑے

قہر نازل ہو جو ہنس پڑنا تمہارا آئے یاد
چھت مکان کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے

وہ شکار افگن چلے لیکر اگر تیر و کمان
نسر طائر جوڑ کر گنبد سے زمین پر گر پڑے

باڑھ پر آجائے تیغ قامت قاتل اگر
شاخ طوبیٰ اکٹ کے دوش حور عین پر گر پڑے

پھنس کے چھوٹے لذت دنیا سے کیونکر بو الہوس
کسطرح اُٹھے مگس جب انگبین پر گر پڑے

آفتاب عارض ساقی اگر چمکے میر
خاک ہو کر برق آب آتشین پر گر پڑے

جب تک وہ پلک بر سر بیداد نہ آئی
تجھ میں چمک اسے جوہر فولاد نہ آئی

کب گور میں خنجر کی رگڑ یاد نہ آئی
کب روح سوے کوچۂ جلاد نہ آئی

شیرین نہ ملی سنگ اگر سیکڑون کاٹے
کچھ کام سبکدستی فرہاد نہ آئی

بالون کی سفیدی کو کفن سمجھے نہ کسدن
کب آئنہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

دعوائے دیت حشر میں کس سے میں کرونگا
حیرت سے نظر صورت جلاد نہ آئی

طائر میں وہ ہون پاؤن نہ گلزار میں رکھا
جب تک خبر آمد صیاد نہ آئی

سچ ہی یہ مثل جان ہے اپنی تو جہان ہی
مُردے کو عزیزون کی کبھی یاد نہ آئی

غش صورت موسیٰ میں ہوا سامنے اسکے
تاب نظر حسن خداداد نہ آئی

کیا آئی نظر مردمک چشم کو وہ خال
انسان کو نظر صورت ہمزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا چلتا ہوا دیکھا
تجکو روش ای خامۂ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گرے اُسکی نظر سے
کچھ ذہن میں اپنے تو یہ افتاد نہ آئی

قید غم محبوب ازل ساتھ میں لایا
روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

کیا اُنسے ملاقات کی اُمید ہو مجکو
عرضی بھی مری ہوکے کبھی صاد نہ آئی

معشوقۂ دُنیا نے بہت مانگ سنواری
پھندے مین مری خاطرِ آزاد نہ آئی

مضمون سے پسِ مرگ مرا نام ہی زندہ
کچھ کام نہین کام جو اولاد نہ آئی

وحشت مین امیرؔ اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد مین کیفیت استاد نہ آئی

ہم اور معرکۂ امتحان سے ٹل جاتے
جواب پاؤن جو دیتے تو سر کے بل جاتے

عدم کو یان سے تو گھبرا کے ای اجل جاتے
وہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے

ہزار تیز نہ تھی تیغ یار اگر چلتی
تو ہم سے کتنے غریبونکے کام چل جاتے

جنون کے جوش مین کھلتی نہ راہ مُلک عدم
بڑے مزے مین پہونچتے جو آجکل جاتے

سیاہ کار وہ ہون حشر مین حساب مرا
جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے

بچائی داغ نے زندانیان زلف کی جان
نہین تو گھٹ کے اندھیرے مین دم نکل جاتے

بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے ای زاہد
خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے

شبِ فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آہ
غریب خانے کے دو جھوپڑے بھی جل جاتے

جھڑی نے آنسوؤن کی اور جی ڈبویا ہی
برس کے جلد یہ بادل کہین نکل جاتے

دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ چلتا
اجل کے پاؤن پہ سر رکھ کے ہم نکل جاتے

پتنگ بنکے لپٹتے تو شمع رویون سے
وہ ہم نہ تھے کہ تپِ ہجر سے نکل جاتے

تلاش رزق مین گردش ہی ای ہوس بیسود
نصیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطرِ روشندلان اگر ہوتے
امیرؔ نور کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہی ای دل کہ بزم یار مین آئے
بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے

خداوندا نہ زنگ اُس ترک کی تلوار مین آئے
کہین دھبّا نہ میرے زخم دامندار مین آئے

مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی مین آنکلے
ترنگ ایسی کبھی یارب مزاجِ یار مین آئے

دلا آنکھون سے چھپکر اُس سے ہو دیدار کا طالب
جو ہو خلوت نشین کیا مجمعِ اغیار مین آئے

خطِ شبگون سے مین اے خالِ رخِ یار ڈرتا ہون
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اِس سرکار مین آئے

بہت مشتاق ہین مست آمدِ ابرِ بہاری کے
الٰہی کوئی ٹکڑا کوہ سے گلزار مین آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہی خاک ہونے مین
زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے

جنون کا رنگ چمکایا یہ تیرے عشقِ عارض نے
گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے

یہ وقتِ قتل ہی ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے
کمر مین بل نہ بال اُس ترک کی تلوار مین آئے

کیا دے دے کے طعنے واعظون نے تنگ یہ آخر
کہ ہم مسجد سے اُٹھکر خانۂ خمار مین آئے

نظر آتا ہی ہر گل زر بکف بہرِ خریداری
یہ چمن مین تم کہ یوسفؑ مصر کی بازار مین آئے

زرِ داغِ جنون تقسیم شاہِ عشق کرتا ہی
تونگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے

خدا ہو دوست جسکا اُسکو کیا اندیشۂ دشمن
براہیمؑ آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے

خلش مین کیا مزہ ہی تیرے دیوانون کو کیا جانے
جب آئے پابرہنہ وادیٔ پُرخار مین آئے

علانیہ دکھاے کب وہ جلوہ روے روشن کا
جو بے پردہ نہ خوابِ طالبِ بیدار مین آئے

یہان شدت سے ہی میرے دلِ صد چاک کا قبضہ
کہو شانہ سمجھکر گیسوے خمدار مین آئے

اُٹھاؤ رخ سے پردہ کور مادر زاد بینا ہو
بلا لُو لب زبانِ گنگ بھی گفتار مین آئے

گرفتارِ قفس تھے جب تلک فصلِ بہاری تھی
خزان بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار مین آئے

کیا ہی وعدہ سر دینے کا قاتل سے سو حاضر ہون
زبان کو کاٹ ڈالون فرق اگر اقرار مین آئے

امیر اب دغدغہ کیسا کہ پہونچے ہم مدینے مین
چھٹے آفت سے ظلِ احمدؐ مختار مین آئے

خیالِ زلف و عارض ہین قضا کی
نمازِ صبح و شام اک جا ادا کی

ادا پر مرنے والون سے بھی غمزے
کہو کیون موت آئی ہی قضا کی

نہ آتا تھا اجل منھ پر نہ آئی
تری تلوار آدا ارزے کسا کی

شب غم مین جو ہمکو ہاتھ آتا ‏ درازی ناپتے روز جزا کی
وہ بیکس تھے کہ تربت پر ہماری ‏ چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی
عدم مین کیا تماشا ہی کہ دن رات ‏ چلی جاتی ہی سب خلقت خدا کی
مرے منھ کا ہی لقمہ حصۂ غیر ‏ مجھے قسمت ملی ہی آسیا کی
دُکھے کیونکر نہ دل آوازے سے ‏ صدا ہی یہ کسی درد آشنا کی
نہ کھا ای دل فریب نیت دہر ‏ ڈلی اس پان مین ہی سنکھیا کی
بہار بیخزان ہی جامۂ یار ‏ نہ مرجھائین کبھی کلیان حنا کی
کیے ہمنے یہ بتخانون مین سجدے ‏ کہ بُت کہنے لگے رحمت خدا کی
دلا ہم سے گلا اُس دلربا کا ‏ شکایت آشنا سے آشنا کی
نہ مجنون ہی نہ وامق ہی نہ فرہاد ‏ مرے سب آشناؤن نے قضا کی
وہ دانہ ہون جو پسنے سے بچون مین ‏ جلا دے آگ سنگ آسیا کی
وہ غافل تھے کہ تب لی ہمنے کروٹ ‏ ڈھلی جب دوپہر روز جزا کی
الٰہی مرچکون جھگڑا ابھی چھوٹے ‏ کہین آسان ہو مشکل قضا کی
کہان تک وا نہ ہوگا عقدۂ کار ‏ گرہ ہی کیا ترے بند قبا کی
پسین کیونکر نہ تیری راہ مین دل ‏ غضب شوخی ہی چشم نقش پا کی
اگر میرے سیہ خانے مین آجائے ‏ سعادت ساری اُڑ جائے ہما کی
ترے کشتے نے خنجر ہی کے نیچے ‏ مصیبت جھیل لی روز جزا کی

امیر سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو منت ہوئی پوری قضا کی

تراکیا کام اب دل مین غم جانا نہ آتا ہی ‏ نکل ای صبر اس گھر سے کہ صاحبخانہ آتا ہی
نظر مین تیری آنکھین سر مین سودا تیری زلفون کا ‏ گئی پریون کے سایے مین ترا دیوانہ آتا ہی

وفورِ رحمتِ باری ہی میخوارون پہ اِن روز دن
جدھر سے ابر اُٹھتا ہی سوئے میخانہ آتا ہی

لگی دل کی بجھائے بیکسی مین کون ہی ایسا
مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہی

اُنھین سے غمزے کرتی ہی جو تجھپر جان دیتے ہین
اجل تجکو بھی کتنا نازِ معشوقانہ آتا ہی

پریشانی مین یہ عالم تری زلفون کا دیکھا ہی
کہ اک اک بال پر قربان ہونے شانہ آتا ہی

چھلک جاتا ہی جامِ عمر اپنا وائے ناکامی
ہمارے مُنھ تلک ساقی اگر پیمانہ آتا ہی

وہ بت ہی مہربان سب اپنا اپنا حال کہتے ہین
لبِ خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہی

طلسمِ تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہی
بدلتا ہی پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہی

یہ عظمت رہکے زاہد ان تو نہین ہونے پائی ہی
کہ کعبہ ہمکو لینے تا درِ میخانہ آتا ہی

دورنگی سے نہین خالی عدم بھی صورتِ ہستی
کوئی ہشیار آتا ہی کوئی دیوانہ آتا ہی

ہما یون استخوانِ سوختہ پر میرے گرتا ہی
تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہی

اُدھر ہین حُسن کی گھاتین اِدھر ہین عشق کی باتین
تجھے فسون، تو مجکو اے پری افسانہ آتا ہی

کلیجا ہاتھ سے اہلِ طمع کے چاک ہوتا ہی
صدف آسا اگر مجکو میسر دانہ آتا ہی

نمک جلاد چھڑکا چاہتا ہی میرے زخمون پر
مرنے کا وقت اب ای ہمتِ مردانہ آتا ہی

زبردستی کا دھڑکا وصل مین ہمکو سمایا ہی
کدھر ہو ہوش مین آؤ کوئی آیا نہ آتا ہی

الٰہی کسکی شمعِ حُسن سے روشن ہی گھر میرا
کہ بنجاتا ہی جگنو آج جو پروانہ آتا ہی

وہ عاشق خال و خط کا ہون کہ نذر مور کرتا ہون
میسر تیسرے دن بھی جو مجکو دانہ آتا ہی

امیر اور آنے والا کون ہی گورِ غریبان پر
جو روشن شمع ہوتی ہی تو ہان پروانہ آتا ہی

چلنے کہ تیر ترکشِ دلبر مین رہ گئے
اُٹھتے ہی جوش دلِ مضطر مین رہ گئے

دھویا ہزار اُس بتِ سفاک نے مگر
دھبے ہمارے خون کے خنجر مین رہ گئے

صحرائے عشق میری طرح طے نہ ہوسکا
تو آسمان ایک ہی چکر مین رہ گئے

چھوڑے کہین نہ گیسوے پُرخم نے اسکے پیچ
کچھ رہ گئے تو میرے مقدر مین رہ گئے

مجلس تمام ہوگئی ہنگامہ ہوچکا
ہم راہ دیکھتے تری محشر مین رہ گئے

اے چشم اشکبار ڈبو دے اُنھین بھی تو
ٹاپو مین جابجا جو سمندر مین رہ گئے

یارب شتاب آئے سگِ یار اسطرف
کچھ کچھ ہین استخوان تن لاغر مین رہ گئے

ساقی چمن مین آتے ہی رخصت ہوئی بہار
میخوار فکر شیشہ و ساغر مین رہ گئے

نامے تو نارسائی قسمت سے گر پڑے
ڈرسے ہی ڈورے بال کبوتر مین رہ گئے

اشکون سے میرے بجھ گئی سارے جہانکی آگ
پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر مین رہ گئے

واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک
کھانی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے

اُنکے مکان مین دیدہ و دل اختیار ہی
اس گھر مین رہ گئے کبھی اُس گھر مین رہ گئے

اُنکے نشان امیر نہین ہین اگر نہون
نام آورون کے نام تو دفتر مین رہ گئے

داغ اقربا کے سینۂ سوزان مین رہ گئے
محفل کہان چراغ شبستان مین رہ گئے

رخنے تمام بند کیے صبر نے مگر
سوراخ دل مین چاک گریبان مین رہ گئے

لطمے نہ گرد بھی مری کشتی کے پا ئینگے
کیا سر پٹک کے شورش طوفان مین رہ گئے

کانٹے کہین پڑے ہین کہین گردباد ہین
یہ یادگار ہین جو بیابان مین رہ گئے

میری طرح ضعیف ہوے میرے اشک غم
نکلے جو دل سے دامن مژگان مین رہ گئے

وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئین زلف و رُخ
باقی فساد گبر و مسلمان مین رہ گئے

یوسفؑ تو مصر مین ہوئے رونق فروز حُسن
یعقوبؑ راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے

مقتل مین اُسکے دوڑ کے پہونچے جو تھے قوی
قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے

وحشت مین دے سکے نہ مرا ساتھ گردباد
نقش قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے

دوڑے تلاش دولت دُنیا مین جو حریص
آخر کو تھک کے گور غریبان مین رہ گئے

ای کاروان گل نے خزان مین عدم کی راہ
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے

آئے بھی حرف شکوہ جو دل سے زبان تلک
بن بن کے ورد وہ مرے دندان مین رہ گئے

رزق سگ و ہما کیے دورِ سپہر نے
جو استخوان کہ گنج شہیدان مین رہ گئے

آزارگان عشق کا کوسون پتا نہین
کچھ ڈھیر ہڈیون کے بیابان مین رہ گئے

لوٹا ستمگرون نے مگر پھر بھی ای امیر
مضمون ہزار ہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نرد وہ جا کر مکان پر کھیلے
کہ ہار دے دل و دین اپنی جان پر کھیلے

کمان مین تیر وہ جوڑے تو صید ہون نسرین
زمین کیسی شکار آسمان پر کھیلے

زبان تیشہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا
جو سر فروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے

یہ اُسکے پڑھنے سے ہو چار بیت کو شادی
کہ بیت بیت سے چوتھی زبان پر کھیلے

مین رند تنگ مین ڈوبون وہ طفل بادہ فروش
خدا کرے کہین ہولی دُکان پر کھیلے

جمائے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا
جو پارسا ہو تو ہر ایک تان پر کھیلے

نہ جیتنے مین گذارہ نہ ہارنے مین رفاہ
پھر اُس سے کھیل کوئی کس گمان پر کھیلے

کہون تو درد دل اُس سے مگر ہی قتل کا خوف
قضا نہ سر پہ کہین اس بیان پر کھیلے

لگائے کیون نہ وہ واعظ نماز مین شرطین
جو آج روز و شب اپنے مکان پر کھیلے

ہمارا دل ہی کہ اُس ترک شوخ سے شطرنج
ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اُس سے کسطرح چلجائے
تمام روز جو چوپڑ مکان پر کھیلے

نمود خط ابھی ای حسن یار باقی ہی
اس آئنے کے جگر مین غبار باقی ہی

نہ مست ہی نہ کوئی ہوشیار باقی ہی
حجاب کس سے اب ای چشم یار باقی ہی

وہ صید گاہ سے جاتے ہین ای اجل کہدے
ادھر بھی بے پر و بال اک شکار باقی ہی

یہ میکدے مین ہی شیشون کا قحط ای ساقی
ابھی تو شیخ کا سنگِ مزار باقی ہی

زمین گور کو سیرِ فلک مبارک ہو
کہ میرے پاس دلِ بیقرار باقی ہی

وہ منتظر ہین کہ مرلون تو لاش پر آئین
اجل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہی

پھر اُسکے دانتون کا تجکو ہی قصد نظارہ
گرہ مین کچھ گہرِ آبدار باقی ہی

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزشِ دل
کہ شیر زندہ ہی جب تک بخار باقی ہی

چلے بہ رنگِ نفس عمر بھر تو کیا حاصل
کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہی

وہ ذبح کرکے لہو پر چھڑکتے ہین جو خاک
اشارہ ہی کہ ابھی تک غبار باقی ہی

موئے تو خاک ہوئے ہم مٹے تو خاک مٹے
ابھی تلک تو نشانِ مزار باقی ہی

نہ توڑو آئنہ جانے بھی دو کہ ایک یہی
تمھارے دیکھنے والون مین یار باقی ہی

نہ دل مین تاب نہ آنکھون مین نور ہی لیکن
وہی تڑپ ہی وہی انتظار باقی ہی

سوال کرتے ہین کیا دیکھکر ملک ہم سے
کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہی

قضا پکارتی پھرتی ہی اُنکے مقتل مین
چلے اگر کوئی امیدوار باقی ہی

بہار مین ہو نہ کیون ارے یار یہ جوبن
چمن عروس ہی جب تک بہار باقی ہی

امیر فاتحہ پڑھنے کوئی کہان آئے
مزار ہی نہ نشانِ مزار باقی ہی

بہارِ عمر سے دل یادگار باقی ہی
بس ایک یہی ثمرِ داغدار باقی ہی

نگہ کہان مری آنکھون مین یار باقی ہی
یہ کچھ غبارِ رہِ انتظار باقی ہی

رہا قفس سے کرے بلبلون کو کیا صیاد
ابھی تو باغ مین کچھ کچھ بہار باقی ہی

کلیم بیٹھ رہے طور پر خیال نہین
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہی

کہان کہان نہین یارانِ رفتہ کو ڈھونڈھا
اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہی

مثالِ آئنہ وا ہین مزار مین آنکھین
ہنوز حسرتِ دیدارِ یار باقی ہی

شریک سیکڑون گلرو ہین اپنے پھولون مین
خزان کے بعد بھی جوش بہار باقی ہی

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہی
کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہی

کفن کے واسطے کافی ہی ہون وہ وحشی زار
کوئی کوئی جو گریبان مین تار باقی ہی

نہ تخت خسرو چین ہی نہ چتر قیصر روم
مزار و سایۂ نخل مزار باقی ہی

ہجوم داغ سے ہر عضو ہی پر طاؤس
موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہی

اُٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہی ابھی شب وصل
بڑی نقاب تو یہ ای نگار باقی ہی

برنگ شمع اُترتی نہین کبھی تپ غم
ہزار آئے پسینا بخار باقی ہی

ہوا ے کوچۂ گیسو مین یہ لٹا سنبل
کہ ایک پیرہن تار تار باقی ہی

نکل چلے ہین بہت طفل اشک روکا ہی دل
ابھی تو جبر پہ کچھ اختیار باقی ہی

صبا چلی نہین غنچے مین منھ چھپائے ہوئے
وہی حجاب عروس بہار باقی ہی

کہینگے اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی
رقص بسمل پہ قضا لوٹ گئی

ہنس پڑے آپ تو بجلی تڑپی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

بس گیا چشم سیہ پر سرمہ
پا سے رنگین پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گرد پھری
نیچی نظرون سے حیا لوٹ گئی

اس روش سے وہ چلے گلشن مین
بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی

تیرے بسمل سے ترے خنجر نے
وہ ادا کی کہ قضا لوٹ گئی

جان محزون کی حقیقت کیا تھی
درد پہلو مین اُٹھا لوٹ گئی

سانپ کی طرح مری چھاتی پر
رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی

یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی
برق بنکر یہ بلا لوٹ گئی

وار خالی نہ گیا قاتل کا
بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی

کیا مزے کی ہی طبیعت لے بنی
ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجر ناز نے کشتون سے امیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشقِ بتان سے ہاتھ نہ مرکر اُٹھائیے
جبتک اُٹھے یہ داغ جگر پر اُٹھائیے

جورِ فلک کے ناز ستمگر اُٹھائیے
اک دل ہزار داغ ہین کیونکر اُٹھائیے

کہتے ہین مجھ گدا کو وہ کوچے مین دیکھکر
اللہ جان چھوڑیئے بستر اُٹھائیے

مُردے پہ میرے آئے تو بولا یہ اُسنے ناز
کسکا جنازہ ہی یہ سمجھکر اُٹھائیے

غیرت کا حکم ہی کہ گلا گھونٹ گھونٹ کر
مرجائیے نہ منّت خنجر اُٹھائیے

مشتاقِ دیدِ صورتِ موسیٰؑ پڑے ہین غش
کس سے حجاب گوشۂ چادر اُٹھائیے

مرقد مین آکے مجھ سے کہا شورِ حشر نے
تکیے سے اب تو بہر خدا سر اُٹھائیے

رہیے خموش قاصدِ جانان جو کچھ کہے
حکمِ خدا سے ناز پیمبر اُٹھائیے

میرا سلام آپ کا وار ایک وقت ہو
اُٹھے مزہ جو ہاتھ برابر اُٹھائیے

آؤن مین پاس آپ کے گھر پھاند کر ضرور
دیوار کیا جو سدِّ سکندر اُٹھائیے

منظور ہو جو عشق تو اضع ضرور ہی
سر پر جو بوجھ اُٹھائیے جھک کر اُٹھائیے

یکتائیٔ صنم پہ قسم رُخ کی کھائیے
قرآن اُٹھائیے بھی تو حق پر اُٹھائیے

بے چشمِ مستِ یار نہین لطف میکشی
اب انجمن سے شیشہ و ساغر اُٹھائیے

قاصد سفر سے نامہ بری کو پہونچ گیا
اب اُسکی لاش بہر پیمبر اُٹھائیے

ہی عشق کی نماز مین تکبیر کا یہ لطف
دونون جہان سے ہاتھ برابر اُٹھائیے

دل کی جلن کا ہاتھ مین اپنے ہی یہ اثر
بجلی بنین شرار جو پتھر اُٹھائیے

آسان نہین ہی عشقِ بتِ سنگدل امیر
یہ بوجھ اُٹھائیے تو سمجھکر اُٹھائیے

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے
مظلوم داد خواہ ہین خونِ بہار کے

رکھنا نہ مجکو ساتھ دلِ بیقرار کے
ہو اور اک مزار برابر مزار کے

گستاخ صاف دل مین صفائی کی کب ہی بات
چڑھتا ہی ایک آئنہ مُنھ پر ہزار کے

برباد ہو کے اُسکی گلی مین ملا یہ اوج
ذرّے ہین آفتاب ہمارے غبار کے

گلشن سے بُلبلون کو اُڑاتا ہی باغبان
صدقے اُتر رہے ہین عروس بہار کے

پھولیگا اور کب جو نہ پھولے گا آجکل
ای نخلِ عمر دن تو یہی ہین بہار کے

صوفی خدا کے گھر مین یہ ہو حق ہی کیا ضرور
سامع اگر ہو دور تو کہیے پُکار کے

یوسفؑ کی اصل پوچھیے نقاشِ دہر سے
بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ اُتار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے بھی
پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

یہ عشق خط یار مین ہی حال جسم زار
مفصل تمام جوڑ ہین خط غبار کے

آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ
ٹھہرے رہے ادب سے کنارے مزار کے

شرمندہ میرے بعد ہوئے ہین یہ خانہ جنگ
پایون سے رکھدیے ہین پنکھے اُتار کے

شکوہ مین ابر کا کہ ہوا کا گلہ کرون
دشمن ہین سیکڑون مرے مشتِ غبار کے

لاتی شمیم گل جو کسی دن قفس تلک
کیا ٹوٹ جاتے پانون نسیمِ بہار کے

روشن تھے جنکے قصر مین موتیون کے جھاڑ
محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے

پیری مین کس مزے کو جوانی کے روئیے
سو داغ دیگئے ہمین یہ دو دن بہار کے

یکرنگ تھے وہ ہم کہ دورنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامۂ ہستی اُتار کے

بنکر بگڑتے ہین جو گھروندے ہزار ہا
ہین کھیل اے امیر صنعت پروردگار کے

جنت مین روح جسم ہی نیچے مزار کے
کشتی ہماری ڈوب گئی پار اُتار کے

اب خاک کام آئین گے آنسو ہزار کے
شبنم نے دھوئے پانون عروسِ بہار کے

بیغم ہین عیش کب چمن روزگار کے
کھٹکے ہین کوچۂ رگِ گل ہین بھی خار کے

مُردون سے کررہے ہین نکیرین کیا سوال
جھگڑے ہین مجاورون سے یہ باہر مزار کے

دوزخ مین مجکو جھونک چکے تھے مرے عمل
قربان شان رحمتِ پروردگار کے

کیا چشم سرمگین کے اشارون سے دل بچے
آتے ہین تیر زنگیِ ابلق سوار کے

اِس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ
یاد آگئے مزے مجھے آغوشِ یار کے

پہنائے بیڑیون کے عوض مجکو بدھیان
کچھ اب کی سال رنگ نئے ہین بہار کے

کلیان جنھین گلون کی سمجھتی ہی عندلیب
وہ بند ہین نقابِ عروسِ بہار کے

پانی تری چھری کا ہی یون ہی جو باڑھ پر
دریا بہین گے دشت مین خونِ شکار کے

کہتے ہین گل یہ سبحۂ شبنم سنبھال کر
گنتی کے رہگئے ہین دن اپنی بہار کے

کیون عاشقی کے نامۂ عصیان نہون سیاہ
پروانہ ہین مسودۂ زلفِ یار کے

کیونکر ملے سُراغ مرے جسم زار کا
پروسے ہین تار پیرہنِ تار تار کے

غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی رہے
سوئے جو ہم تو سائے مین نخل چنار کے

صالحؑ کا ناقہ ہو کہ ولا گاوِ سامری
پالے ہوئے ہین سب مرے پروردگار کے

جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا
آتے ہی اُلٹے پانؤن پھرے دن بہار کے

دامن کشان وہ آئے سرِ قبر شکر ہی
آنسو تو پونچھے مری شمعِ مزار کے

گلشن مین کی جو آہ شرربار امیر نے
چھوٹین گے پھلجھڑی کی طرح پھول نار کے

سب جلوہ مین آپ کے آتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو ٹھوکرین کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
پر ترے در تک پہونچ جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

ہی ناز ان زاہدون کی ضعف ایمان پر دلیل
سلامتے اللہ کے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

نوجوانی مین بھی باقی ہی انھین اتنا حجاب
کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

جن جوانون کے سر افلاک پڑتے تھے قدم
اب زمین پر ٹھوکرین کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

زاہدون کو کیا حرم کی راہ مین سرنج سجود
منزلِ آسان ہے چلے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

خود نمائی کی بدولت کیسے اوچھے ہین حسین
مہندی ملتے ہین تو اتراتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

بوجھ ہے موباف کا اُنکو نزاکت سے وبال
گیسوؤنکی طرح بل کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام
ضعف سے اب پانون تھرّاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

کیا ہوا مین ناتوان ہون گور کی منزل کڑی
آگے پیچھے سب چلے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

رسم نے ملنے کی کھوئی عید کی ساری خوشی
تین دن تک پانون ہجاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے مین کہتے تھے امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

تیغ قاتل کی چمک آنکھونمین پھر جاتی ہے
اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہے

دردِ الفت مجھے معشوق سے بڑھکر ہے عزیز
جب یہ اُٹھتا ہے مری روح نکلجاتی ہے

صورتِ نقشِ قدم اُٹھ نہین سکتے ہین قدم
ناتوانی سے مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے

طرزِ رفتار سے مارا ہے تو پامال بھی کر
دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے

سرنگون بحرِ حوادث مین ہون مانند حباب
آنکھ کھُل جاتی ہے جبدم کوئی لہر آتی ہے

شوخیِ حسن نے لاکھ اُنکو کیا طاق مگر
پھر لڑ گئین ہے ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے

کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ تمہیر الزام
ہیز بانی مری باتین مجھے سُنواتی ہے

لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہے نمک ہنس ہنس کر
چھیڑ ابتک مرے زخمون سے چلی جاتی ہے

پھنک چکے صور کہین جلد لحد سے نکلون
اب طبیعت بہت اس قید مین گھبراتی ہے

گُل نسیمِ سحری شمع سحر کو نہ کرے
کوئی دم مین یہ غریب آپ بُجھی جاتی ہے

دلکو تسکین نہین اے قافلے والو کیا ذون
آہ تو آوازِ جرس کی بھی نہین آتی ہے

جب کہا مین نے کہ اب قتل مین تاخیر ہے کیون
بولے ہر بات مین جلدی تمھین پڑ جاتی ہے

آخری وقت تو آواز سُنا جاؤ مجھے
خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہی

آرسی ہی تری قسمت کی زبر بست ای تُرک
سامنا تجھ سے ہی پر چوٹ نہین کھاتی ہی

دوسرا نوک کا مجھسا ہی جوان کون امیر
سیکڑون نیزے ہین اور ایک مری چھاتی ہی

توڑکر پہلو جو چل نکلا دلِ نخچیر سے
خوب روئین حسرتین دلکی لپٹ کر تیر سے

بیخود ایسا ہون کسی کی لذتِ تقریر سے
پہرون کرتا ہون خموشی کا گلہ تصویر سے

قید گیسو سے چھڑایا مجکو آنکھون نے تری
لیگئین پریان اُڑا کر خانۂ زنجیر سے

تیر نکلا بھی نہین قاتل کے ترکش سے ابھی
روح خوش ہوکر نکل آئی تنِ نخچیر سے

ہون وہ تر دامن جلا سکتا نہین دوزخ مجھے
کثرتِ عصیان نے ایمن کردیا تعزیر سے

مصحفِ ناطق کہین کیونکر نہ تیرے خط کو ہم
لذتِ تقریر ملتی ہی تری تحریر سے

پاس بٹھلا کر مجھے اُسنے اُٹھایا غیر کو
لڑگئی تقدیر میری غیر کی تقدیر سے

دھوم ہی قاتل تری آتی ہین پریان سیکھنے
چال تیری تیغ سے پرواز تیرے تیر سے

دم اگر نکلے تو نکلے گھٹ کے عشقِ زلف مین
پر قدم باہر نہ نکلے خانۂ زنجیر سے

ذبح ہونے کا نہ اُٹھا خاک بھی ہمکو مزہ
عمر بھر رگڑا تو کیا رگڑا گلا شمشیر سے

ای صبا سنبل نے کیون گلشن مین پھیلایا ہی جال
موجِ بوے گُل بھی مجکو بڑھ کے ہی زنجیر سے

بے سبب غلطان نہین ای ناوک افگن خاک پر
چھینے لیتی ہی قضا ناوک ترا نخچیر سے

یون نہین آنے کا قابو مین خطِ رخسار یار
توڑ جوڑ اِس خط کے سیکھون کاتبِ تقدیر سے

اس مرقع مین عجب نیرنگیان ہین حسن کی
جب نظر اُٹھی لڑین آنکھین نئی تصویر سے

قید ہستی سے جو چھوٹے آئے جنت مین امیر
حور بنکر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

ای گلِ تر تیرے جذبِ حسن کی تاثیر سے
رنگ خون ہوکر ٹپکتا ہی مری تصویر سے

لکھدیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے پہلے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

لیگیا مریخ اُسکو غازۂ رخ کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھ اے دل جاے عبرت قصۂ شداد ہی
گھر جہنم مین بنا فردوس کی تعمیر سے

مرتے مرتے بھی نہ احسان غیر کا ہمسے اٹھا
سر بھی کٹوایا تو ہمنے یار کی شمشیر سے

اتنی آرایش بھی اُنکو ہی نزاکت سے گران
کم نہین پھولونکی بدھی آہنی زنجیر سے

ادا ے شکر قاتل بسملون پر فرض ہی
ہر دہانِ زخم نے پائی زبان شمشیر سے

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو پھر بوسہ لیا
معصیت کا ذوق دونا ہوگیا تعزیر سے

توڑ مین تیرِ قضا قاتل کسی سے کم نہین
ہان جو ہارا ہی تو اک تیری نگہ کے تیر سے

وصف گیسو مین جو کرتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
دم اُلجھتا ہی تری اُلجھی ہوئی تقریر سے

جان نثارونکو گلے مل ملکے کرنا تھا ہلاک
رہگئی یہ چال اے قاتل تری شمشیر سے

عشق ابرو مین جو خط لکھتا ہون قاتل کو کبھی
چاک کرتا ہی لفافے کو مرے شمشیر سے

بیڑیان دیوانۂ گیسو کو پہناتے ہو کیون
رشتۂ اُلفت کا پھندا سخت ہی زنجیر سے

داد دینے کا تو کیا مذکور یہ صیّادِ حُسن
چاہتے ہین اور الٹی آفرین نخچیر سے

منزلِ حیرت کا طی کرنا بہت دشوار ہی
پار کب ہوتی ہی کشتی قلزمِ تصویر سے

آکے بربادی ہمارے خانۂ دل مین بسی
گھر خرابی کا ہوا آباد اس تعمیر سے

لکھ چکے قاصد کو خط اُس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

کیا لبِ معشوق ہو کر جان لی نخچیر سے
سیکھ لے گھر دلمین کرنا کوئی اُسکے تیر سے

شعلۂ آواز سے غش آگیا مثلِ کلیم
لن ترانی کا مزہ اٹھا تری تقریر سے

مچھلیان بالے کی رہتی ہین مرے پیشِ نظر
کم نہین میرا تصور دام ماہی گیر سے

مضطرب مجھسے زیادہ یار ہی میرے لیے
اضطرابِ ناوک افگن بڑھ کے ہی نخچیر سے

ہون وہ محو بیخودی لکھی جو میری سرنوشت | مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے
محو ہو کر دیکھ نیرنگی طلسم دہر کی | سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے
عذر بے بال و پری کب تک نکل ای مرغ دل | مانگ لے پر عرش تک اُڑنے کو اُسکے تیر سے
عالم کثرت مین وحدت کی نشانی ہی ضرور | فائدہ اتنا ہی بیت اللہ کی تعمیر سے
زندۂ جاوید ہون کیونکر نہ بسمل زیر تیغ | چلتی ہی قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے
کل تلک تھا کثرت عصیان سے نادم ای کریم | آج شرمندہ ہون اپنی قلت تقصیر سے
منزلت اللہ سے بڑھجاتی ہی ہر چیز کی | کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے
عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا | آئے مقتل مین جو نکلے خانۂ زنجیر سے
تیرے رُکنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہی | یہ ادائین سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے
جو رقم کرتا ہون مین کرتا ہی وہ اُسکے خلاف | ابکے خط لکھوا کے بھیجون کاتب تقدیر سے
کیا خبر تجکو کہ قسمت مین کہانکی خاک ہی | جیتے جی کیا فائدہ ہی قبر کی تعمیر سے
وہ کرے سلطان جو بنا یہ کرے سلطان جو ہین | کیا مین نسبت دون ہما کو یار کی شمشیر سے
داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر | کیسے کیسے ہمنشین مجکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اوچھے نہین کھائے ہین قاصد نے امیر
لیکے آیا ہی وہ اِس پردے مین خط شمشیر سے

قطع ہو راہ سفر کوچۂ قاتل آئے | تھک گیا ہون مین الٰہی کہین منزل آئے
چین جبین پر نہ تہ خنجر قاتل آئے | وضع مین فرق خبردار نہ ای دل آئے
حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا | جا کے بتخانے مین اللہ سے ہم مل آئے
مرتے دم بھی نہوئی لذت دیدار نصیب | غش پہ غش مجکو تہ خنجر قاتل آئے
صدمۂ درد جگر سے نہین آگاہ ہنوز | کہین اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے
حال ہشیاری کا بیداردون سے پوچھو | ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

مجھ سے صدمے نہ جدائی کے اٹھینگے یارب
جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہین دل آئے

ماہتابی پہ وہ آئے تو تجلّی نے کہا
میرے آگے تو چمک کر مہِ کامل آئے

ہون وہ واماندۂ غربت جو کرون قصدِ عدم
موت لینے کو مجھے سیکڑون منزل آئے

مذہبِ عشق مین تمیز بد و نیک ہی کفر
توبہ کیجے جو خیال حق و باطل آئے

سر اُٹھانے کی نہین کنج لحد مین طاقت
تھک گئے بسکہ کڑی جھیل کے منزل آئے

وہ غریقِ یمِ محنت ہون کہ آنکھون مین فلک
خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قدمون نے جو پیچھے ہمین چھوڑا چھوڑا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سرِ منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر مرجائے
دیر اچھی نہین آنا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویون کو عبث دعویِ یکتائی ہی
حال کھُلجائے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکسان تو نہ سمجھے وہ امیرؔ
کاش کچھ اُسکو تمیز حق و باطل آئے

روبرو دل جو ہمارا سرِ محفل آئے
مُنھ ہی آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے

بزم مین شب کو جو وہ ماہ شمائل آئے
منھ کے بھل شمع گرے غش سرِ محفل آئے

کوچۂ یار مین جائینگے پھنسین ہم تو پھنسین
قید ہونے کو فرشتے سوے بابل آئے

ہم تہ دست لبِ گور تو پہونچے پر یون
جس طرح لٹ کے مسافر سرِ منزل آئے

زخمیِ عشق ہون ایسا جو ہلے دل میرا
صاف آواز پرِ طائرِ بسمل آئے

نجد مین جاکے مین مجنون کیطرح بیٹھا ہون
کہ نظر مجکو کوئی صاحبِ محمل آئے

کبھی اُس چاند سے چہرے پہ نہو خط کی نمود
یا الٰہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون تہِ خنجر فقط اتنے لیے مین
بن پڑے اور جو غصّے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی
خون دل کیون نہ یہان اشک کے شامل آئے

آبنے جان پر اپنے تو مروت کیسی
پھینک دون چیر کے پہلو جو کہین دل آئے

جان وہ جان ہی جو راہ مین تیری جائے
دل وہ دل ہی جو ترے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہی حضور
نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی
آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جائے نہ قاتل کا ابھی کم سن ہی
ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزم عشق وہ قلزم ہی جہان مثل حباب
ٹوٹ جائے جو سفینہ لب ساحل آئے

یاد گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا اچھا
قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیر
شمع نے بڑھ کے کہا رونق محفل آئے

کہا ہمنے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے
تصدق اس سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو کور باطن طاعت خاص خدا سمجھے
سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابع مطلب دل ہو گیا حاصل
گلو سے اژدہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریش سیہ مین جب کوئی موے سپید آیا
بہت روئے اُسے ہم خندۂ دندان نما سمجھے

جو اُٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی
درائے کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہد جوانی مین ادائے بندگی ہمنے
ہوئے فاقے جو پیری مین اُنھین صوم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک رات اک دن کا وقفہ تھا
خمار و نشہ مین دونون کو کھویا ہائے کیا سمجھے

ہوئے کشتہ نظر آیا جو خال ابروے قاتل
ہم اس خنجر کے جوہر کو سر قاف قضا سمجھے

ہر اک لخت دل بہ خون شہید تیغ الفت تھا
گرا دامن پہ جب دامن کو اپنے کربلا سمجھے

نحستین ہو بنا ناخن بدل وہ پنجۂ رنگین
سوا شاعر کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہل حرم سمجھے حرم تصویر ابرو کو
کھنچا خاکا جو اُس گیسو کا ہندو کالکا سمجھے

تا رک ہستی سے اُسکا آستان نزدیک ہی
بے نشانون سے بہت دور بے نشان نزدیک ہی

اِس چمن مین طائرِ کم پر اگر ہون مین تو کیا
دور ہو صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہی

ہی ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس دہر مین
کس قدر انسان کے دانتون سے زبان نزدیک ہی

صحبتِ ظالم سے نقصان گوشہ گیرون کا نہین
خوف کیا اگر تیر سے زاغِ کمان نزدیک ہی

رکھ قدم آہستہ آہستہ تو چمن مین عندلیب
دور کچھ گلچین نہین ہی باغبان نزدیک ہی

بامِ جانان دور کیا ہی کہتی ہی پروازِ شوق
حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہی

ہو چلی ہی اُلفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے
المدد ای ضبط وقتِ امتحان نزدیک ہی

آگے عالی ظرف کے کمظرف کیا پاے فروغ
آبرو کیا ہی جو دریا سے کنوان نزدیک ہی

توبہ گلرویون کی الفت سے ہی پیری مین ضرور
ای بہارِ زندگی وقتِ خزان نزدیک ہی

پرفشانی حسرتِ پرواز مین اب کیا ضرور
دادِ صیادِ اجل ای مرغِ جان نزدیک ہی

عشق صادق کی ہی آمد دل ہوس سے پاک کر
صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہی

لی جو میخوارون نے انگڑائی اُتارا جامِ مہر
کیا ہی میخانے سے طاقِ آسمان نزدیک ہی

برگِ گل صیاد آتے ہین جو اُڑ کر متصل
کیا بہت میرے قفس سے بوستان نزدیک ہی

دل ہی نالان غم سے ٹپکا چاہتے ہین اشک بھی
آتی ہی بانگِ جرس اب کاروان نزدیک ہی

صورِ محشر کو کہلا دے سرمہ ای گردِ گناہ
چپ ہے وقتِ حسابِ عاصیان نزدیک ہی

ہر طرف ہین غولِ خضرِ راہ پوشیدہ امیر
اب ظہورِ مہدیِ آخر زمان نزدیک ہی

وعدۂ وصل اور وہ کچھ بات ہی
ہو نہو اسمین بھی کوئی گھات ہی

خلق ناحق درپۓ اثبات ہی
ہی دہن اُسکا کہان اک بات ہی

بوسۂ چاہِ زنخدان غیر لین
ڈوب مرنے کی یہ ای دل بات ہی

گھر سے نکلے ہو نہتے وقتِ قتل
یہ بھی بہرِ قتلِ عاشق گھات ہی

مین نے اتنا ہی کہا بنواؤ خط
یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہی

بعد مدت بخت جاگے ہین مرے	بیٹھے ہین سونے کو ساری رات ہی
کیا کرون وصفِ بتانِ خودپسند	اُنسے بڑھکر بس خدا کی ذات ہی
باتون باتون ہین جو ہین کچھ کہہ گیا	ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہی
حرفِ مطلب صاف کہہ سکتا نہین	ہی ادب مانع کہ پہلی رات ہی
مجھ سے ہو اظہارِ اُلفت واہ واہ	آپ کے فرمانے کی یہ بات ہی
رو رہے ہین ہم ملاے لب سے لب	میکشی ہو ساقیا برسات ہی
پرزح ہی تیری چال سے رفتارِ چرخ	ہر رُخ سے بازی مہ مات ہی
کیسی کٹتی ہی سیہ بختی مین عمر	رات سے دن دن سے بدتر رات ہی
چھیڑتا ہی دل کو کیا ای دردِ ہجر	خود گرفتارِ ہزار آفات ہی
ای غنی دے سیم و زر وقتِ بلا	مال دینا جان کی خیرات ہی

قطعہ

گر جگہ دل مین نہین پھر اس سے کیا	یہ دوشنبے کی یہ بدھ کی رات ہی
صاف کہدے تو یہان آیا نہ کر	یار یہ سو بات کی اِک بات ہی

تخت دل ہین میرے کھانے کو امیر
بس انھین ٹکڑون پر اب اوقات ہی

کشورِ دل مین ہو پریون کے بھی شاہی تیری	قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری
نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری	زندگی تا صد و سی سال الٰہی تیری
تو بھی ای ابرِ سیہ بوتلین بھی مَی کی سیاہ	ملگئی خوب سیاہی مین سیاہی تیری
گور مین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت ای شاہ	چھوٹ جائیگی یہین مسندِ شاہی تیری
ناز نیرنگ پر اے ابلقِ ایام نہ کر	نہ رہیگی یہ سفیدی نہ سیاہی تیری
وصل مین جوش پہ آیا جو مرا قلزمِ اشک	زلف ای ماہ بنے گی پرِ ماہی تیری

لکھ کے خط کو جو قاتل ہین تجھے کیا بھیجون
ای کبوتر نہین منظور تباہی تیری

دل تڑپتا ہی تو کہتی ہین یہ آنکھین روکر
ابتو دیکھی نہین جاتی ہی تباہی تیری

چاہنا جو مجھے تو حشر مین کہنا ای دل
داور حشر زمانے گا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست
تجکو ای شاہ مبارک رہے شاہی تیری

کیا بلا سے تو ڈراتی ہی مجھے ای شب گور
کچھ شب ہجر سے بڑھکر ہی سیاہی تیری

مے پلا خوب جب سے رمضان تک ساقی
دونی کردونگا مین تنخواہ سہ ماہی تیری

اپنے پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب ای ترک
کیسی تر بیٹھی ہی تلوار تراہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
مصلحت ہی جو مشیت ہی الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی تہ ابر سیاہ
اب ملبے ای نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہی اوامر سے امیرؔ
حرص سے طبع ہی مشتاق نواہی تیری

ہر گنہگار کو ہی آس الٰہی تیری
عام ہی ہر صفت نامتناہی تیری

آنکھ مین آئے تو پتلی ہی تو ای زلف سیاہ
دلمین ٹھہرے تو سویدا ہی سیاہی تیری

منزلین ہوتی ہین کھوٹی نکل ای قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہی پر ای شب غم عیب یہ ہی
کہ روانی نہین رکھتی ہی سیاہی تیری

جوہر تیغ ہین ای ابروے پرخم تجھ مین
قدر کس طرح سے سمجھین نہ سپاہی تیری

مین تو زندان سے سوے دشت بڑھاتا ہون قدم
ہو گی ای خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر مین تو نہ زبان بند کرا سے تیغ دودم
دو گواہون کے برابر ہی گواہی تیری

بو نہین رنگ نہین نور نہین نار نہین
معرفت کیون نہو دشوار الٰہی تیری

واہ کس لطف سے پڑھتا ہی تو ای طفل نصاب
مدح کرتا ہی ابو نصر فراہی تیری

جوش وحشت مین وہان ہم جو کرین قلزم اشک
ابھی ای کوہ ہو چوٹی پہ ماہی تیری

تیرے نظارے سے بڑھتی ہی بصارت ای زلف — سرمہ بنجاتی ہی آنکھون مین سیاہی تیری
مشقِ فریاد دلا حشر مین کام آئیگی — کہ رُکے گی نہ زبان وقت گواہی تیری
دھیان دن کو نہین تیرا فقط ای زلف سیاہ — شب کو بھی آکے دباتی ہی سیاہی تیری
تو سفینہ ہی زمانہ ہی سفینے مین امیر — سارے عالم کی تباہی ہی تباہی تیری

گذر کو ہی بہت اوقات تھوڑی — کہ ہی یہ طول قصہ رات تھوڑی
جو مے زاہد نے مانگی مست بولے — بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی
کہان غنچہ کہان اُسکا دہن تنگ — بڑھائی شاعرون نے بات تھوڑی
اُٹھے کیا زانوے غم سے سر اپنا — بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی
خیالِ ضبطِ گریہ ہی جو ہمکو — بہت امسال ہی برسات تھوڑی
پلا دے لیکے نقدِ ہوش ساقی — تہیدستون کی ہی اوقات تھوڑی
وہی ہی آسمان پر گنجِ انجم — ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی
ترا ای دختِ رز ضعف سے واعظ — سپے حرمت ہی اتنی بات تھوڑی
چلو منزل امیر آنکھین تو کھولو — نہایت رہ گئی ہی رات تھوڑی

پژمردہ گل ہوئے ترے گالون کے سامنے — سنبل پہ پیچ پڑ گئے بالون کے سامنے
پردہ اُنھین سے ہی جنھین تابِ نظر نہین — آتے ہین خود وہ دیکھنے والونکے سامنے
بیجا زمین کو فخر نہین آسمان پر — ذرہ ہی مہر مہر جمالون کے سامنے
کیا کیا بناؤ کرتے ہین خارِ رہِ جنون — رکھ رکھ کے آئنے مرے چھالونکے سامنے
نیرنگ صنع دیکھ تماشاے باغ کر — کیا سرخ گل ہین سبز نہالون کے سامنے
بندھتے جو شوخ دشت مین مضمون چشم یار — پڑھتا غزل مین اپنی غزالون کے سامنے

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین — کیا گل کھلے ہین حور جمالون کے سامنے
کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو — کیا سبز سبز شیشے ہین تھالون کے سامنے
وصلت کی رات اور مؤذن گجر فروش — ہوتے ہین کیسے کیسے ملالون کے سامنے
ای زر پرست فقر کا تجکو مزہ تو ہو — کوڑی کی چینیان ہین سفالون کے سامنے
کیا مُنھ جو علم عشق مین سجھنے کوئی حکیم — ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے
اُن ابروؤن کی یاد مین دلپر نہین ہی داغ — روشن ہی آفتاب ہلالون کے سامنے
کرتے ہین عجز جنکو خدا نے دیا ہی ظرف — شیشون کے سر جھکے ہین پیالونکے سامنے
رکھتے ہین جو ہنر اُنھین آفت سے کیا خطر — ساحل ہی بحر تیرنے والون کے سامنے
تیرون کے پر کٹے ترے غمزون کے روبرو — تیغین نہ چل سکین تری چالون کے سامنے
یہ نور یہ ضیا یہ چمک یہ دمک کہان — خورشید ہی تو اترے گالون کے سامنے
سودائی ہین جو لائے ہین چین وختن سے مشک — پوچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے
چار ابروؤن کے عشق مین پوچھو نہ حال دل — تنہا کتان ہی چار ہلالون کے سامنے
گلشن ہی جوش ساغر و مینا سے میکدہ — کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

تعریف سرو قامت محبوب کی امیر
مشکل نہین بلند خیالون کے سامنے

خورشید چمکے کیا ترے گالون کے سامنے — میلی خط شعاع ہی بالون کے سامنے
دعوی زبان کا لکھنؤ والون کے سامنے — اظہار بوے مشک غزالون کے سامنے
ای دل فغان وہ کر کہ صداے جرس ہو بند — شرمندہ ہون نہ قافلے والون کے سامنے
عاشق نے لاکھ جمع کیا دفتر حواس — شیرازہ کھل گیا ترے بالون کے سامنے
چشم سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی — آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

آئے وہ باغ مین تو لگی چھوڑنے نسیم
تازہ شگوفے تازہ نہالون کے سامنے

ہم ہین وہ ای کلیم کہ غش کا تو ذکر کیا
جھپکے نہ آنکھ برق جمالون کے سامنے

یاد آئی جب سیاہی چشمِ سیاہ یار
آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

حالِ کلیم طور سُنا ہوگا آپ نے
کیسا حجاب دیکھنے والون کے سامنے

مضمون کی کیا کمی ہی کہ عرش برین بھی ہی
نزدیک دور گرد خیالون کے سامنے

پامالی کی چھا گلین جو سمجھتے ہین خار دشت
آتے ہین دور ڈر کر مرے چھالون کے سامنے

ہم کیا کہ سرکشون کی بھی پُرخم ہین گردنین
اِن کج کلاہ گیسوؤن والون کے سامنے

طاؤس و کبک ٹھوکرین کھاتے ہین ہر قدم
چلتی نہین ہی کچھ تری چالون کے سامنے

لیلی کو پاس خفتِ مجنون بھی کچھ نہین
آنکھین دکھا رہی ہی غزالون کے سامنے

موسیٰ سے کہدو طور پہ جایا کرو نہ روز
اچھے نہین ہین برق جمالون کے سامنے

جادون کو نہر نہر کو بحر روان کرین
کتنی یہ بات ہی مرے چھالون کے سامنے

مرقد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر
ٹھہرینگے کیا وہ میرے سوالون کے سامنے

ای دل بھرے تو بیٹھے ہی تھے سب بل پڑے
کانٹون نے لی جو نوک کی چھالون کے سامنے

دُنیا امیر کیا ہی جو ماتمکدہ نہین
ہر دم یہان ہین تازہ ملالون کے سامنے

قبلۂ دل کعبۂ جان اور ہی
سجدہ گاہِ اہلِ عرفان اور ہی

ہوکے خوش کٹواتے ہین اپنے گلے
عاشقون کی عیدِ قربان اور ہی

روز و شب یان ایک سی ہی روشنی
دل کے داغون کا چراغان اور ہی

خار دکھلاتی ہی پھولون کی بہار
بُلبُلو اپنا گلستان اور ہی

قید مین آرام آزادی وبال
ہم گرفتارون کا زندان اور ہی

بحرِ اُلفت مین نہین کشتی کا کام
نوح سے کہدو یہ طوفان اور ہی

کسکو اندیشہ ہی برق وسیل سے ۔ اپنے خرمن کا نگہبان اور ہی
درد وہ دل مین وہ سینے پر ہی داغ ۔ جسکا مرہم جسکا درمان اور ہی
کعبہ رو محراب ابروای امیر ۔ اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہی

نہین امید جو اُس بیوفا کے آنے کی ۔ مین راہ دیکھ رہا ہون قضا کے آنے کی
ستم سے تنگ ہون احسان مجھپہ کر واعظ ۔ خبر سُنا اُسے روزِ جزا کے آنے کی
عدم مین یاد کرونگا کسی مسیحا کو ۔ نکال لونگا کوئی راہ جا کے آنے کی
چڑھاؤ پھول جو میری لحد پر آئے ہو ۔ یہ کون چال ہی تیوری چڑھا کے آنے کی
سگ اُس پری کا کہین کھا گئے استخوان مرے جلد ۔ اُڑا دے قید آہی ہما کے آنے کی
یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین ۔ کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی
جگایا مین نے جو سوتے مین تنگ ہوکے کہا ۔ ٹھہر ٹھہر کہ نہین نیند جا کے آنے کی
مین تھک چکا ہون بہت دور قافلہ پہونچا ۔ سبیل کون ہی بانگ درا کے آنے کی
غضب ہی نزع مین کہتے ہین سب پڑھو کلمہ ۔ لگی ہی رٹ مجھے اُس بیوفا کے آنے کی
نقاب ڈال کے آئے کہو خدا کے لیے ۔ یہ کون شکل ہی صورت چھپا کے آنے کی
جو تن پہ زخم لگے اور جان تازہ ہوئی ۔ کشادہ ہو گئین راہین قضا کے آنے کی
غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ ای صیاد ۔ کہ ہی چمن سے توقع صبا کے آنے کی
امیر جائین گے ہم بے نظیر آج ضرور ۔ خبر ہی میلے مین اُس مہ لقا کے آنے کی

ساقیا دردِ مے صاف نہین بیٹھ گئی ۔ شربتی ڈاک تھی یہ زیر نگین بیٹھ گئی
موت بھی میری طرح ہوکے حزین بیٹھ گئی ۔ باڑھ تو خنجرِ قاتل کی نہین بیٹھ گئی
بعد مردن بھی مرے ضعف کی قوت نہ گھٹی ۔ خاک اُٹھی بھی تو چکرا کے وہین بیٹھ گئی

قصد جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا
ڈاک حورون کی دم باز پسین بیٹھ گئی

اِن دنون دخترِ رز کا نہین ملتا ہی پتا
کہین قاضی کے تو گھر جا کے نہین بیٹھ گئی

سقفِ گردون کی بھی لی دیدۂ تر کچھ ہی بساط
چار موجین بھی تری اُٹھ نہ سکین بیٹھ گئی

دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکلِ اُمید
پاس آ کر مرے پہلو کے قرین بیٹھ گئی

رستمی پر جو تری زلفِ مسلسل آئی
ڈھاک تاتار سے تا کشورِ چین بیٹھ گئی

کشتیِ عمر کا انجام ہمین یاد آیا
کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہین بیٹھ گئی

لمعۂ حسن نے بخشا اُسے افشان کا فروغ
گرد بھی اُڑ کے جو بالاے جبین بیٹھ گئی

واہ رے شوق اشارہ مجھے قاتل نے کیا
دوڑ کر موت تہِ خنجرِ کین بیٹھ گئی

شعر پُر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی
سامنے آ کے مرے روحِ حزین بیٹھ گئی

سخت جانی نے دکھائے کسے جوہر اے امیر
کہ تری باڑھ تو اے خنجرِ کین بیٹھ گئی

آنسوؤن سے نہ فقط گردِ زمین بیٹھ گئی
کشتیِ چرخ بھی چکرا کے وہین بیٹھ گئی

لنگر اُس سے بھی گناہون کا مرے اُٹھ نہ سکا
ٹیک کر زانوؤن کو گاڑ زمین بیٹھ گئی

تھا وہ گریان کہ ہوئی قبر کنوان مرگ کے بعد
نرم ہو ہو کے یہ اشکون سے زمین بیٹھ گئی

ہم کھڑے رہ گئے جس دم وہ نکلکر بیٹھے
صف رقیبون کی یسار اور یمین بیٹھ گئی

جس زمین پر کہ مرا ابرِ طبیعت برسا
گردِ ہنگامۂ پیشین و پسین بیٹھ گئی

رشکِ رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کنپٹی ماہ کی اے زہرہ جبین بیٹھ گئی

مار سا خاک کو بھی ضعف نے میرے رکھا
یان سے اُٹھی تو سرِ عرشِ برین بیٹھ گئی

کیون نہ ہمچشمون مین ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم مین مانندِ نگین بیٹھ گئی

ادعا آنکھ سے اُس شوخ کی ہمچشمی کا
کیون تری آنکھ نہ اے آہوے چین بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو اُبھرنے نہ دیا
ٹھوکرین ایسی لگائین کہ وہین بیٹھ گئی

دی رقیبون کو نشانی جو انگوٹھی اُسنے
چوٹ دلپر صفتِ نقشِ نگین بیٹھ گئی

کبھی لیلی کی منگائی جو خبر مجنون نے
ڈاک صحرا مین غزالون کی وہین بیٹھ گئی

مار کھا کر نہ درِ یار سے سرکا عاشق
کوئی ہڈی بھی جو سرکی تو وہین بیٹھ گئی

کوہکن کو مزۂ الفتِ شیرین اُٹھا
ضرب تیشے کی جو بالاے جبین بیٹھ گئی

پھر آدم جو فرشتون نے اُٹھائی مٹی
ایسی چلائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی

رفعتِ طبع کہان دل نہ لگا اسمین امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شبِ فرقت نکلی
دل نے خوش ہوکے کہا ایک یہ حسرت نکلی

بتکدے مین ہمین اللہ حرم سے لایا
شکر صد شکر یہان ایک تو صورت نکلی

کیون اجی غازہ مرے خون کا مل کر دیکھا
اور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی

ڈال کر منھ پر نقاب اُسنے کیا مجکو حلال
دم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی

پھر نظارہ جو قرآن مین بھی دیکھی فال
لن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے ندیا
دخترِ رز تو بڑی صاحبِ عصمت نکلی

سیکڑون ڈوب مرے چاہِ ذقن مین تیرے
اِس بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برقِ تجلی سے جو موسیٰ ہوے غش
خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی تجھے حرص امیر
ہاے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شبِ وصل کیا مختصر ہو گئی
کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی

شبِ وصل ادھر سے اُدھر ہو گئی
بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی

نہین ملتی یہ بھی تو دو دو پہر
مری نبض اُسکی نظر ہو گئی

دیا موت نے پیاس مین جام آب
کہ جی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی

بہت آمد آمد تھی اُس گل کی گرم
پڑا منھ تو ٹھنڈھی خبر ہو گئی

کسی کروٹ آیا شب غم نہ چین
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ مین
رگِ جان نشتر ہو گئی مجھے

الٰہی شب غم مین اتنا تو ہو
کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی

چبھی دل مین اُس گل کی باریک بات
رگِ گل مجھے نیشتر ہو گئی

کرے کون اب اُڑ کے سیر چمن
کہ بلبل تو بے بال و پر ہو گئی

مین حیران ہون وہ زلف و رخ دیکھکر
سرِ شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمین سر پٹکتے ہی گذری امیر
یونہین عمر ساری بسر ہو گئی

لذّت جو ملی مرے لہو کی
خنجر نے بلائین لین گلو کی

آنکھین دمِ قہر جنگجو کی
تیغین ہین بھری ہوئی لہو کی

کی دلشکنی نہ تند خو کی
سختی پہ بھی نرم گفتگو کی

موسیٰ سے کہو کہ چپ رہین اب
باری ہے ہماری گفتگو کی

روئے مری قبر پر وہ آکر
ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

منھ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلے گی نہ چوٹ روبرو کی

کی جسپہ نگاہ تجکو دیکھا
اب تک تو نظر کہین نہ چوکی

جز دیر و حرم کہان مین جاؤن
راہین تو یہی ہین جستجو کی

جائیگا جنون نہ سر سے بے فیج
ہو فصد مری رگِ گلو کی

ساقی نے سنگھائی غش مین مٹی
سوندھی سوندھی مجھے شبو کی

تن ہے غمِ زلف مین یہ لاغر
ہر عضو بدن گرہ ہے مو کی

تھا چار طرف اُسی کا جلوہ
کیون نعش ہماری قبلہ رو کی

پلکین دمِ جوشِ خونفشانی
دھارین نظر آتی ہین لہو کی

اُس رُخ کو مین آئنہ کہون کیا
ہی یہ تو مثال روبرو کی

وہ مستِ ازل ہون ساقیا مین
مٹی ہی خمیر مین سبو کی

دل ہی نہ رہا امید کیسی
جڑ کٹ گئی نخلِ آرزو کی

اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش
پہلے نہ سنبھل کے گفتگو کی

لا کہکے دہن کو ہم ہوئے نیست
دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی ارنی کہان کے موسیٰ
خود دید کی اپنی آرزو کی

تھا پردۂ ظاہری جو منظور
آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون نے ہزار شست و شو کی

بیعتِ پیرِ مغان طُرفہ مزا دیتی ہی
سلسلۂ ساقیِ کوثر سے ملا دیتی ہی

یہ دمِ رقص وہ پازیب صدا دیتی ہی
بختِ خفتہ مری جھنکار جگا دیتی ہی

حیرتِ عشق رُخِ اوج دکھا دیتی ہی
چھت سے آنکھین یہ مریضونکی لگا دیتی ہی

چشمِ نمناک بھی ہی واقعۂ اعجازِ مسیح
ابر مُردہ اگر آتا ہی جلا دیتی ہی

بڑھ کے جب بولتی ہی موسمِ گل مین بُلبل
جل کے پھولونمین صبا آگ لگا دیتی ہی

کیا عجب گر ترے بیمار کو صحت ہوجائے
یادِ عارض اُسے قرآن کی ہوا دیتی ہی

غم یہ ہی ہجر مین مرنے کی ہوس ہی دل کو
مرگ اُلٹے مجھے جینے کی دعا دیتی ہی

کنجِ عزلت مین مجھے سوجھتی ہی موت ہی موت
بیکسی گورِ غریبان کا پتا دیتی ہی

مانگتے پر نہین لاتی ہی صبا نکہتِ گل
سنکے اِس کان سے اُس کان اُڑا دیتی ہی

پوچھتے ہین جو شبِ ہجر مین ہم غم سے حال
مُنھ سے کہتی نہین کچھ اشک بہا دیتی ہی

کم نہین قند مکرر سے تمھاری تکرار
کیا کہون کیا مرے کانون کو مزا دیتی ہی

صدمۂ ہجر سے کیونکر نہو نالان مرا دل
ٹھیس لگتی ہی تو چینی بھی صدا دیتی ہی

جان پر صدمۂ شب ہجر ہی سونا کیسا
آنکھ لگتے ہی تڑپ دل کی جگا دیتی ہی

پا کے غافل تجھے اک روز فنا کر دیگی
جان دھوکا اسے مہلت جو قضا دیتی ہی

لاغری نے یہ مٹایا کہ کوئی گھر مین نہین
دستک آ آ کے عبث در پہ قضا دیتی ہی

ہی بجا کہیے اگر دولت دُنیا کو پری
ہوشیارون کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہی

سامنے جا کے جو کرتا ہون کسی وقت سلام
پھیر لو منھ اُنھین پر چک یہ حیا دیتی ہی

پھرتی ہین گردن عشاق پہ دُہری تیغین
ساتھ کیا اُنکی اداؤن کا قضا دیتی ہی

ہم برہنہ فقط اس دور مین ہین ورنہ بہار
ٹوپیان غنچون کی پھولون کو قبا دیتی ہی

کیجیے غور تو دولت بھی پیمبر ہی امیر
کہ کریمون کو خدا سے یہ ملا دیتی ہی

سوچ لے بد عہد وقت انکار کے
دونون لب ہین دو گواہ اقرار کے

بندے ہین حسن ملیح یار کے
ہین نمک پروردہ اِس سرکار کے

مر گئے عشاق چشم یار کے
صدقے اُترے مردم بیمار کے

تیرے ابرو کے اشارے غیر سے
مجکو گہرے زخم ہین تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجھ زار نے
گر کے نیچے یار کی دیوار کے

باہر اُس یوسف نے جب رکھا قدم
بھر گئے دونون سرے بازار کے

کنہ باری مین مقصر ہو عجز کا
جیت لے بازی کو ہمت ہار کے

نعمت کونین سے دل سیر ہی
ایک بھوکے ہین ترے دیدار کے

زیور اُس گل نے اُتارا میرے بعد
پھول تُربت پر چڑھائے ہار کے

میری حالت پہ گرے ہین بار ہا
اشک چشم روزن دیوار کے

آرزو یہ ہی کہ پشتی کی طرح — ڈھیر ہون نیچے تری دیوار کے
خونبہا موسیٰ سے لینگے روز حشر — کشتے چشم سرمگین یار کے
عشق ابرو مین کہان صبر و قرار — چلدیے سب کھنچتے ہی تلوار کے
میکدے مین آئے تو پھنس جاے شیخ — پیچ اُلجھین پانون مین دستار کے
مر کے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم — زیب تن کپڑے کیے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی امیر
سب ہین دھبّے دامنِ پندار کے

آئے بالین پر جو مجھ بیمار کے — خوب روئی موت ڈاڑھین مار کے
موے مژگان گرد چشمِ یار کے — ہین مگس بر ان مردمِ بیمار کے
دیکھکر زخمون کو جسمِ زار کے — روئے چھالے پھوٹ کر تلوار کے
تیرے منھ سے ہان نہین دونون ہین خوب — صدقے اِس انکار اُس اقرار کے
باغبان مجھپر ہوا تب مہربان — پھول جب کانٹے ہوئے گلزار کے
ضبط گریہ کیا کرون ای ہم صفیر — پھول کمھلا جائین گے گلزار کے
ہین وہ لاغر باغ مین پھیلا کے پانون — سوتے ہین سائے مین نوکِ خار کے
عشق ابرو مین سر اُترا دوش سے — چڑھ گئے ہم دم پر اِس تلوار کے
کھیلتا ہی یار گھر بیٹھے شکار — ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے
شیخ کعبے مین برہمن دیر مین — سب ہین مجرائی ترے دربار کے
داغہاے عشق کمھلاتے نہین — پھول ہین کس بیخزان گلزار کے
نالۂ عاشق پہ ترچھی کی نگاہ — وار برچھی پر لیے تلوار کے
حادثون سے بیخطر ہین خاکسار — کب دبا سایہ تلے دیوار کے
شمع بالین سے یہ کہدے ای صبا — سر پہ روتا ہی کوئی بیمار کے

پھول کمھلاتے نہین ہین گلفروش
نازپروردہ ہین یہ گلزار کے

حور کی آنکھین ارم مین دیکھکر
رخنے یاد آئے تری دیوار کے

واعظا سمجھا ہی تو دوزخ جسے
کچھ شرر ہین آہ آتشبار کے

روز محشر کشتگانِ قد امیر
ہون گے سائے مین علم بردار کے

جو بحر عشق مین ہی وہ آفت رسیدہ ہی
گرداب مثل موج گریبان دریدہ ہی

مضمون ضعف ہو قلمِ آہ سے رقم
سینہ رگون سے صفحۂ مسطر کشیدہ ہی

مرتاہون شوق قتل مین ملتی نہین گلے
قاتل کی طرح تیغ بھی مجھسے کشیدہ ہی

روشن ہی رازِ عشق ہمارے سکوت سے
اس انجمن مین شمع زبانِ بریدہ ہی

بیہوش کردیا مجھے وحشت نے اسقدر
آہو بھی میرے دشت مین از خود رمیدہ ہی

تعریف کرتے ہین بُن دندان سے اہل ذوق
جو شعر تازہ ہی ثمرِ نو رسیدہ ہی

روتا ہون یاد چشم مین کس خوش نگاہ کی
ہر تار اشک دام غزالِ رمیدہ ہی

چُن چُن کے رکھ لیے صفتِ آستین ہین شعر
دیوان مین ہمارے جو مضمون ہی چیدہ ہی

پایا کسی نے سرِ محبت نہ آج تک
افسانہ عشق کا خبرِ نارسیدہ ہی

سرتا قدم وہ شوخ ہی مستِ شرابِ حُسن
رنگِ حنا سے ہاتھ رخ می کشیدہ ہی

عاقل یہ موت کہتی ہی پیری ہین صبح و شام
عمر اخیر عہد بپایان رسیدہ ہی

گلزار تن سے طائرِ دل اُڑ گیا امیر
سینہ اب آشیانۂ مرغِ پریدہ ہی

ہر اک عضو بدن پر اپنے عشقِ یار جانی ہی
مرے دفتر کی ہر ہر فرد پر اسکی نشانی ہی

جو چہرہ ارغوانی تھا وہی اب زعفرانی ہی
شکن چہرے پہ نقش پاے طاؤس جوانی ہی

خدا کو اپنی اپنی داستانین سب سُنائین گے
قیامت جسکو کہتے ہین وہ بزم قصہ خوانی ہی

سنبھل اے وحشیو کیا وادیِ وحشت مین رکھو گے
تمھارے آبلے کا ہمکو ہین کوزون مین پانی ہی

عبث برباد کرتی ہی اُٹھا کر کوے جانان سے
صبا کیا میرے مشتِ خاک پر نامہربانی ہی

برنگ شمع جنکو خضرِ رہ ہو گرم رفتاری
فقط طی ایک شب مین اُنکی راہِ زندگانی ہی

وہ میرے مُہرِ خط کو دیدۂ بیگانہ سمجھے ہین
نئے انداز کی اے نامہ بر یہ بدگمانی ہی

وہ شمعِ حُسن ہو آنسو بہا جاتا ہی ہر شب کو
ہماری قبر پر روشن چراغِ مہربانی ہی

وہ پیاسا ہون کہ مر جاؤن نہ لون گو خضر سے پانی
گئی جب آبرو پھر خاک آبِ زندگانی ہی

بلا مین پھنس کے اے دل کام آئیگی سیہ بختی
زمینِ کوچۂ گیسو مین یہ کملی بچھانی ہی

خدا نے نیک صورت دی تو سیکھو نیک باتین بھی
بُرے ہوتے ہو اچھے ہو کے یہ کیا بد زبانی ہی

پسا جاتا ہون بارِ ضعف سے اُٹھا نہین جاتا
وہ لاغر ہون گران مجھپر لباسِ ناتوانی ہی

ہوا ہون زندہ درگور انتہاے ضعف سے یارب
مری چھاتی پہ سِل اب تک یہ سنگِ سخت جانی ہی

امیر اِس عاشقی کا لطف ہی فصلِ جوانی مین
اندھیری رات مین کہنے کے قابل یہ کہانی ہی

خدا نے شانِ یوسف سے تمھاری شان افضل کی
کھُلی سب نقشِ ثانی سے حقیقت نقشِ اول کی

کھُلا مضمون یہ ہمکو دیکھکر تحریر کاجل کی
کہ حاجت ہی بیاضِ چشم مین بھی خط جدول کی

چمن کو کون جاے سیر کو ساون کے بادل کی
کہ زنجیرین پڑی ہین پانوُن مین اشکِ مسلسل کی

شبِ فرقت مین مجھسے صبر اُنپر ہو نہین سکتا
تڑپ جاتا ہی دل فریاد سُنکر اُنکی چھاگل کی

جو عشاقِ کمر نالے نہین کرتے تو زیبا ہی
عدم کے جانے والونکو کہان حاجت ہی مشعل کی

ہزارون مضمون کو ہوش ہی لاؤ نہین سکتے
یہ پیچ ہی ایک توڑے مین ہی مستی ایک بوتل کی

کبھی گیسو کبھی موے کمر مین قید کر رکھا
پنھائی یار نے بیڑی کبھی بھاری کبھی ہلکی

تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشمِ نرگس سے
ہرن کی آنکھ سے وحشت مین کیجے سیر جنگل کی

شبیہ اُن مردمانِ منکرِ توحید کی کھینچون
سیاہی ہاتھ آجائے جو مجکو چشمِ احول کی

نجات اندیشۂ امروز فردا سے نہین ممکن
اگر کل فکر ہمکو آجکی تھی آج ہی کل کی

فراقِ یار مین جاؤن اگر سیرِ گلستان کو
جگر کے پار ہو جائے سنان ہر ایک کوپل کی

تغافل پیشگی بیداری طالع کا باعث ہی
کہی یہ سوچ کر تعبیر ہمنے خواب مخمل کی

چھپے گی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینون سے
پتا پوچھینگے جب وہ بوٹیان بولینگی جنگل کی

جو سونگھے اُس گلِ خوبی کی خوشبو درد سر ہو جائے
مگر طینت مین مٹی ہی زمینِ عطر صندل کی

جہان کی سرد مہری سے نہین غم ہم فقیرون کو
دو شالون سے کہین بڑھکر ہی گرمی اپنے کمل کی

صفائے سینۂ جانان پہ لہراتا ہی یون گیسو
کہ جیسے سانپ کو بیست کر دیتی ہی صندل کی

جدا سمجھے جو مجھکو اور تمکو غیر کیا پروا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہی آنکھ احول کی

امیر اک روز یہ گل سوکھکر ہو جائینگے کانٹے
چمن کی جو روش ہی آجکل جھاڑی ہی جنگل کی

ہم اُسکے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھے
قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے

بتون کے عشق مین ہم جانِ زار کھو بیٹھے
عجب امانتِ پروردگار کھو بیٹھے

سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کہ آسرا تجھ سے امید وار کھو بیٹھے

کُھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدۂ دل
گرہ مین تھے جو دُرِ شاہوار کھو بیٹھے

وفا کا عہد کیا دے کے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تمسے غیر کا شکوہ
تمہارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

سرِ خدنگ نگہ آچکا تھا طائرِ دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

کرینگے منزلِ عقبیٰ کو اب یہ کیونکر طے
کہ زاد راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بدعہد
ہم آنکھین مفت شب انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب مین بوسہ تو یار جاگ اٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمین نہین آتا
کہ دل سے صبر ہم اے جانِ زار کھو بیٹھے

ہلال ابروے ساقی کی یاد بھول گئی
کلید میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے

بلائین لیتے ہی وہ اور ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھون سے اپنا شکار کھو بیٹھے

مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
رگڑ کے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے

نہ ہوش ہی نہ خرد ہی نہ صبر اب ہمکو
یہ ہمنشین تھے جو دو تین یار کھو بیٹھے

گلون نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گذرے بہار کھو بیٹھے

ادا وہ کون تھی جسپہ ہوے فقیر امیر
ذرا سی بات پہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہین اُنسے بیان کوئی
دہن ہین میرے قاصد کے مری رکھدے زبان کوئی

کرے کیا باغبان سے راز دل غنچہ بیان کوئی
دہن جب بند ہو کیا کھول سکتا ہی زبان کوئی

نہین کرتا سواے کذب اب سچا بیان کوئی
مگر خم نیل کا بگڑا ہی زیر آسمان کوئی

خط عارض کو اُسکے دیکھکر یہ عیان آتا ہے
دیار حسن مین اترا ہوا ہی کاروان کوئی

ہزارون خار لاکھون پھول اس گلشن مین ہین لیکن
نہ تم سا نازنین کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی

دیا ہی خط مگر اب شک سے بچا کے کہتا ہون
کہین بتلا دے قاصد کو مرے پتے کا نشان کوئی

سواے کعبہ تبخانون مین کیا اپنے قدم جاتے
ملا سجدے کے قابل اور کسدن آستان کوئی

نظر مین میرے پھر جاتی ہی صحبت ناوک دل کی
نظر آتا ہی جب گھر مین کسی کے میہمان کوئی

مدد پیرون سے چاہین نوجوان مقصود کو پہونچین
نشانے تک نہین جاتا ہی ناوک بے کمان کوئی

حیا دیکھو وہ نرگس زار مین گھبرا کے کہتے ہین
ادھر آنکھین اُدھر آنکھین نقاب اٹھے کہان کوئی

نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اسکا
نہ ہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی

اٹھانا کوہ کا آسان اٹھانا بات کا مشکل
قوی مجسا ہی عالم مین نہ مجسا ناتوان کوئی

شفیق ایسا سگ جانان ہی آتا ہی خبر لینے
سرک جاتا ہی جب تن کا جگہ سے استخوان کوئی

قفس کی تیلیان ہین جتنی شاخین ہین درختون کی
کہان باندھے الٰہی اس چمن مین آشیان کوئی

جو جلاتا ہون فرقت مین محلے والے کہتے ہین
مزہ تب ہی کہ وہ بھی ہو کسی معشوق پر عاشق
مجھے یون ڈھونڈھتا پھرتا ہی ناوک اُس ستمگر کا
ہمارے عشق کی کیون مثنوی شاعر نہین کہتے

کرو منھ بند کیا سر پر اُٹھا لوگے مکان کوئی
کرے میری طرح اُسکا بھی ہر دم امتحان کوئی
پھرے بیتاب جیسے طائر بے آشیان کوئی
کہان پائینگے گرما گرم ایسی داستان کوئی

کمال جذب سے تا لا مکان پہونچے امیر احمد
رہا معشوق و عاشق مین نہ پردہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو غمزے وصل مین ہر دم نئے
بیخودی دکھلاتی ہی جلوے مجھے ہر دم نئے
ہر گھڑی دل مین نظر آتی ہین کیا کیا صورتین
دیکھے بھالے ہین یہ کچھ جانے بوجھے ہین یہ رنگ
حسن روز افزون بھلا دیتا ہی پہلے قاعدے
کسطرح تشبیہ دین سنبل سے اُسکو مو شگاف
پاتے ہین ہر روز آنکھونکی تری مین لخت دل
میزبانی کر رہا جود و سخاوت کی بساط
ہی عجب وسعت تصور مین کہ اُسکی حد نہین
ہی پھکیتی مین پھکیتی مین وہ غمزہ نامور
سامنا ہی روے جانان سے سیہ سے ہو سفید
ہر غزل مین تازگی مشکل ہی اے طبع رسا

یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان سن یا ہم نئے
ہی عجب عالم کہ ہر عالم مین ہین عالم نئے
رات دن عالم دکھاتا ہی یہ جام جم نئے
تم سمجھتے ہو کہ ہم دیتے ہین اُسکو دم نئے
روز ہو جاتے ہین اُس محفل مین جا کر ہم نئے
پیچ اُس گیسو کے پیچان مین نئے ہین خم نئے
گل کھلایا کرتی ہی ہر روز یہ شبنم نئے
مل رہین گے روز مہمان تجکو اے حاتم نئے
بند کین آنکھین تو دیکھے سیکڑون عالم نئے
چوٹین آتی ہین نرالی پیچ مین ہر دم نئے
عید ہی کپڑے بدل اے دیدۂ پرنم نئے
کہنہ مشقون کو بھی ہاتھ آتے ہین مضمون کم نئے

کہنہ رنجون سے جو دل گھبرا گیا ہی اے امیر
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین سارے جہان مین غم نئے

ندرت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہی
اے جان تیرے منھ سے نکلنے کی دیر ہی

کیا جانے کس لیے نگہ دیر دیر ہی | طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہی
کیا گر میان ہین آتش رنگ حنا کی واہ | ہاتھون مین اُس پری کے سمندر کا میر ہی
آتے ہین روز دل کی زیارت کو رنج و غم | سینہ مرا نہین کسی مرشد کا ڈھیر ہی
غیرون کو پھاڑ کھائے سگ یار تو کہون | ای شیر واہ تو ہی تو شیرون کا شیر ہی
آئے جو نزع مین تو یہ کہکر وہ اُٹھ گئے | ہم جاتے ہین یہان ابھی رخصت مین دیر ہی
بتخانے ہوتے جائینگے ہم تو سوے حرم | ہونے دو دو دو قدم کا جو رستے مین پھیر ہی
کر اک نگاہ سینہ پر داغ کی طرف | پھولون کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہی
کیا پہلوان مرگ کو بازو ملا قوی | افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہی
اُلفت ہی کی تو آگ مین جلنے کا خوف کیا | پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہی
رکھتے نہین زمین پہ قدم صاحبان کبر | بادبروت بام فلک کی منڈیر ہی

جینے سے کیون نہ سیر مرا دل ہوا امیر
ہم نیم جان اُدھر نگہ دیر دیر ہی

کبھی سمجھا نہ آگے کیا ہم اُس خودسر کو سمجھاتے | سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے
ادھر کم نزع مین مہلت اُدھر بیتابی و رقت | نہ روؤ چپ رہو کیونکر یہ سارے گھر کو سمجھاتے
نصیحت کرنیوالو تمکو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی | جو سمجھاتے ہین مجکو وہ مرے دلبر کو سمجھاتے
خدا ایسا بھی ہوتا ہی بنائین جسکو خود بندے | سمجھتا تو خلیل اللہ یہ آزر کو سمجھاتے
بتاتے راہ اُسی کو جو کے سب گم کردہ راہونکو | کہین ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے
کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز | جو دُنیا مجکو سمجھاتی وہ دُنیا بھر کو سمجھاتے
انگوٹھی کیا نہ دیتا ہمکو وہ چھلا نشانی کا | اگر آکر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے
یہ ضد ہی دیکھتے گر شمع روشن میری تربت پر | اُسی دم جا کے گل کردے وہ یہ صرصر کو سمجھاتے
وہ شاہ حسن ہی تو عہد اکبر مین اگر ہوتا | نگین کر پیشکش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی جا لین
کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے

نہ لے جانا ہمین نخوت بڑھانی ہمکو ستمگر کی نہین
زبان ہوتی تو آئینے پہ روشنگر کو سمجھاتے

تڑپ کر روکے اُس محفل مین دونون نے کیا رسوا
دل نادان کو سمجھاتے کہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر آپ کی ہی سودا جوش پر ہمکو اگر ملتا
بنانا بیڑیان بھاری یہ آہنگر کو سمجھاتے

عشق مین جینے کے بھی لالے پڑے
ہاے کس بیدرد کے پالے پڑے

وادیِ وحشت مین جب رکھا قدم
آکے میرے پانون پر چھالے پڑے

دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت
کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

دور تھا زندان سے کیا وحشت جنون
چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھون ہین متوالے پڑے

ہجر مین جب منھ لگایا جام کو
سیکڑون ہونٹھون پہ تبخالے پڑے

طوقِ وحشت اپنی گردن مین پڑا
یار کے کانون مین جب بالے پڑے

مجکو اک آنسو کی حسرت ہی امیر
کتنے منھ پر سے کئی چھالے پڑے

آنکھ اُسکے حضور رو رہی ہی
ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہی

دیدار کہان کہ دور ہی حشر
قسمت ابھی اپنی سو رہی ہی

کیا باغ مین دیکھتی ہی شبنم
جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہی

اللہ رے حسنِ دختر رز
زاہد کے حواس کھو رہی ہی

کیا کشتی و نا خدا کا شکوہ
تقدیر ہمین ڈبو رہی ہی

مقراض کتر کتر کے وہ خط
کانٹے مرے حق مین بو رہی ہی

نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا
سونے دے غریب سو رہی ہی

گلشن مین جو ابر ہو دھوان نے دھار
میخوار ون مین دھوم ہو رہی ہی

اُس تیغ کے مُنھ چڑھے نہ بجلی
کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہی

کیا شوخ ہو ہم سکی یاد مژگان
دل مین نشتر چبھو رہی ہی

ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب
تقدیر ہماری سو رہی ہی

احسان ہی امیر چشم تر کا
نامے کی سیاہی دھو رہی ہی

طرفہ پیغام یہ اُلفت کی نظر کہتی ہی
کہ مرے دل کی ترے دل سے خبر کہتی ہی

آج آتا ہی وہ گل باد سحر کہتی ہی
سچ ہو یا رب جو یہ اُڑتی سی خبر کہتی ہی

بُلبُل و گل مین ہی غماض نسیم سحری
کچھ اُدھر کہتی ہی کچھ جا کے ادھر کہتی ہی

جوہری کیا ترے دانتون سے ملاتے ہین اُسے
پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہی

غنچۂ گل مجھے کہتے ہین یہ کہتا ہی دہن
رگ گل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہی

یاد پچھلون کی دلاتے ہین مجھے موے سپید
گرد رہ قافلے والون کی خبر کہتی ہی

ناتوانی مین ہون یہ اُس تیغ کا ہی دوش بہ قول
بدلہ مین ہون یہ پس پشت سپر کہتی ہی

وہ جوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانین
عضو تن وجد مین ہین جنبش سر کہتی ہی

شام کا ہی یہ اشارہ کہ ہین رخت سیاہ
چاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہی

بحر عالم مین سفینہ کوئی بچنے کا نہین
ہمہ تن ہو کے زبان موج خطر کہتی ہی

متحمل ہی اگر غم کا تو دل ہی میرا
تیغ رکھتی ہی مجھی سے یہ سپر کہتی ہی

کیون زبان تیغ کی خاموش ہی محفل مین امیر
حال قاتل سے مرا کہدے اگر کہتی ہی

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی
اُڑتی پھرے گی فرد ہمارے گناہ کی

شرکت نہ کی ملال مین کس داد خواہ کی
دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہم نے آہ کی

اب دشمنی ہی اسکو تو کچھ راہ راہ کی
سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی

عاشق کے دلمین عیش جہان کا کہان گذر
یہ چھاؤنی ہی فوج غم و درد و آہ کی

عاشق ہون فوج اشک کو آنکھون مین دون جگہ
سردار کو ضرور ہی خاطر سپاہ کی

گہنائینگے چڑھین گے جو اس تندخو کے منھ
کہدو کہ شامت آئی ہی خورشید و ماہ کی

اس گل کو کیون نہ پہونچے مین وحشی جو خط لکھون
صحرا مین ڈاک بیٹھی ہی مردم گیاہ کی

بھاری بہت ہی لاؤنگا روز جزا مین رند
رکھوا کے سر پہ شیخ کے گٹھری گناہ کی

دامن سے کیون چھپاتے ہین بالونکو راہ مین
آندھی نہین ہی گرد ہماری نگاہ کی

دل سے پتا ملے گا زنخدان یار کا
یوسف سے راہ پوچھیے کنعان کے چاہ کی

ہی روندنے سے کام خبر رہروون کو کیا
تربت گدا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی

مین جو نہ خواب مرگ سے اٹھا تو دیکھنا
پرسش ہی روز حشر اٹھاوے گناہ کی

کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئنے مین تم
سونا ملاؤ مہر کا چاندی مین ماہ کی

خرمن ہزار صبر کے اکدم مین جل گئے
بجلی چمک گئی جدھر اسنے نگاہ کی

ہون وہ خلیل دیر مین توڑون اگر صنم
آواز آئے اشہد ان لا الہ کی

پائے قلم نے لکھے ترے گیسوؤن کے وصف
خلخال پہنی حلقۂ مار سیاہ کی

کہدونگا سب گناہ مرے مجکو یاد ہین
کیون فرد کاتبان عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ مین دیکے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھری گناہ کی

آنکھ مجھ سے دل ملے اغیار سے
یار در گذرا مین ایسے پیار سے

ہی حسینون کو خلش مجھ زار سے
پھول کچھ کھٹکے ہوے ہین خار سے

ذوق کا ہی عشق ابرو مین حکم
عمر بھر رگڑون گلا تلوار سے

اچھلی غربت جو صحرا کی طرف
ملکے ہم روئے در و دیوار سے

نور وہ شمس و قمر مین بٹ گیا ... بچ رہا تھا کچھ جو روے یار سے
دَورِ آخر ہوا آئی خزان ... میکشو اُٹھو چلین گلزار سے
تھے وہ موسیٰ غش پہ غش آیا جنھین ... یان تو آنکھین کھُل گئین دیدار سے
گرمیان کرنے لگی تھی رات کو ... رو کے اُٹھی شمع بزمِ یار سے
بُلبلون کو دیکھکر شیدائے گُل ... وہ بہت اُلجھے گلے کے ہار سے
پھول سب ہنستے ہین شبنم کس لیے ... تو چلی روتی ہوئی گلزار سے
لیچلی جھونکے ہوا کے بوے مشک ... مُشک تاجر جس طرح تاتار سے
رنج و غم درد و الم ہین غمگسار ... جی بہلتا ہی انھین دو چار سے
کیون پرستی ہی اُداسی ای صبا ... کون گُل رُخصت ہوا گلزار سے
چشم و دل دونون غضب مین پڑ گئے ... ذوقِ وصل و حسرتِ دیدار سے
بے طرح نرگس کی ہی ہمپر نگاہ ... آپ اب باہر چلین گلزار سے
ق
ابرو و مژگان پہ ہوتا ہون نثار ... ہی وصیت میرے ہر غمخوار سے
غسل دینا آبِ خنجر سے مجھے ... قبر کھُدوانا مری تلوار سے

داد ہی غربت مین پھرتا ہی امیر
کوئی کہدے اُس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے ... کاٹیے جو رنگ اِس تلوار سے
مر کے چھوٹا کوہکن آزار سے ... پائی چھٹی روز کی بیگار سے
کر چکے قتل اب کہین رُسوا نہو ... جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے
اُسکی مژگان پر گرا پڑتا ہی دل ... عشق ہی اس آبلے کو خار سے
دیکھنا میرے سیہ خانے کا در ... دھوپ اُڑتی ہی نہین دیوار سے
ہی مثل الیاس احد الراحتین ... موت اچھی عشق کے آزار سے

بے سبب چھاگل نہین کرتی ہی شور — یہ بھی نالان ہی تری رفتار سے

طور پر موسیٰؑ سے کہدو ہوشیار — برق چمکی جلوہ گاہِ یار سے

چشم جانان کو ہی دُنبالہ گران — اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلۂ جوّالہ ہی خلخال پا — اُس پری کی گرمیِ رفتار سے

غیر حالت سُنکے میری اُف ری ضد — آنکھ اُسنے پھیر لی اغیار سے

ہو جو نا واقف ہم آغوشی کا ڈھنگ — سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان — ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہی شوقِ شہادت کا یہی — دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اُٹھے یہان سے تو اُٹھے — اُٹھ چلے ہم آستانِ یار سے

مین اُسے پیرِ مغان سمجھا امیر — مست جو نکلا درِ خمّار سے

صلح کل مین ہی ابھی شرکت کہین تھوڑی سی — اور ای پیر خرابات نشین تھوڑی سی

مدد ای شوق سجود المدد ای شوق سجود — سر نہ اُٹھے ابھی باقی ہی جبین تھوڑی سی

کچھ تو پیدا ہو کبابِ دلِ بریان مین مزہ — چاہیے اُلفتِ خالِ نمکین تھوڑی سی

دیکھ مشّاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہین تارے — خالی افشان سے نہ رہجائے جبین تھوڑی سی

جان آجائے ابھی جامے سے باہر ہون مین — دے جگہ دلمین جو وہ پردہ نشین تھوڑی سی

نقد جان دل کی طرح دیکے ابھی لیتا ہون — لذّتِ درد جو ہاتھ آئے کہین تھوڑی سی

خالِ ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا — ملک ہندو مین ہی کعبے کی زمین تھوڑی سی

دانۂ خال ہی دکھلا نہ سہی جنس جمال — بانگی چاہیے ای پردہ نشین تھوڑی سی

روزہ دارون کو نہین خواہشِ لذت ای چرخ — وقت افطار ملے نان جوین تھوڑی سی

نزع کا وقت ہی اب دیر نہ کر آنے مین — رہگئی ہی نگہِ بازپسین تھوڑی سی

کوچۂ وہم ہی تاریک بھٹکنے کا ہی ڈر
چاہیے روشنی شمع یقین تھوڑی سی

خلق اغیار سے بیجا ہی نہین گر عادت
اپنے دامن ہی سے لے لیجیے چین تھوڑی سی

عشق گیسو مین مرے دل کا ہی سودا کچھ اور
بڑھ گئی بات بھی ای طفل حسین تھوڑی سی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر ای جان جہان
اُسی انداز سے کہ لے کہ نہین تھوڑی سی

کوچۂ یار مین ہون لاکھ طپش کے سامان
پھر جو تسکین ہی دلکو تو وہین تھوڑی سی

شور محشر کا سُنا ذکر جو واعظ سے امیر
ملگئی لذتِ خالِ نمکین تھوڑی سی

پائی راحت جو تہِ خنجرِ کین تھوڑی سی
آگئی نیند دمِ بازپسین تھوڑی سی

اُڑ گیا توسنِ دلدار جھجک کر کوسون
گرد پہونچی جو مری تا سرِ زین تھوڑی سی

بد دماغی رہے وردن سے یہان تاب کہان
لاکھ تیغین ہین نہ مجھے چین یہ جبین تھوڑی سی

ہون وہ کافر کہ جھکا سجدۂ بُت مین سرِ دست
ابھی خالق نے بنائی تھی جبین تھوڑی سی

میرے اشکون سے یہ تر ہی نکل آئے پانی
کھودے روزن کو اگر مور زمین تھوڑی سی

دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
واکفن سے رہے سجدہ کو جبین تھوڑی سی

سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم
گر نہوتی ہوسِ تاج و نگین تھوڑی سی

تیری آنکھون کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی
لیگئے اُسمین سے یہ آہوے چین تھوڑی سی

ہدیۂ دوست سمجھ کر مین ہوا شکر گذار
روکھی سوکھی جو ملی نان جوین تھوڑی سی

شوق سجدے کا ہی اُس مہر لقا کے در پر
دمبدم سائے کی بڑھتی ہی جبین تھوڑی سی

تنگ آئے ہین بہت بیٹھ رہین وان جا کر
اس جہان سے جو الگ پائین زمین تھوڑی سی

عذر تقصیر ہی تقصیر ہی اچھی تھی مجھے
بڑھ گئی اور تری چین جبین تھوڑی سی

نوکِ شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ
رکھ گیا نوک کی صورت گرہِ چین تھوڑی سی

بد دماغی کا نشان بھی نہ رہے کچھ ای نقاش
اُسکے نقشے مین بنا چین یہ جبین تھوڑی سی

خم چڑھا جائیں تو سمجھے کہ کوئی گھونٹ اُترا
کیا ہیئیں ہمسے خرابات نشین تھوڑی سی

بیتین ہو سکتی ہین اسمین بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہی یہ زمین تھوڑی سی

جو بعد مرگ مرے دل مین کچھ غبار آئے
عجب نہین ہو کہ آندھی تہِ مزار آئے

وہ سیکھے تیر و کمان جب پئے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے

عجیب خواب گران مین تھے خفتگان زمین
کسی نے بھی نہ سُنا ہم بہت پکار آئے

گڑھے مین گور کے پھینک آئے اقربا مجکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اُتار آئے

فلک نے ساتھ مصیبت کے خلعتین بھی دین
جو فاقہ گھر مین ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایک بار بُلانے پہ لاکھ بار گئے
وہ لاکھ بار بلانے پہ ایک بار آئے

نہین تو جان بھی دینے مین اے بتو نہین عذر
خدا کرے کہ کہین تمکو اعتبار آئے

بندھا تصورِ مژگان جو نزع مین سمجھے
پے طلب درِ دولت سے چوبدار آئے

جنون زدون سے عداوت کو کہین چھوڑتے
شکار فیل کو ترکان نیزہ دار آئے

خلیل ہان مین نہ قائل ہوا ستارون کا
بدل کے رنگ یہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہی دلمین کیا گھر تمھاری آنکھون نے
خراب کرنے کو مسجد مین بادہ خوار آئے

ہوا ہی چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
بتون کو خاک برہمن کا اعتبار آئے

شرابِ میکدہ کب ہی نصیب زاہد مین
حصول کیا ہی جو مطبخ مین روزہ دار آئے

جو ترک غیر کو مین نے کہا تو وہ بولے
کہان کے آپ بڑے ایسے دوستدار آئے

گناہگارون کا جو رنگ کھیل ہی اُن کو
اِدھر اُدھر گئے دو چار اِدھر چار آئے

جلا ہوا ہون یہ فلکِ سرد مہر کے ہاتھون
لگاؤن ہاتھ تو کافور کو بخار آئے

کہان فلاح کہ اب چاہتا ہی چرخ دنی
درِ بخیل پہ حاتم اُمیدوار آئے

یقین ہی ذکر کرے میری جوش وحشت کا
جو آبلے کے دہن مین زبان خار آئے

جلا رہے ہین شبِ غم مین اور بھی جگنو — کہان سے اُڑ کے جہنم کے یہ شرار آئے
لہو نچوڑ کے بھر دون وہ رند میکش ہون — نظر جو شیشۂ خالی دمِ خمار آئے

جنون کی فکر احبا نے کی امیر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسمِ بہار آئے

کون بیماری مین آتا ہے عیادت کرنے — غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے
جان دو بھر غمِ فرقت مین ہی ہمکو لیکن — کون جائے ملک الموت کی منت کرنے
اُسکو سمجھاتے نہین جاکے کسی دن ناصح — روز آتے ہین مجھی کو یہ نصیحت کرنے
تیر کے ساتھ چلا دل تو کہا مین نے کہان — حسرتین بولین کہ مہمان کو رخصت کرنے

آگے میخانے مین تھے پیرِ خرابات امیر
اَب چلے مسجدِ جامع کو امامت کرنے

بدقت بحرِ غم سے کشتیِ جانِ حزین نکلی — کبھی بیٹھی کبھی اُچھلی کہین ڈوبی کہین نکلی
عجب انداز سے مقتل مین اُسکی تیغِ کین نکلی — کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی
زمانہ ہوگیا موجود جسدم ہان کہا تو نے — ہوا نابود عالم جب ترے مُنھ سے نہین نکلی
تعلی مین کمی کی کب ہماری طبعِ عالی نے — بنایا آسمان جب شعر کی کوئی زمین نکلی
خُدا کا شکر وہ بت نزع کے دم دیکھنے آیا — نظارے کی جو حسرت تھی وہ وقتِ واپسین نکلی
دکھایا لطف زلفِ مشکبو مین طرفہ افشان نے — شبِ دیجور مین کیا چاندنی ای مہ جبین نکلی
وہ کشتہ تھا صبحون کا کہ میری خاکِ تربت پر — کسی نے کوئی بویا تخم شاخِ یاسمین نکلی
وہ کیا پردے سے نکلے جسکے پیرہن کو غیرت ہو — ہوا چلی برجبین دامن جو دیکھی آستین نکلی
جو بجلی ابر مین چمکی کبھی قیسِ حزین سمجھا — سیہ خیمہ سے باہر لیلیِ محمل نشین نکلی
وہ تھا غم دوست سنگِ جورِ گردون جب پڑا مجھپر — شکستِ شیشۂ دل سے صدا لیے آفرین نکلی
سوالِ وصل اُس بت سے کیا لیکن مین ڈرتا ہون — بنے گی لیک پتھر کی اگر مُنھ سے نہین نکلی

ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے
وہی توس قزح بنکر سر چرخ برین نکلی

تصور بسکہ تھا دل مین امیرؔ اُس روے زیبا کا
پری بنکر ہمارے مُنھ سے آہِ آتشین نکلی

رندِ خراب تیز اودہ مے پیے ہوے ہی
مُدت سے جان جسپہ زاہد دیے ہوئے ہی

کس شان سے وہ میکش آتا ہی میکدے مین
قاضی سبو صراحی مفتی لیے ہوئے ہی

آتا نہین نظر کچھ گو سامنا ہی اُسکا
کیا بیچ مین تحیر پر وہ کیے ہوئے ہی

ہو کون بخیہ گر سے زخمی کا تیرے ساعی
رشتہ کھنچا ہی سوزن مُنھ کو سیے ہوئے ہی

پیرِ مغان وہ کامل مرشد ہی بادہ خوار و
جمشید بھی پیالہ اسکا پیے ہوئے ہی

حُرمت مین دُختِ رز کی اصرار ہی جو اتنا
یہ بات کیا ہی رند و واعظ پیے ہوئے ہی

رحم اب امیرؔ پر بھی لازم ہی یار تجکو
کب سے ڈھئی وہ تیرے در پر دیے ہوے ہی

دلِ عاشق مین کیونکر عکس روے دلربا ٹھہرے
جمالِ آفتاب آئینہ شبنم مین کیا ٹھہرے

سفر ٹھہرے تو قسمت بیچ دے پرکار کی صورت
قدم ہو ایک اگر اپنا روان تو دوسرا ٹھہرے

جو چشمِ غور سے آئینۂ توحید کو دیکھا
تو سب کچھ تو ہی ٹھہرا ہم نہ کچھ اے خودنما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ ڈُاک پر اپنا
عزیز احباب پہلے راستے مین جا بجا ٹھہرے

صفین آراستہ ہونے لگین جب اہلِ محشر کی
جما کر ایک ٹکڑی حسرتون کی ہم جدا ٹھہرے

زہے حسرت نکالے ہم گئے جب کوے جانان سے
بہت مُڑ مُڑ کے دیکھا دیر تک رو بر قفا ٹھہرے

تھا سیلاب طوفان روح اک کشتی ہی بے لنگر
رُکے روکے سے وہ کیونکر یہ ٹھہرائے سے کیا ٹھہرے

زمینِ کوی جانان بھی عجب دلچسپ تھا تختہ
جہان ٹھہرے ہمارے پانون مثلِ نقش پا ٹھہرے

امامِ سبحہ کے مانند ہم اُس بزم کثرت مین
جو ٹھہرے سب مین ملکر بھی تو سب سے پھر جدا ٹھہرے

کمالِ عجز ہمکو لے اُڑا اوجِ رسا لے پر
ہوئے بے بال و پر تو ہم مگر دستِ دعا ٹھہرے

ہے سائے کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
جُدا اُٹھے جُدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے

بار رنگ آرایش سے روشن دل متبرا ہین
کفِ آئینہ پر ممکن نہین رنگِ حنا ٹھہرے

نکالے جاتے ہین ہر روز اُسکی بارش خاطر سے
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

تپ غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہین اعضا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

نا کیسی بقا کیسی جب اُسکے آشنا ٹھہرے
کبھی اِس گھر مین آنکلے کبھی اُس گھر مین جا ٹھہرے

ٹھہرا وصل کا شِ اب قتل ہی پر فیصلا ٹھہرے
کہانتک دل مرا تڑپے کہانتک دم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے

نہ خنجر بھی مُنھ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

ہے قسمت حسینون کی بُرائی بھی بھلائی بھی
کرین یہ چشم پوشی بھی تو نظرون مین حیا ٹھہرے

یہ عالم بیقراری کا ہی جب آغازِ اُلفت مین
دھڑکتا ہی دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت کھولدی آئینہ وحدت نے دونو کی
نہ تم ہمسے جُدا ٹھہرے نہ ہم تمسے جُدا ٹھہرے

دلِ مضطر سے کہدو تھوڑے تھوڑے جب مر چکیے
ذرا بہکے فدا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

شبِ وصلت قریب آنے نہ پائے کوئی خلوت مین
اور ب ہمسے جُدا ٹھہرے حیا تمسے جُدا ٹھہرے

اُٹھو جاؤ سدھارو کیون مرے مرنے پہ پڑتے ہو
ٹھہرنے کا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تڑپا چارہ گر کے سامنے ای دردیون مجکو
کہین ایسا نہو یہ بھی تقاضاے دوا ٹھہرے

ابھی جی بھر کے وصلِ یار کی لذت نہین اُٹھی
کوئی دم اور آغوشِ اجابت مین دعا ٹھہرے

خیالِ یار آنکلا مرے دل مین تو یون بولا
یہ دیوانون کی بستی ہی یہان میری بلا ٹھہرے

امیر آیا جو وقتِ بد تو سب نے راہ لی اپنی
ہزارون سیکڑون مین درد و غم دو آشنا ٹھہرے

سوزِ جگر سے شمع شبستان بغل مین ہی
داغون کی روشنی سے چراغان بغل مین ہی

کیا خوف ہی جو دفترِ عصیان بغل مین ہی
آنکھیں سلامت اشک کا طوفان بغل مین ہی

ہمدم کھٹک جو ہوتی ہی سینے مین بار بار
شاید بجاے دل کوئی پیکان بغل مین ہی

کیا خوف زخمِ الفتِ مژگان مین دل ہی شیر
یہ تیر کھائے ہین کہ نیستان بغل مین ہی

تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا
روشن یہ ہی کہ مہرِ درخشان بغل مین ہی

آئی بہار شہر مین کس جا نہین خوشی
ہر طفل باغ باغ گلستان بغل مین ہی

واقف ہین زاہدان ریائی سے خوب ہم
کلمہ بتون کا پڑھتے ہین قرآن بغل مین ہی

واعظ کتابِ وعظ لیے ہی تو کیا ہوا
بوتل شراب کی بھی تو پنہان بغل مین ہی

کس منھ سے جاؤن داورِ محشر کے سامنے
شرم آتی ہی کہ دفترِ عصیان بغل مین ہی

کافی ہین روشنی کو مجھے داغہاے دل
طاؤس کی طرح سے چراغان بغل مین ہی

شاعر ہین اس زمانے کے دریوزہ گر امیر
نکلے ہین بھیک مانگنے دیوان بغل مین ہی

گرد باد اُٹھ کے سراپردۂ در کسکا ہی
ای جنون خانہ بدوشی مین یہ گھر کسکا ہی

جلوہ خورشید مین یہ پیش نظر کسکا ہی
خاک دامانِ سحر رخنۂ در کسکا ہی

توڑتا ہی جو کوئی پھول تو کہتی ہی صبا
کیا خبر تجھکو کہ یہ دل یہ جگر کسکا ہی

اسطرف منھ نہین کرتا ہی جو خورشید کبھی
گرم کیا جانیے بازار اُدھر کسکا ہی

تو ہی یان رہنے کو آیا ہی نہ مین او غافل
جو ہی دنیا مین مسافر ہی یہ گھر کسکا ہی

برچھیان تن پہ لگین تیغ پڑے تیر آئین
آرزومند اجل ہون مجھے ڈر کسکا ہی

طالبِ غیر نہین جلوۂ معشوق پسند
غیر شیرین دلِ فرہاد مین گھر کسکا ہی

دل کے سو ٹکڑے ہون آجائے کلیجا منھ کو
ضبط سے آہ نہ نکلے یہ جگر کسکا ہی

اُسکے دامن پہ گرا اشک جو میرا تو کہا
واہ کیا شوخ ہی یہ نورِ نظر کسکا ہی

دل کبھی منزلِ حق ہی کبھی بت کا مسکن
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی یہ گھر کسکا ہی

تیرے گریان کے اگر ملک مین ای حور نہین
باغ فردوس مین یہ قصر گہر کسکا ہی

عکس آئینہ صفت ربط ہی منھ دیکھیگا
خوب واقفت ہون مین دل مین ترے گھر کسکا ہی

لاکھ لاکھ اُس شہ خوبان کے ہین احسان امیر
عشق منزل تلک اس طرح گذر کسکا ہی

دیر مین کون ہی کعبے مین گذر کسکا ہی
یار کا گھر یہ اگر ہی تو وہ گھر کسکا ہی

تیر پر تیر لگاؤ تمھین ڈر کسکا ہی
سینہ کسکا ہی مری جان جگر کسکا ہی

رہبری کو جو گیا دیدۂ یعقوب سے نور
کشور مصر کو کنعان سے سفر کسکا ہی

تندرستون نے قضا کی ہوے بیمار صحیح
پہلے کیا جانیے دُنیا سے سفر کسکا ہی

خوف میزان قیامت نہین مجکو ای دوست
تو اگر ہی مرے پلّے پہ تو ڈر کسکا ہی

جھانک کر میرے سیہ خانے کو کہتا ہی یہ ماہ
تیرہ العظمتہ للّٰہ یہ گھر کسکا ہی

دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما
خاکساری کا نہین تو یہ ثمر کسکا ہی

کوئی آتا ہی عدم سے تو کوئی جاتا ہی
سخت دونون ہین خدا جانے سفر کسکا ہی

چھپ رہا ہی قفس تن مین جو ہر طائر دل
آنکھ کھولے ہوئے شاہین نظر کسکا ہی

کھول کر مُنھ کو مری گور مین مانند عروس
بولی عبرت کہ ذرا دیکھ یہ گھر کسکا ہی

خلد بے شبہ خدا دیگا بنی آدم کو
باغ مملوک پدر غیر پسر کسکا ہی

نام شاعر نہ سہی شعر کا مضمون ہو خوب
پھل سے مطلب ہمین کیا کام شجر کسکا ہی

لاش زیر شجر کوچۂ محبوب گڑی
عمل نیک نہ تھے تو یہ ثمر کسکا ہی

صید کرنے سے جو ہو طائر دل کے منکر
ای کماندار ترے تیر مین پر کسکا ہی

شوق ہوتا ہی عمارت کا تو مجھ سے عبرت
کہتی ہی گور جھنکا کر کہ یہ گھر کسکا ہی

میری حسرت کا شب وصل یہ باعث ہی امیر
سر بہ زانو ہون کہ زانو پہ یہ سر کسکا ہی

جهان مین هم کوئی دم صورت حباب رہے
خودی کی شرم سے اسپر بھی آب آب رہے

فراق نرگس میگون مین هم خراب رہے
تمام عمر یہ مست سبے شراب رہے

نہ مجکو آئے نہ اُنکو حساب بوسون کا
یہ لین دین الٰہی علی الحساب رہے

نصیب ہو کہ نہو صبح دیکھنا غافل
خیال موت کا لازم ہی وقت خواب رہے

پھنسے حساب مین روز حساب اہل حساب
حساب جنکو نہ آیا وہ بے حساب رہے

وصال مین بھی ندیکھا بُرا ہو غفلت کا
ہمین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب رہے

نہ زر سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے
یہ سب رہین نہ رہین عالم شباب رہے

وہ اور ہین جو حسینون کی بزم مین ہین ذلیل
کہین حضور رہے ہم کہین جناب رہے

کرین نہ شکوۂ دیدار طالب دیدار
کلیم تیہ مین مدت تلک خراب رہے

جلائے دل کو تو اچھی طرح سے آتش غم
مزا کچھ اُسمین نہین خام جو کباب رہے

خدا کا نور چھپانے سے چھپ نہین سکتا
جہان رہے وہ عیان مثل آفتاب رہے

بھر آئیگا دل مینوش دیکھکر خالی
نظر سے دور ہی مینا سے بے شراب رہے

قطعہ

خدا نے مجکو سلیقہ عطا کیا ہی بہت
ہر ایک بات کا حاضر صنم جواب ہے

عجب نہین کوئی مسلم کرے جو دعوی عشق
قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

امیر کیجیے توبہ کی فکر پیری مین
مزے شراب کے تا عالم شباب رہے

جہان مین یو ہین جو دور انقلاب ہے
یقین ہی شپرہ کے گھر مین آفتاب رہے

فراق یار مین ساقی شراب کا کیا ذکر
پیا جو آب تو خجلت سے آب آب رہے

وزیر گو سند شاہ کا ہی فرض اعزاز
نبی کے ہاتھ مین اللہ کی کتاب رہے

کرم کرے وہ توانا جو ناتوانون پر
تو نخل موم کے سائے مین آفتاب رہے

شراب خانے کو ہی قصد تیرے وحشی کا
سُبو کے ہاتھ مین خشتِ خمِ شراب رہے

خدا نے مرتبہ عالی دیا ہی محسن کو
بلند ماہ سے کیونکر نہ آفتاب رہے

رہِ خطا مین بھی چلیے تو راستبازی سے
مُدام زیر قدم جادۂ صواب رہے

غش آئیگا مجھے دیکھا جو دُخترِ زکا جمال
قریب ساغرِ مے شیشۂ گلاب رہے

یقین ہی تاب نہ لائے حرارتِ دل کی
جو دو گھڑی مری بالین پر آفتاب رہے

قصورِ نفس لعین سے خدا رہا ناراض
گناہ غیر پہ ہم موردِ عتاب رہے

ملا نہ محفلِ جانان مین ہمکو اذنِ نشست
برنگ شمع خجالت سے آب آب رہے

مبارک ابلقِ ایام ترک گردون کو
اُسی کے ران کے نیچے یہ بد رکاب رہے

خیالِ رُخ یہ بندھا ہمکو عشق گیسو مین
کہ شب کو دن کی طرح رو بآفتاب رہے

حریص دولتِ دُنیا کا دل ہو کیا خرسند
گذر ہو جُغد کا جسمین وہ گھر خراب رہے

خطاب ہی لبِ ساغر کا محتسب سے امیر
پھرا جو پیر خرابات سے خراب رہے

بڑھے کیا ربط یارِ دلستان سے
نیا روز ایک دل لائین کہان سے

بگولے خاک سے اُٹھتے ہین ابتک
نہ مرکر بھی دبے ہم آسمان سے

حسین سب بیوفا ہین حضرتِ دل
وفادار آپ لائینگے کہان سے

اِدھر دیکھو حیا کیسی شبِ وصل
اُٹھاؤ بھی یہ پردہ درمیان سے

خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد
لپٹ کر خوب روئے باغبان سے

جواب یہ بوسۂ لب سے ہی انکار
کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے

نکلتا ہی مرا دم ڈر نہ جاؤ
خدا حافظ سِدھارو تم یہان سے

خیالِ قامتِ محبوب آیا
مین جی اُٹھا قیامت کے بیان سے

کہان دیر و حرم ہین عشق مشرب
یہ لوگ آزاد ہین قیدِ مکان سے

خط قسمت مٹے جبتک نہ ای دل
جبین اُٹھے نہ اُسکے آستان سے

امیرؔ اسکو نہ دردِ دل سُنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان سے

ایک دن یاد کریگا غمِ دلدار مجھے
روئیگا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے

عیش بیرنج کہان غمکدۂ عالم مین
نظر آتی ہی خوشی خندۂ بیمار مجھے

تیرے جاتے ہی احبا نے کیا دفن ای روح
تو جو ہوتی تو نہ کرتے یہ گرفتار مجھے

سیل سان جوش مین اُٹھکر جو مین پہونچا در تک
خوف سے بیٹھ گئی دیکھکے دیوار مجھے

گر پڑا دیکھ کے چاہِ ذقن اُس یوسفؑ کا
ہل گیا گوشۂ خلوت سرِ بازار مجھے

روز محشر درِ جنت پہ جو دیکھا رضوان
آگیا یاد سگِ کوچۂ دلدار مجھے

لال کردونگا کوئی دم مین بہت کھنچتی ہی
مُنھ پہ چڑھنے تو ذرا دے تری تلوار مجھے

آنکھ کہتی ہی یہی دل سے کریگی برباد
خواہشِ وصل تجھے حسرتِ دیدار مجھے

کیا قیامت سے ڈرون عاشقِ قامت ہون مین
ایسے فتنے نظر آتے ہین کئی بار مجھے

سچ ہی مرجانے سے بڑھجاتی ہی انسان کی قدر
دوش پر لیکے چلے ہین مرے غمخوار مجھے

جوہرِ تیغ مرے دام ہین وہ طائر ہون
مشتری ذبح کرے گا سرِ بازار مجھے

گھر سے نکلا تو وہ تھا ساتھ جنازے کے امیرؔ
رُک رہا جان کے وارفتۂ رفتار مجھے

خلعتِ روزِ ازل بے سروسامانی ہی
خاص ملبوس مرا جامۂ عُریانی ہی

کون کہتا ہی اُسے برق چمکتی ہی جو برق
کسی معشوق کی ہنستی ہوئی پیشانی ہی

زلف بڑھکر نہین آتی ہی قدم تک تیرے
قدِ آدم مری تصویرِ پریشانی ہی

محوِ نظارۂ قاتل ہون مین ایسا دمِ ذبح
کہ ہر اک داغِ بدن دیدۂ قربانی ہی

ہاتھ مین نامۂ اعمال کی جا روزِ جزا
اپنی بخشش کی سند داغِ پشیمانی ہی

صورتِ آئنہ کیا نیک و بد دہر سے کام
خطِ تقدیر سے خالی مری پیشانی ہی

مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اُترا
کسقدر چُست مرا جامۂ عُریانی ہی

لطف ساقی سے حکومت ہی زمانے کی نصیب
کشتیِ مے مجھے اورنگ سلیمانی ہی

ذبح کے بعد تجھے دیکھ رہا ہی قاتل
دیکھ گیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہی

معنیِ مطلعِ ابرو تو بتا دین مجکو
تیری آنکھون کو جو دعواے سخندانی ہی

مجمعِ عام مین نکلے عبث ای پردہ نشین
کب گوارا تری تلوار کی عُریانی ہی

دیکھکر نقشِ قدم کو ترے کہتا ہی فلک
یہ چمکتی ہوئی کس چاند کی پیشانی ہی

باڑھ پر آئے تو بے موت مرین حضرتِ خضر
گھاٹ مین یار کی تلوار کے وہ پانی ہی

کم نہین آئنہ خانے سے یہ سب بزمِ جہان
جس طرف دیکھیے اک عالمِ حیرانی ہی

جلوۂ شاہدِ رحمت ہی گناہون سے امیر
دُرّۃ التاجِ کرم اشکِ پشیمانی ہی

صحت ہوئی مرض سے مگر ناتوان رہے
پرہیز کون توڑے ہم اتنے کہان رہے

پامال سرکشون کے رہے ہم جہان رہے
دب کر زمین کی طرح تہِ آسمان رہے

خنجر کو رکھ کے زخم مین اُس ترک نے کہا
ایسے دہن مین چاہیے ایسی زبان رہے

ممکن نہین کہ دل مین چھپے عشقِ لعلِ یار
آئینے مین جو بال پڑے کیا نہان رہے

کعبہ بھی چند روز رہا ہی صنم کدہ
چندے خدا کے گھر مین بھی بُت میہمان رہے

تاحشر اُنکو نازہ مبارک مجھے نیاز
مانندِ عشق حُسن بھی یارب جوان رہے

یارب چھٹین نہ زلف سے ہم عاشقونکے دل
آباد مومنون سے یہ ہندوستان رہے

دونون جہان کی فکر سے فارغ ہین مے پرست
ہو خُم کی خیر مُغ کی سلامت دکان رہے

دو روز بتکدے کی بھی کر آئین چل کے سیر
زاہد خدا کے گھر مین بہت میہمان رہے

دل مین سوا خدا کے نہین جاے غیر خوف
خلوت کیواسطے بھی تو کوئی مکان رہے

چشم کحیل یار نے دم بند کر دیا
سرمے کی گرد مین مرے نالے نہان رہے

مانند مردمک اُسے آنکھون مین دین جگہ
انسان جو آپ اپنی نظر سے نہان رہے

مین ہون حباب مجکو تعلّی سے کام کیا
گھر کی زمین گھر کا مرے آسمان رہے

اخفا طبیب سے ہی تپ عشق کا ضرور
نبض استخوان مین شمع کی صورت نہان رہے

لازم ہی فکر دوست مناسب ہی ذکر دوست
جبتک بدن مین جان دہن مین زبان رہے

ہستی مری مٹا نہ سکی نیستی امیر
وہ ذکر خیر ہون کہ جو وردِ زبان رہے

پوشیدہ خط سے جوہرِ حسنِ بتان رہے
اپنے دھوئین مین اپنے یہ شعلے نہان رہے

مجھ مین رہے وہ پر مین نہ سمجھا کہان رہے
قالب مین رہ کے روح کی صورت نہان رہے

ہم غافلانِ دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
تھا کون میزبان کہان میہمان رہے

ہی حسن مین بھی معنیِ روشن کا خاصہ
دلمین عیان رہے وہ نظر سے نہان رہے

دیر و حرم مین سجدہ درِ دوست پر کیا
تھے آستان یار پر حاضر جہان رہے

انسان کو چاہیے کہ دلون مین جگہ کرے
بو ہو کے اِس چمن کے گلو مین نہان رہے

غربت مین موت آئی ہی تربت بھی خام ہو
کچھ بیکسی کا بعد فنا بھی نشان رہے

کہتا ہی وہ صنم کہ رہین ہم تمھارے گھر
لیکن یہ شرط ہی کہ خدا درمیان رہے

آئی ندائے غیب گرا جب مین بیقرار
مشکل ہی اب زمین نہ آسمان رہے

تکلیف دے خضاب کی ہمکو نہ ای ہوس
کچھ روز ان پیر بھی ہمی برسون جوان رہے

کیسی تڑپ دب سے نہ کی آنکھ سامنے
کہتے درست ہوش دمِ امتحان رہے

شبنم ہمین خدا نے بنایا ہی تجکو مہر
تیرا جو ہو ظہور تو پھر ہم کہان رہے

راضی ہین ہمکو پھیر کے منھ ذبح کیجیے
باقی نہ کوئی حوصلۂ امتحان رہے

لاؤن بھلا کہان سے دل بے ملال مین
ای دوست غمکدہ تو یہ ہی غم کہان رہے

ای آہ کر مدد یہ کہان تک مخالفت
یا ہم رہین زمین پہ یا آسمان رہے

ہوتا وصال ذرّہ و خورشید کیا امیر
چار آسمان آٹھ پہر درمیان رہے

گلشن مین سرو فوج مین مثلِ نشان رہے
عالم مین سربلند رہے ہم جہان رہے

یارب حیا سے شہرۂ حُسن بتان رہے
نیچی نظر سے حُسن کی اونچی دکان رہے

لازم ہی اُسکے رُخ پہ نمودِ خطِ سیاہ
ممکن نہین کہ آگ کے نیچے دھوان رہے

حاتم کا داستانون مین ابتک ہی تذکرہ
وہ کام کر کہ نامورون مین نشان رہے

نیرنگ اُنکی شان تجلّی کی دیکھیے
اِتنے ہوئے عیان کہ نظر سے نہان رہے

زیرِ زمین بھی آہ کی عادت ضرور ہی
قابو مین تا کلیدِ درِ آسمان رہے

گلشن مین مجھسے ہی یہ تقاضاے اضطراب
کھٹکا ہو جس شجر مین وہین آشیان رہے

جیسا نشانہ ڈھونڈھتی ہی بھر تیر یار
کیون رات دن نہ پُشت خمیدہ کمان رہے

یون بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہو گئے تمام
کشتی مین جیسے ساکن کشتی روان رہے

آیا کبھی ہما نہ سگِ یار اس طرف
برسون لحد مین ڈھیر مرے استخوان رہے

اب دیکھین کیا دکھائے نشیب و فرازِ دہر
ابتک تو جس زمین پہ رہے آسمان رہے

بیکاری زمانہ سے بیکار کب ہوے
ہم نبض دشتِ شل کی طرح سے روان رہے

بیڑہ ہو پار عشق مژہ مین کٹی جو عمر
خنجر کی دھار پر مری کشتی روان رہے

صیّاد ادھر خلاف اُدھر باغبان امیر
ہم بار خاطرِ قفس و آشیان رہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہاتھ مین بوتل آئے
اُسطرف جھوم کے گلزار مین بادل آئے

طالب مرگ بھی ہین منتظرِ یار بھی ہین
دیکھیے کون شبِ ہجر مین اول آئے

سخت جانون پہ لگا ضرب سمجھکر قاتل
تیغ مین بال کمر مین نہ تری بل آئے

آنکھ جسکی کہ تری تیغ دو دم پر پڑ جائے
ایک دو اُسکو نظر صورتِ احول آئے

ہجرِ جانان مین کہان صورتِ آرام نصیب
چونک اُٹھون جو نظر خواب مین مخمل آئے

ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
ثمرِ اس نخل مین آئے بھی تو حنظل آئے

جوشِ وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گریز
آدمی کا جو نظر شہر مین جنگل آئے

ہر قدم پر ہون دلِ اہلِ تماشا پامال
کبک و طاؤس کو تیری سی جو چھل بل آئے

وقتِ گریہ کسی گیسوے مسلسل کی ہے یاد
موج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئے

ہون وہ بیمار کہ نفرت ہے دوا سے مجکو
دردِ سر ہو جو مرے سامنے صندل آئے

ہین وہ نادان جنھین دورِ سوز کے جینے پہ ہے ناز
دیر کتنی ہے اجل آج نہین کل آئے

دودِ آہِ دلِ پُر سوز جو ہم نذر کرین
چشمِ جانان کو پسند اور نہ کاجل آئے

ہون وہ وحشی جو کرون دشت نوردی شبکو
ہر قدم غول دکھانے مجھے مشعل آئے

ہے یقین خشک نہ ہانین غ رہین کانٹون کی
پانون چھالے کے لیے ہاتھ مین چھاگل آئے

لوٹ کر دل نے دکھائے اثر نالہ و آہ
ہے عجب شاخِ شکستہ مین نئے پھل آئے

عشق زلفِ سیہ یار نے مارا ہے امیرؔ
سایہ کرنے کو نہ کیون گور پہ بادل آئے

دردِ عارض ہو دوا کو تو مجھے گل آئے
پانون گھس جائین جو سر تک مرے صندل آئے

دو قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل آئے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے

ہائے ضعف آج اگر مُنھ سے نکالون آواز
جلد آئے جو مرے کان تلک کل آئے

واہ رے شوق شہادت جو قیامت آئی
لوگ محشر کو گئے ہم سوے مقتل آئے

کفر کعبے مین نہ پھیلا ڈر کر آنکھین
دیکھ عارض پہ کھین جو کے نہ کاجل آئے

ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ جو کیا
سر کے سو ٹکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آئے

وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
دل کو ڈھونڈھون تو مرے ہاتھ مین بوتل آئے

توبہ کرنی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی
سر سے اوڑھو نہ دوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہی
پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے
خوب ہی مجپہ برستے ہوئے بادل آئے
نکلے گھونگھٹ کمین چہرے پہ نہ آنچل آئے
باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے
پھینک دو کاٹ کے جڑ نخل تمنا کی امیر
پھول کمبخت مین آئے نہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفے آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط
یہ دردِ دل دروغ یہ زخمِ جگر غلط
اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
مین نے کہا کہ دعوی اُلفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

طوفان جوشِ گریۂ بے اختیار جھوٹ
زورِ کمندِ جذبِ دلِ بیقرار جھوٹ
آتش فشانیِ جگرِ داغدار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ
آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا
جب آزمائیے تو نہ یہ ہیچ نہ وہ بجا
ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی نیا
سوزِ جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا
شورِ فغان سے جنبشِ دیوار و در غلط

ہان داستانِ شکوۂ بختِ زبون دروغ
ہان فرطِ غم سے جوششِ سیلاب خون دروغ
ہان دل کی پیچ و تاب سے سوزِ جنون دروغ
ہان سینے سے نمایشِ داغ درون دروغ
ہان آنکھ سے تراوشِ خونِ جگر غلط

ہین سب بناؤ یہ ہمین فقرے نہ دیجیے
ساقی صبیح ہو تو صبوحی نہ پیجیے

دوڑا سیے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے
آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے
عشق مجاز وچشم حقیقت نگر غلط

تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا مین یار کے لیے یہ سب فریب ہین
صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہین
بوس وکنار کے لیے یہ سب فریب ہین
اظہار پاک بازی وذوق نظر غلط

بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گر میان
ہم بر سر زمین ہین وہ بالاے آسمان
کرتے ہین مہر جب کبھی ہوتے ہین مہربان
لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان
احمق نہین ہم اُسکو نہ سمجھین اگر غلط

صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دلنشین
اس جھوٹ کی ہی بندہ نواز انتہا کہین
جسکا نہ سر نہ پانون ہو اُسکا ہو کیا یقین
سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین
ہمکو سمجھتے ہو کہ ہی اُنکی کمر غلط

شیطان بھی تمھارے فریبون سے مات ہی
اظہار ذوق قتل کی ساری یہ گھات ہی
تم دن کو دن کہو تو مین سمجھون کہ رات ہی
کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہی
سینے کو اپنے اسکی سمجھنا سپر غلط

تم لاکھ قسمین کھاؤ نہ مانونگا مین کبھی
نادان بنا رہے ہین ہمین آپ واہ جی
کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہی دل لگی
مٹھی مین کیا دھری تھی کہ جیکے سے سونپ دی
جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہی نیکنام
یہ کون بک رہا ہی اگر ہم ہوے تمام
صاحب یہی ہی مکر تو بندے کا ہی سلام
پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہی کچھ کلام
کہتے ہو جان دی ہی سر رہگذر غلط

مطلب یہ ہی کہ لوگ کہین لو وہ مر گیا
بیڑے مین عاشقون کے عجب کام کر گیا

سر پیٹتین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا
ہم پوچھتے پھرتے ہین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اُڑائی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اتنا نہ تانیے
فقرون مین ہم نہ آئینگے گو خاک چھانیے
کیا مرض ہو کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیے
آیت نہین حدیث نہین جسکو مانیے

ہو نظم و نثر اہل سخن سر بسر غلط

اُس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا
الزام اُٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزارہا
کہتا نہ تھا امیرؔ کہ اظہار ہو بُرا
یہ کچھ سُنا جواب مین ناظمؔ ستم کیا

کیون یہ کہا کہ دعوے اُلفت مگر غلط

رباعی

گھر کھُدنے کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے
روتی ہو لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے
یا ہم جاتے تھے گھر سے رخصت ہو کر
یا گھر ہوتا ہو آج رخصت ہم سے

رباعی

ہر گھر مین سفرابی ہو الٰہی توبہ
ہر در پہ کبابی ہو الٰہی توبہ
مسجد سا مقام اور دور ساغر
کیا خانہ خرابی ہو الٰہی توبہ

رُباعی

زاہد ہو کر جو شغل مے چھوڑ دیا
اللہ رے فساد خون بدن پھوڑ دیا
فریاد ہو مجھ شکستہ دل کی یارب
توبہ کی درستی نے مجھے توڑ دیا

رباعی

اورون کو تو دُنیا مین قضا نے مارا
دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا
ہر صورت مرگ و زیست اپنی ہو جُدا
اُس لب نے جلایا تھا ادا نے مارا

رباعی

گمرے مین تو شب وہ ماہ سیما آیا
اُس پر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چلمن جو اُٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا
جُھڑوا دیے پردے تو پسینا آیا

رباعی

زیبا ہی جو دم بھرتے ہین مردم اُسکا
قتّال زمانہ ہی تکلّم اُسکا
کیا تیغ دو دم ہی اُسکی تحریک دو لب
کیا نیمچہ ہی نیم تبسُّم اُسکا

رُباعی

مُشکل سے تجّھے اُو گل رعنا پایا
کونین مین بھر کر تراکو چہ پایا
دُنیا عقبیٰ سے عاشقی حاصل کی
صغرا اکبرا سے یہ نتیجا پایا

رباعی

آنکھون سے ہی رنگ مے پرستی پیدا
پلکون سے ہی شان پیشدستی پیدا
کچھ حاجت مے نہین کہ ہی آپسے آپ
اِن پتلیون سے ہی سیاہ مستی پیدا

رباعی

سُنتا ہون ہوا جلوہ نما عید کا چاند
ہی اُسکی جُدائی تو کجا عید کا چاند
وہ ابروے پرخم نظر آئے جو مجھے
البتہ یہ سمجھون کہ ہوا عید کا چاند

رباعی

عاشق کو کہان شکیب شیدا ہو کر
دل زندۂ جاوید ہی مُردا ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجکو گردون
گردِ اُسکے پھرے خاک بگولا ہو کر

رُباعی

ایسا ہون مین باوفا جو ہون کُشتۂ ناز
ہڈی سے بنے شانہ پس سوز و گداز
وہ شانہ یقین ہی ہمہ تن ہو کے زبان
دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کہان وشت مین ہم لیتے ہین
تھمتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہی ایسی
آنکھون سے ہرن آکے قدم لیتے ہین

رباعی

شہرے کرم پیر خرابات کے ہین
جلسے وہین رندان خوش اوقات کے ہین
منکر تھے مگر یہ ذکر سنتے منتے
زہاد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

دنیا سے عدم کی سمت جاتے جاتے
بگڑے ہوے کیا کام بناتے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس
تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے
دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
کر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم
آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہمین گلشن سے اجی ہاتھ لگے
کھل جاے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھ تو لو
اگر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا تمام خد الکھا ہی
القاب جدا شوق جدا لکھا ہی
ملجائے یقین ہی مرض غم سے نجات
نامہ نہین تعویذ شفا لکھا ہی

رباعی

مٹ جاؤنگا غم مین جان کھوتے کھوتے
اس بزم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہی شمع صفت اگر یہی سوزش دل
گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے	رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
یہ کعبہ کہان اور کہان ہم مجرم	سامان یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہی طبیعت ایسی	نکلے اُلفت کرے عداوت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہی منصف یہین	شاعر کو کہان نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ بر آمد کبھی در تک نہوئے	تجھکے کیے منظور نظر تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا	قاصد کی خبر سُنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہی شبِ ہجر رولانے کے لیے	ہین ایک نہین سب کے مٹانے کے لئے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہی عالم	آنکھین مری روتی ہین زمانے کے لئے

رباعی

کیا تیری جُدائی ہین ستم دیکھتے ہین	دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہین
اس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے	ایسا تو جہان مین کوئی کم دیکھتے ہین

رباعی

ا ہان طرب ہی جسے اِدراک نہین	آرام تہِ گنبدِ افلاک نہین
یمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش	جُز دُردِ تہِ جام یہان خاک نہین

رباعی

ب بہت ای جانِ جہان رہتے ہو	مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ر چند کہ آنکھون مین ہو تم دل مین ہو تم	معلوم نہین پر کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ٹھنڈے یارون سے گرمجوشی کیسی
پھر جائینگی آنکھین جو پھری ہمسے نظر
گندم دکھلا کے جو فروشی کیسی
صدقہ آنکھون کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جان جہان یہ بیوفائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اس طرح الگ
اغیار سے اخلاص رکھائی ہم سے
گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر مین جو آزردہ تمھین پاتا ہون
ہوتا ہی کبھی اگلی محبت کا اثر
کچھ دل مین نہین دلکو یہ سمجھاتا ہون
سچ کہدو کبھی مین تمھین یاد آتا ہون

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اُٹھالے ہم سے
پچتاؤگے آخر کو کہے دیتے ہین ہم
تمنے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
دنیا مین کہان چاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھین تمکو
بالفرض کہ آب زندگانی تم ہو
لین نام نہ پیاسس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب باحشم شرف الدولہ ذی حشم
تشبیہ نقش پاے مبارک سے دون اگر
فیض قدم سے راہ مین گوہر بنے خذف
رونق تھی بادشاہی جہت نگر کی اور
اچھون کے اچھے ہوتے ہین سچ ہو جہان مین
جنکی بہادری پہ ہو شمشیر تک گواہ
پھینکے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ
ذرے ہون آفتاب پڑے جس طرف نگاہ
جبتک کہ آسمان وزارت کے تھے دو ماہ
یہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ

ہین رنگ و بو سے باغ شرف دختر و پسر
دونون دُرِ یگانۂ دریاے عز و جاہ

دونون کی شادیان ہوئین ایوان نے پائی زیب
گلشن کا رنگ جشن سے محفل پہ اشتباہ

عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب
محروم ایک فیض حضوری سے خیرخواہ

لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر
مشہور ہی جہان ہین کہ دل سے ہی دلکو راہ

دل سے تمام شب رہین باتین سرور کی
اشعار کچھ زبان پر آئے دمِ پگاہ

وان رسوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم
دی عیش نے صدا کہ مبارک کرے الٰہ

پایا ہی اس چراغ سے اُس شمع نے فروغ
اُس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ

گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے
نرگس کو لائی گل کے قرین باد صبح گاہ

تاریخ خامۂ دوزبان نے لکھی امیرؔ
یہ مہر قرین بزہرہ و زہرہ قرین ماہ

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت
جنکے رُخ سے ہے مقتبس ہر بار چاند

اُنکے دخت و طفل دونون ارجمند
ایک سورج ایک بے تکرار چاند

عقد دونون کے ہوے دل نے کہا
آئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعۂ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالامال حسن
لوٹنے کو دُرِ غلطان کو میانہ مل گیا

لوح پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان
مشتری کو بہر سجدہ آستانہ مل گیا

دانت شرما کر نکل آئے صدف کے بحر مین
موج کو زلف پریشانی کا شانہ مل گیا

کیا صفا ہی جتنے نقطے تھے وہ موتی بنگئے
ہنس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا

محو مدحت اڑکے جا بیٹھا نہال فکر پر
مرغ زرّین قلم کو آشیانہ مل گیا

بندش صاف آئینہ ہی خود نمائی کے لیے
شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا

حال سے ہی اوج نجم مشتری روشن امیرؔ
جسکو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا

مولوی ہادیعلی والاگہر عالی نژاد	ایضاً	ہو سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے
موجد انداز تحریر طلسم لکھنؤ		اور وصف انکے ہیں باہر حیطۂ ترقیم سے
نظم اک غنچہ ہی انکی بوستان طبع کا		نثر اک گل ہی بہار روضۂ تعلیم سے
اب ہوئے ہین مخزن اخبار مین گوہر فشان		ہونگے مفلس مالدار اس پرچہ کی تقسیم سے

تجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہہ بھرا ہی ایک پرچہ گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو برائے مخزن	گفت در گوش دلم ہاتفے از غیب سخن
چار برگیر بتعداد حروف از مخزن	نصف یکبار بیفزا و دوبارش کم کن

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیرآبادی

جو اُم منشیِ دیوان اکرم	کرم احمد جو مقبول خدا باد
سفر اندر صفر فرمود زین دہر	بچشم حور خاکش توتیا باد
جہان از رحلتش ویران شد چلم	یمین مقدمِ او گشت آباد

امیر این مصرع تاریخ بنوشت
بزیر دامن خیر النساء باد

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفےٰ آباد عرف رامپور

مُبارک ہوا سے شاعران سخندان	چھپا خسرو ملک معنی کا دیوان
فصاحت بلاغت نزاکت لطافت	معانی پہ صدقے مضامین پہ قربان

امیر اُسکی تاریخ کہنے کے خاطر | ہوا فکر مین جب کہ سر در گریبان

ندا غیب سے اُسکے کانون مین آئی
کہ افکار نواب **یوسف علیخان**

قطعہ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمائش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی | ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھانیئے
تاریخ مین امیر تکلف ہی کیا ضرور | راز و نیاز عاشق و معشوق جانیئے

قطعۂ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

اتوار کی شب رجب کی سترھوین ہی | کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو امیر | رضوان نے کہا کہ داخلِ خُلد ہوا

قطعۂ تاریخ تہنیت سواری حضور پرنور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہ

شکر ہی نواب کو صحت ہوئی | پھر مرے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھکر اُسکی سواری کا تزک | چشم نرگس بن کے شرمائی بہار
آمد آمد جب سواری کی ہوئی | دھوم اُڑی آئی بہار آئی بہار
سنگ یہ اُسکی سواری کا جما | ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
کرتی ہی بادِ بہاری کے حضور | ہر قدم پر جبہہ فرسائی بہار
اشرفی کے پھول اپنی جیب مین | بھر کے بیلے کے لیے لائی بہار

یہ بدیہہ ہو گئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تمہید جشن صحت بندگان والا مقام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر بادائے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبانِ شاہدِ عیش — کہ ہوئی صبح عید شام اُمید
عید کا چاند چرخ پر نکلا — مل گئی قفل آرزو کی کلید
دور دور قران سعد آیا — ہین ہم آغوش مشتری ناہید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا — مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
دونو ہمرنگ کی اسے کہیے — جشن صحت ادھر اُدھر ہی عید
عید سے عید ہی خوشی سے خوشی — ہی عجب ساعت سعید وحمید
اصل مقصود جشن صحت ہی — عید ماہِ صیام ہی تمہید
دھوم ہی ہر طرف مبارک ہو — وصل مین وصل اور دید مین دید
ہمہ تن چشم وگوش ہی عالم — کہ یہ عالم نہ دید ہی نہ شنید
دیکھکر بخشش ونوال حضور — چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
جوڑے زُہرہ وشون نے وہ پائے — اطلسِ چرخ جنکے آگے مزید
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر — کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن وعید بہم
جشن مین جشن اور عید مین عید

قطعۂ تاریخ جشن صحت

شرف وان مہر کو ہی یان عروج ماہ دولت ہی — عجب صحت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہی

کسے سالِ ہمایون ہاتھ آتا ہی امیر ایسا ۔ ضمینا عید کا نوروز کا دن روز عشرت ہی

قطعۂ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر انار اللہ برہانہ

در فراق ناظم معجز بیان یوسف لقا ۔ جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریانِ من
تاب از دل رفت و دل از دست و دست از کار رفت ۔ رفتن او جملہ برہم زد سر و سامانِ من
تیرہ شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان ۔ چاک شد مانند دامانِ سحر دامانِ من
شکر نعمتہاے او ایمان خود دانستہ ام ۔ ذکر او تا بودہ ام بودست حرزِ جانِ من
بسکہ از شور و فغانم محشری برپا شدہ است ۔ میشود شورِ قیامت ہر نفس قربانِ من
گریہ ام در ماتمش رنگِ فراوانی گرفت ۔ می چکد طوفان نوح از گوشۂ دامانِ من

بہر سالِ آن عزیزِ مصر دلہا گفت امیر
مسند آراے جنان شد یوسفِ دورانِ من

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفی آباد عرف رامپور

آفتاب سپہر حشمت نے ۔ تخت پر جب جلوس فرمایا
فرط بالیدگی سے وقت جلوس ۔ پایۂ عرش تخت نے پایا
عرشیون نے کہا مبارک ہو ۔ فرشیون کے سرون پہ یہ سایا
سایہ اوس سایہ الٰہی کا ۔ ابر رحمت کی طرح سے چھایا
تخت دولت پہ ماہِ دولت نے ۔ مہر ہو کر جلوس فرمایا
مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا ۔ ماہ کامل فلک پہ شرمایا
نذر کو آسمان ذرا انجم ۔ طبق ماہتاب مین لایا

نور سے طور ہو گئی کو ٹھی
کیون نہ خوش ہون محمدی مشرب
اس سلیمان نے خلق سے اپنے
جی اُٹھا جس سے چار باتین کین
چھک گئے مےکشان بزم سوال
نئے سر سے جوان ہوا اقبال
ہے یہ سرتاج تاجدارون کا

پر تو حُسن نے یہ چمکایا
عہد خلقِ محمدی آیا
خاتمِ دل پہ نقش بٹھلایا
رنگ اعجاز تازہ دکھلایا
جامِ جود و کرم جو چھلکایا
نخل دولت مراد بر لایا
اسپر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہے امیر سال جلوس
دور دورِ فلاح خلق آیا
۱۲۵۱ھ

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوے مسند نشین
ڈھل گئی ہے نور کے سانچے مین تاریخ ہے امیر

نور فیضِ کبریائی سے جو مالا مال ہین
آفتابِ آسمانِ دولت و اقبال ہین

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دار الریاست ملک رامپور

آن گرامی گوہرِ قدسی نفس
گفت آمیر سخت جان سال رحیل

رحلت از دنیائے فانی چون نمود
صاحبِ ایمان سراپا خیر بود

ایضاً

اللہ نے جو وصف عطا اُنکو کیے تھے
رحلت کی امیر اُنکی کہی ہین نے یہ تاریخ

وہ آنہین سکتے ہین قیاس بشری مین
ہا اللہ ملک تھے وہ لباسِ بشری مین

ترجیع بند

قاصدِ خوش خبر از رحمتِ غفار آمد
بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد

قطرہ زن آمد و باد ست گہر بار آمد
ہمچو سیلاب بہاران سوے گلزار آمد
تند و پر شور و سیہ مست زکہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اور ہی سامان نظر آتے ہین
جھومتے ہین جو شجر سرد ہوا کھاتے ہین
جان تازہ گل و نسرین و سمن پاتے ہین
رقص کرتے ہین تو طاؤس یہ چلاتے ہین
تند و پُر شور سیہ مست زکہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان مین نئی ترکیب جو مجلس کی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی
پھر ہوا سرد چلی وجہ یہی اُسکی ہوئی
نہین معلوم یہ مقبول دعا کسکی ہوئی
تند و پُر شور و سیہ مست زکہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کو تماشاے گل و سنبل و سوسن کو چلو
سیر کا وقت ہی گردان کے دامن کو چلو
دیکھنے شاہدِ مقصود کے جوبن کو چلو
بیٹھنا گھر مین مناسب نہین گلشن کو چلو
تند و پر شور و سیہ مست زکہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہین مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہی
لطف برسات کا ہی زور گھٹا چھائی ہی
ہر روش ناچتے ہین مور گھٹا چھائی ہی
صحن گلزار مین گھنگھور گھٹا چھائی ہی
تند و پُر شور سیہ مست زکہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زینتین مے کی دکانون کی خداداد ہوئین
خاطرین قید غم دہر سے آزاد ہوئین
اُڑ چلین بوتلین ایسی کہ پریزاد ہوئین
بھٹیان بادہ فروشون کی پھر آباد ہوئین

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت رعد نے چلاّ کے سُنائی کیسی
شکل امید مقدر نے دکھائی کیسی
ہان ہین ہان کوندھ کے بجلی نے ملائی کیسی
تھی تمنا جو تمھین آج بر آئی کیسی

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اس طرحکا جیسے کسی محبوب کی خو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو
شور ایسا کہ نہین صور سے کمتر سر مو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبا ہی پہلو

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دور مے ناب ہو پیمانہ چلے
مقدرت ہو کہ نہو کام چلے یا نہ چلے
خانقہ مین ہی جو زاہد سوے میخانے چلے
زور جبتک کہ چلے بادۂ مستانہ چلے

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہی زیر فلک جلوہ گری
زاہد خشک بھی دیکھین گے تماشاے تری
ہم سمجھتے ہین کہ پر کھول کے آئی ہی پری
کشت اُمید ہوئی بادہ پرستونکی ہری

تُند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر
فضل خالق نے کیا کھُل گئے امید کے در
صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر
کہدو ہر کارون سے میخوارون کو کردین یہ خبر

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

رخ جو ہین زرد وہ گلنار نظر آئین گے | جتنے زہاد ہین میخوار نظر آئین گے
لالہ رو صاحب آزار نظر آئین گے | زعفران زار چمن زار نظر آئین گے

تند و پُر شور و سیہ مست زکہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

اب نہ پوچھو یہ کہ احوال یہان کا کیا ہی | کر سکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہی
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہی | یہ تصرف جو ہین پیر مغان کا کیا ہی

تُند و پُر شور و سیہ مست زکہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

جتنے میکش ہین امیر اُنکو سُنا دے یہ پیام | دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
کہ اُنھین کے لیے یہ عیش کے سامان ہین مدام | فیض سے اُنکے سُناتا ہی یہ تمکو لب جام

تُند و پُر شور و سیہ مست زکہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تک کہ روز عید مسرت فزا رہے | جب تک کہ کعبہ قبلۂ اہل صفا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے | مسجود جب تلک حرم کبریا رہے

قربان ہو تجپہ عید سعادت فدا رہے
بالا سے فرق سایۂ بال ہما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے | جب تک فروغ زہرہ و نور سہا رہے
جب تک جہان مین چار عناصر کی جا رہے | جب تک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے

مثل زمین سپہر ترے زیر پا رہے
سر پر مدام سایۂ دست خدا رہے

مسجد و اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر | جبتک نمازیون کے جھکین مسجدون مین سر
جبتک کہ معتکف رہین محراب مین بشر | جبتک وظیفہ خوان رہین زاہد ہر سحر

یارب صفِ انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر مین پھولین پھلین شجر | جبتک دماغ و چشم کو دین رنگ و بو ثمر
غنچے کھلین نسیم سے جبتک کہ ہر سحر | شبنم ہو گوش گل کے لیے جبتلک گہر

خندان گلِ مراد ہو فضلِ خدا رہے
نخلِ مُراد مین ثمرِ مدعا رہے

جبتک کہ ابر تر سے چمن فیضیاب ہو | جبتک کہ ماہ آئینۂ آفتاب ہو
جبتک صدف مین گوہر باآب و تاب ہو | جبتک کہ سنگ معدن لعل خوش آب ہو

ہر وقت درفشان کفِ جود و سخا رہے
اِس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

آباد جبتلک ہی جہان مین جہانِ علم | جبتک کوئی زمین ہی کوئی آسمانِ علم
جبتک کہ مدرسون مین ہو جوشِ بیانِ علم | جبتک کہ بحثِ علم کرین طالبانِ علم

جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرزِ کلام عیسی معجز نما رہے

جبتک کہ فوج نجم پہ ہی تیغ مہر تیز | جبتک کرے بہار سے فصل خزان گریز
ضداد اربعہ مین رہے جبتلک ستیز | جبتک دلون کو آب کرے خون رستخیز

فرقِ حسود زیر سُمِ بادپا رہے
شمشیر تیرے عدل کی کشورکشا رہے

جبتک جہان مین گردشِ لیل و نہار ہی | شب جبتلک کبھی کبھی دن آشکار ہی

جبتک کہ گرم معرکۂ گیر و دار ہی
الجھ جبر جبتلک کہ ہی کچھ اختیار ہی
دولت تری زیادہ ہو حشمت سوار ہے
اقبال حاضر در دولت سرا رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہی بلبل کے دلمین داغ
پروانہ جبتلک کہ رہے عاشقِ چراغ
جبتک ہی فاختہ کو تمناے سرو باغ
آشفتہ عشق مہ سے ہی تا کبک کا دماغ
عارض پہ جانِ جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا بستۂ زلفِ دوتا رہے

جبتک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہین
جبتک نگاہِ یار کو شاعر سنان کہین
جبتک کہ چاند چہرے کو روشن بیان کہین
ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہین
مثل کمان نہ جو ترے آگے جھکا رہے
اُسکا جگر نشانۂ تیرِ قضا رہے

جبتک صدف مین قطرۂ نیسان گہر بنے
جبتک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے
تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے
بوے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان مین ہی گل گلمین رنگ و بو
جبتک صبا جہان مین پھرتی ہی چار سو
جبتک کہ صحن باغ مین جاری ہی آب جو
جبتک کہ گل ہی جام ہر اک غنچہ ہی سبو
صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے
اس بوستان کی معتدل آب و ہوا رہے

ایسا جہان مین حکم کا سکہ بٹھا دیا
اس درجہ گنج گوہر و سیم و طلا دیا
نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
نامِ جم و سکندر و دارا مٹا دیا

خورشید تو وہ سب ترے آگے سہار ہے
نام آوروں کے نام رہے بھی تو کیا رہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو
ہر روز زور بازوے قدرت زیادہ ہو

فرحت رہے مدام مسرت زیادہ ہو
عالم ہو زیر حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظل رسول سایۂ مشکلکشا رہے

جبتک کہ ہاتھ پانون کو قوت نصیب ہی
کانون کو جبتلک کہ سماعت نصیب ہی

جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہی
آنکھون کو جبتلک کہ بصارت نصیب ہی

جان و دل **امیر** تجھی پر فدا رہے
اُسکو کسی سے کام نہ تیرے سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان مرحوم تعلقہ دار سندیلہ تلمیذ حضرت امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مومن و غالب کہان ہین ذوق و بصیر
چھپا ہی مطبع دیوان **امیر احمد** کا
کرین مطالعہ اُسکا بدیدۂ انصاف
جو واسطی کو ہوئی فکر از پئے تاریخ

کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین بحر و وزیر
کہین زمانے مین جسکا نہین شبیہ و نظیر
کھنچے کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر
کہا زبان قلم نے طفیل فیض امیر

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان من تصنیف انیف افصح الفصحا امیر الشعرا استاذ الاساتذہ مقتدانا مولانا حضرت مفتی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ القدیر مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب الارشاد معلی القاب عالی جناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع دام اقبالہ ماہ جولائی ۱۹۱۸ع بار ہفتم طبع ہوا

قطعۂ تاریخ طبع سابق از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب

عاقل ایجنٹ مطبع

یہ حضرتِ امیر کا دیوانِ جانفزا | شایع ہوا ہی نامِ خدا کیا یہ زین و زیب
عاقل ہی سال ہجری کی ہیکا جستجو | لکھو بیاض دل پہ کہ ہی نظمِ دلفریب
۳۱ ۱۳ھ

دیگر ولہ

سرورِ روان روح پرور یہ ہی | کلامِ امیرِ سخنور یہ ہی
اگر فکر عاقل ہے تاریخ کی | تو لکھو عجب نظم دلبر یہ ہی
۳۱۰ ۱۳ھ

ایضاً عیسوی

چھپا مفتی امیر احمد کا یہ دیوان کیا اعلیٰ | کہ ہر اک شعر اسکا بس فصاحت میں ہی ہے ہمتا
عبث کرتے ہو عاقل فکرِ تاریخ مسیحی کی | لکھو تم شوق سے زیبا عجب نظمِ معیشت زا

نام کتاب	قیمت
بہارستان سخن - اس مین تین اُستادون کا کلام ہی ہمطرح وہم ردیف وہم قافیہ غزلین شیخ امام بخش ناسخ - ۲- خواجہ حیدرعلی آتش - ۳- مہدی حسینخان آباد بڑے معرکہ کا مجموعہ ہی - ہر ایک اُستاد نے زور طبیعت دکھایا ہی بہ یگر ترجیح بلا مرجح کتنا زیبا ہے -	۷ر۳
دیوان رند - مسمے بہ گلدستۂ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -	۶ر۹
دیوان گویا - از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان رند گویا شاگرد خواجہ وزیر	۳ر۹
دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ منور خان غافل -	۴ر
دیوان ذوق - از نتیجہ فکر سخنور عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق -	۳ر۳
دیوان لطف - پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مصنفۂ حافظ لطف علیخان بریلوی -	۲ر
ایضاً لغت سروری - غزلیات تمام	

نام کتاب	قیمت
ردیفون کی از بہار نمائے طبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری -	۴ر۳
دیوان نیاز - از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز -	۲ر
دیوان شہیدی مصنفۂ کرامت علیخان شہیدی تخلص	۳ر۳
دیوان غالب دہلوی - کئی مرتبہ یہ مختلف مقامات مین چھپا اور بکا اور ہنوز خواہش خریداران اسی طرح ہی کیون نہو برے عالی ما - مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہی جنکا مثل و نظیر ہندوستان مین نہین ہی یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہو کر طبع ہوا -	۲ر۶
دیوان قلق - مسمے بہ مظہر عشق کلام اُستاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق -	۶ر۳
دیوان جرار - مصنفۂ مرزا حسین بیگ جرار -	۳ر۹
دیوان واسطی - نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ -	۶ر

نام کتاب	قیمت
دیوان سحر سامری۔	۵ر
دیوان مروان صفا۔	۴ر
دیوان ضامن از سید ضامن علی شاہ	۲ر۳ پا
دیوان خواجہ میر درد شاعر صاحب باطن	۲ر
دو السانین مجمع البحرین۔	عہ ر
اکسیر سخن۔	۴ر
دیوان بہار عرب۔	ار۶ پا
گلستان جوش۔ دیوان نواب محمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان۔	۷ر
مجمع الاشعار۔ غزلہاے اُردو فارسی اساتذہ۔	۴ر۶ پا
چمن بینظیر۔ اشعار اُردو فارسی اساتذہ فراہم کردہ مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین۔	۱۱ر۶ پا
گلدستۂ امانت۔ جسمین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہین۔	ار
دیوان مناقب خیر البشر۔	ار۹ پا
کلیات آتش۔	۸ر
دیوان بختاور۔	۴ر۶ پا

نام کتاب	قیمت
دیوان عیش حسن معروف بہ نگین معرفت	۸ر

کتب کلیات و دواوین فارسی

نام کتاب	قیمت
کلیات حزین۔ مجموعۂ نوادر روزگار سے ہی جسمین چند رسائل ہین۔	عار
ا۔ سوانح عمری حضرت مصنف۔ ۲۔ تواریخ سلاطین۔ ۳۔ قصائد نعتیہ ائمہ اطہار علیہم السلام۔ ۴۔ دیوان مصنف۔ ۵۔ مثنویات صغیر دل و چمن انجمن۔ ۶۔ مثنویات خرابات۔ ۷۔ فرہنگ نامہ۔ ۸۔ تذکرۃ العاشقین۔ مصنفہ شاعر عدیم النظیر شیخ محمد علی حزین۔	عار
کلیات خاقانی۔ جسمین قصائد عربی و فارسی و غزلیات و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہی۔ ایسا کلیات اس جامعیت کے ساتھ کمیاب ہی جو اس مطبع مین محشی ہو کر مع حل معانی اشعار عربی کے دو جلد مین چھپا ہے۔	صدر